

چند باتیں

مُحَمَّدُ هُرَقَارِ شِنْ! سَادَةُ عَنْتُونَ
 نَادِلِ آپَ کے ہاتھوں ہیں ہے۔ اس نادلِ ہیں ایک سیڑھیت
 پہنچ پور صلاحیتوں کے ساتھ میران سے آگرا آتا ہے۔ اور چھر سیڑھیت
 و فرش قدموں اور تاقاں لے سفر میں میران کے دو سیان ایک ارکی جاننے والا دد
 حساب تکمیل چک کا اٹاڑ ہوتا ہے کہ جس کا ہر لمحہ قیامت سے بھی
 زیادہ خداپ ڈال تھا سب ہو گاتے۔ اس کہانی میں اپنی بڑی ایک
 مخصوص نسل کا بندوں پکتائیں۔ سلتے آتے ہے اور یہ چھرمیوںی صلاحیتوں
 کی تکمیل اور کھایندہ صرفت میں میران کو لینے اشانوں پر ٹلچنے کے
 موجود کرو رہا ہے۔ بلکہ میران اور پاک گھشا سکریٹ صرسوں کے تمام ارکان
 بندوں کے انجامات کی تحریک پر بھر دی جاتے ہیں۔ اور اسی فقر میوںی
 صلاحیتوں کے بندوں نے چڑھیت انسفاریہ۔ میں میران اور پاک گھشا
 سکریٹ صرسوں کو ایک سے ہیں تاکہ می کے زخم پہنچنے پر بھروسہ کر دیا۔ اس
 لحاظتے ہے نادل اخباری منفرد اوصاف کھاتا رکھتا ہے بے آپ یہ تین باتیں
 کر دیں گے۔

آخر ہیں ایک تاریخی کا نظری ہی طلخاڑ کر بیجی تاکہ آپ کو بھی
 معلوم ہو کے کہ کس قیامت کے ہے نہیں میرے نام آتے ہیں۔

سرگرد، حاصلے جناب نبی شاہ، صاحب کھٹکے چلے۔ کیا کوئی ایسا بھرم
 نہیں رہے تھا مران اور سیکرٹ سروس کے نمبر ان کو انھیوں پر نکھلتے
 اور عمران کو پے دلپے نکست وسے کوئے سوچنے پر نہ ہو کر دے کر
 نکست کا مڑا کیسا ہوتا ہے۔

لازم شاید صاحب کی خدمت یعنی عرض ہے کہ نکست نام سے
 بھت نامنے کا، جذبہ کے ماند پڑ جاتے کا۔ اور جب کوئی انسان
 پڑے مکاں کی سلامتی، عزت، عظمت کی خاطر جان کی بازی چکریہ میں
 نہیں الگ ہے تو پھر لفڑا نکست خود کو دفعہ یہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ عمران
 بھروسے اپنی ذات کے نہیں بلکہ اُنے وہ ذاتی جائیداد یا
 فارق اپنی خاطر کام نہیں کر دیتا۔ اس کے چین لظر اپنے مک کی
 سلامتی، عزت اور عظمت ہوتی ہے۔ اور ایسے کتنی کے جذبہ کے
 ملنے نکست ایک سبے معنی انتظار ہے جاتا ہے۔ ایسے بے آپ بھو
 جتے ہوں گے۔

ڈالشہزادم

منظہر کریم ایم۔ لے

مختصر المکالمات
۱/۱۰/۲۰۰۷

سرخ رنگ کی کامنہ تائی تیر مخدودی سے پہاڑی سرٹک پر عذت
بھی لئی۔ سرٹک تک اور پرچم پارہ ہے تسلیم کے ساتھ ساتھ خاصی خطرناک بھی
تھی۔ کچھ بھاڑی پر جو نے والی تیر افتد سمل بادشاہ نے اس پہاڑی
سرٹک کو نہ تائی پھر لاؤں کر دیا تھا۔ اور سرٹک کے اوپر پانی اسیں
ظریح ہے۔ باقاعدہ ہیسے وہ سرٹک کی بجائے کسی تیر مفت اس پہاڑی پر
کی منظہ عذر ہے۔ سرخ رنگ کی کار اور ہر کی طرف جادبی تھی۔ اتوں اور
سرٹک اس قدر خطرناک ہونے کے باوجود کار کی مقدار خاصی تیرز تھی۔
سیرٹک پر ایک خوب صورت لپا تو لگا احمد خا صاحب و جمیلہ تو ڈالن جعلہ ہوا
تھا۔ اس نے گھرے نئے نیلگ کا خوب صورت سوٹ پکن دکھا
تھا۔ سریوں ساہ پتی دالا سندھ خلیت تھا۔ وہ دل الہیت ان سے بھیجا کار دکھا رہا
تھا ہیسے وہ کسی پہاڑی سرٹک کی بجائے کسی کھلے میدان میں کار دکھا دکھا رہا
ہے۔ تکمیلہ پر اس کے باوجود خدا سجد سیرٹک گھادیتے اور کار

آج چین بس نے بڑے تلاط و قت پر جلا ہے۔ آج تو کچھ سر
 دختریں کوئی نہیں۔ کوئی جیسی کانٹا۔ آج دیکھنے والا چہاگا۔ تو کی
 نے کب لخت سے جنتے ہوئے کہ۔
 دکشیری جیل ہماری سرماں ہے زیادہ طوب صورت نہیں ہو سکتی۔
 فیداری و فیضے جنتے ہوئے کہا اور لایکی کی آنکھیں میں دھنی
 خدا سے رحمی کر سکتی۔
 تھیں تو پڑا ایکتھے کی بھائی شامروز ہاچھیے تھات۔ فیضے
 بنتے ہوئے کہا۔
 جس جب کاغذیں پیٹھتا تھا تو باقی صد شاعری کیا کرتا تھا۔
 مکراتے مکراتے ہوتے چاہا۔
 پھر اس وقت تباہی شاعری کا سر کوں ہوئی تھی۔ تو کی نے
 مکراتے ہوئے پوچھا۔
 اس وقت بھیلوں۔ پہاڑ۔ داریا۔ درخت۔ جس ان پر شاعری کی
 تھا۔ اس وقت کہا تھا۔ جس نے اپنی دیکھا تھا۔ وہ یقین جاؤ اگر
 تھے اس بعد میں لظاہریں تھیں۔ آج سپرا ایکنٹے کی بیٹتے ہوئی گرد
 بھی کاش فرم کر کشیں اور بازیں سے ہمی پشا غادر۔ فرستے
 بنتے ہوئے چاہا۔
 تم اپس سری تعریضی کی کئے رہتے ہو۔ جتنے کچھ بھی رہے دیکھا
 کیا ہی نہیں۔ فیضے منہ بخالے ہوئے مصروفی تھتے
 کہا۔
 نیں دیتے۔ آج تو اپھی مرح جانچ ہو کر ہماری زندگی ایک بیٹھک

پروردہ کی جو پڑا جوست کے ساقا ہجاتی برق۔ قلعہ یہ سے ہو کاٹ جاتی۔
 ساقہ مالی میٹھے پر سپہرے پاولیں ہیں ایک خوب صورت اور زیادا جان بھی
 گھبستہ سرخ نیک کامنی مکرت پہنچنے ہوئی تھی۔ اس کے
 سپری اندھے داریں اسی کے کانڈوں پر ہوا ہے تھے۔ اس کا جہڑا
 پر جو شیخ اور آنکھیں جس دیکھی کی پیچ کی تھی۔ ایسا گھوس جو، باقاب جیسے وہ
 اس خڑاک ڈالنے کا گھستے پوری طرف لطف اندھہ جوہری ہو۔
 پاہد، پلٹکی میٹھی لفڑوں سے فوجان کی طرف دیکھی۔ اور جب فوجان اُسے
 ملک کو دیکھتا آمد بدھی مترف سی جنی ہنس کر پرستہ نہیں کھلے گئی۔ اس
 کے کافرین میں صرف رہاگ کے پھٹے ہوئے تھے میں کار کے ساقے
 چکرے سے دیتے تھے۔ اور ان جنی جنستے جوئے اصلی سیر وہ اسی
 سرحد شیخ کی شامیں ٹھیک کر لیا۔ کے چھٹکر کو اور بھی ٹوادے نہیں ہوتے
 بندوقیں بھیں۔

اگر کار تباہی کر سکتے ہاہر جانے تو پھر کی کوئی دلچسپی

تھی کہ کب لخت پڑتے ہے تھے کہ۔
 پھر یعنی جوں اچھے کر سکتے ہیں کے باہر چونکا کچھ دفن گا۔
 فوجان نے جن کا نام و قدر تھا مکراتے ہوئے جا بیدار اور کار لایکی کی
 مترف اور بے ساختہ جنی سے گئی اُتی۔

واد۔ سچی کوئی کافی کار جوں کرتم یہ کر سکتے ہیں کوئی
 دیکھنے پڑے تھا۔ جو ہے بھی ڈیکھ کر کہا۔
 کار کا نہیں الجلد کار سکنے نہیں ہے۔ فیضے نے کہا اور لایکی

ایک اپھر خسچا ہے۔ افسوسی ساقہ جنی ہنس ماقدار

آج چین بس نے بڑے تلاط و قت پر جلا ہے۔ آج تو کچھ سر
 دختریں کوئی نہیں۔ کوئی جیسی کانٹا۔ آج دیکھنے والا چہاگا۔ تو کی
 نے کب لخت سے جنتے ہوئے کہ۔
 دکشیہ جیل ہماری سرماں ہے زیادہ طوب صورت نہیں ہو سکتی۔
 فیداری و فیضے جنتے ہوئے کہا اور لایکی کی آنکھیں میں دھنی
 خدا سے رحمی کر سکتی۔
 تھیں تو پڑا ایک دی جسے شامروہ چاہیے تھا۔ فیضے
 بنتے ہوئے کہا۔
 جس جب کاغذیں پختا تھا تو باقی صد شاعری کیا کرتا تھا۔
 میرے مکراتے ہوئے نجات دیا۔
 پھر اس وقت تباہی شاعری کا سر کوں ہوئی تھی۔ تو کی نے
 مکراتے ہوئے پوچھا۔
 اس وقت بھیں۔ پہاڑ، داریاں۔ وہ خست۔ جس لئے شاعری کی
 تھا۔ اس وقت کہا تھا۔ جس نے اپنی دیکھا تھا۔ وہ یقین جاؤ اگر
 تھے اس بعد میں لظاہریں تھیں۔ آج سپرا ایکنٹے کی بیٹتے ہوئی گرد
 بھی کاشا فرم کر کشیں اور بازیں سے ہمی پشا غادر۔ فرستے
 بنتے ہوئے نجات دیا۔
 تم اپس سری تعریضی کی کئے رہتے ہو۔ جتنے کچھ بھے رہتا ہو
 کیا ہیں۔ فیضے منہ بخالے ہوئے مصروفی تھتے
 کہا۔
 نیں دیتے۔ آج تو اپھی مرح جانچ ہو کر ہماری زندگی ایک بیٹھ کر

ہو گرد کی جو چورا بھٹکے ساقا ہجاتی برق۔ قلعہ یہ سے ہو گا کہ بھت جاتی۔
 ساقہ مالی میٹھے پر سپہرے پاولیں ہیں ایک خوب صورت اور لہجہ ان بھی
 گھبے سرخ نگاہ کا منی مکرت پہنچنے والی جوئی تھی۔ اس کے
 سپری اندھے داریں اسی کے کانڈے ہوں پر لہرائے ہے تھے۔ اس کا جہڑا
 پر جوئی اور آنکھیں جس دیکھی کی پیاری تھی۔ ایسا گھوس جو، باہقا جیسے وہ
 اس خڑاک دیا تھا گھستے پوری طرف لطف اندھہ جوئی ہو۔
 پابندی ملکی میٹھی لفڑوں سے فوجوں کی طرف دیکھی۔ اور جب نہ جانی اُسے
 ملک کو دیکھتا اور جو دی مترف سی جسی ہنس کو پرستہ نہیں کیا۔ اس
 کے کافریں صرخ رہاں کے پھر لے جو ہٹلے ہے کار کے ساقے
 چکرے سے دیتے تھے۔ اور ان جسی جنتے ہوئے اصلی سیر وہ اسی
 سرحدی خی کی شامیں ٹھی کر لواہی۔ کے چھٹکر اور بھی ٹوادے نہیں ہوتے
 بندوقیں بھیں۔

اگر کار تباہی کر سکتے ہاں ہر جانے و پھر کی کوئی دلچسپی

تھی فیک لخت پڑتے ہے تھے کہ۔
 پھر یعنی ہمیں اچھے کریں جو کے باہر پڑاں گے کھو دیں گا۔
 فوجوں نے جن کامم و ترقی مکراتے ہوئے جا بیداری اور کار لواہی کی
 مترف اور بے ساختہ بھی سے گئی اُنی۔

داد۔ سچی کوئی کافی کام جو کرتم یہ کریں جو کوئی
 دی کئے ہے سے مثراہت ہوئے ہیجے ہیں کہ۔
 کہا تو نہیں ایک دیگر کار اندھہ زدہ ہو۔

ایک اپھر خسچاہی۔ افسوسی ساقہ جسی ہنس ماقدار

مانند ہوتی ہے۔ باکل عدنی سچائے مگر وقت کیں ہے کوئی اگلی
نکھل ادھر ہیں تو تم کر جائے۔ اس نے ہم کا گل شادی دفتر کے پہلو درج
نہیں کیا۔ اس پر بھیو۔ جو محدث ہمہنے ایک دو صفحہ سے ہنس
بول کر گوار ہے وہی جادوی زندگی ہے۔ فخر لے تجھے کہتے
ہوئے کہا۔

تو پھر تم اس خڑاک پیچئے کو پھوٹ کر ہنس دیتے۔ قم الیکشم
پانچ ہو۔ اور ان پر۔ ترکی پر۔ تباہے سے دلہ کا پردہ دیتا۔ پھر جو پہاڑ
پیش کر دیا ہے۔ افسر کمپ دینکے ہر قریب ماحصلہ مکہم ہے جو
یہی تھیں اختر کس جیکی پر۔ اسے پھر تم کہوں مار سڑت اپنے نشانی کو ملا
پہنچے۔ دیتے ہو۔ پیشہ کیا۔

تم نہیں جانتیں خلیل کا اس پیچئے ریس کیا لطف ہے۔ اس جس کی
پورا روت اور کسی نہیں ہے۔ جبکہ ہم اور طوفات کی گھومنی میں
اسکیں دل کر کر دتے ہیں۔ جہاں ہم ہوتے ہیں اپنی نشانی پیش کر جیں۔
اوہ مسرور پورہ طاقتی کوستے ہیں۔ جب ہر ڈے ہے ہر ڈے ایک جانے
چھبیسیں اکڑنے کے بی گستے ہیں تو یعنی کوہ دوچھ کم سرشار ہو جائے
ہے۔ جب جسے دیا اور سے مکمل ہال کی ٹیک لاش نے پہ جائی
ہے۔ جب اسی سحر سے آئے دالی کوئی گول ہاں سے دل
کے ترب سے گھونتے ہے تو لفڑ کی کاپ اسی انجام ہو جائے ہے جسے
مرفت مہمی ٹھوس کر سکتے ہیں۔ والرنے باقاعدہ شماری
شوڑ کر دی۔

واثقی فخر مہمت کہ۔ بدے۔ بڑے۔ مشن۔ جب جس کہنے سے

بہرا گئی تھی۔ تو تھی کہ دلست آیا تھا۔ اور سفر اس بد کو چھپتی ہیں
لے جوں کوئی نیا مشہد سنبھال کر بے اپنے سارے ہزارے سے ہاتھے۔
اُس کا انکھ دو تھی پر ہے نہیں۔ — بہرا جی کو شش
کوئی لا کر چھٹ پاسی مان جائے۔ — فخر کہا۔
اوہ اسی کے اس کی کارنے بہب مولانا اسے اسے نیچے بکھ کی
لکھ پہنچی تھی خوب صورت مددت ہیں پر ایسی کوچھ تیزی پر نظر آئے گی۔ اس
میں سے کوئی پیچھے ہو دو دو قلچ کر کے ہے جو گھنے۔ افراد
نیز دو فن کا تعلق تارک میں میکھی ہاپ سیرکت ایک جنی گاڑ دست ہے۔
گاڑ احمد تھیں نہیں کی سر کاری تھیں جوڑ دستی۔ لیکن اسی کا سٹ ایس ایسا
جنگی چارک اس کو حکومت سے برق جزوئی حقیقت ہے۔ لفڑ بھاڑ کے
دھرتی گر پر ایک سیل دیا تھا کہ پریسی کی کہنی نہ تھا۔ جو فوج پر
اُس کے اندر ایک سیل دیا تھا کہ پریسی کی کہنی نہ تھا۔ جو فوج پر
مشنی تھا۔ پھر ایک دن سے نے کہ پر ایک جنگ مکنے کا کاٹا داد
مشن کے مسرے رام سے کوئی حقن نہ ہوا تھا۔ اُنہیں کسی احمد تو
اوہ نہ سمجھی مختصر پر ہتھیں جاتا تھا۔

لہجہ کا اصل نام فخر تھا۔ اور پریسی لہجہ اسی کا نام تھا۔
یکیں ہمیں طور پر ہم اپنے بھروسے کیا تھا کہ اس کی کارکردگی اور کارنے
سیل کے ہال پر ایک ازاد سے بہت زیادہ شمارا تھے۔ اسی نے
ایم تری مشریع اس کی بٹھتی ٹھاتی بنتی تھی۔ اسے عرف نامیں مفسر
کو تو کب جاتا تھا۔ وہیا اصل اس کی سیکھ رئی تھی۔ افسوس نہ تھا۔
ایک پر ایک دوسرے پلٹکٹو ایکھی باتی ہوتی تھی۔ اور جب اس کے پاس کوئی

میر خدا تقویہ اور نیکی کو رکھنے کی بخشش تھے۔ فیض خود بھی انتہائی دلیر
بہرخانہ بدانہ مارش آرٹ جس خاصی مہلت، کھنکے ساتھ ساقیہ زین پی
تھی۔ اس نے بھی کچی کسی ملبوپ مادرستے جمعت ہاں کی اولادت سے پہنچے
ہمراہ بھی لے چاہا تھا۔ پھر سیل کا سریزہ نزدیکی کہلانا تھا۔ بہرخان
لدنہاں پ آدمی جو اس پیڈلی پر سچھدہ گاہ کی خوب صورت صورت جسدت جس
جاتا تھا۔ جس کی جاگہ ناس پیٹھیں دندن دنگاں پیٹھیں ہی کئی کو وہ
ہاں آنے والوں کا میری تھا۔ مم طور پر اسے لامبارہ درد کہتے
تھے۔ وہ اسکا پیدائشی بھی تھا۔ راجی اور خوشی نیکیوں کا سریزہ قدر اور
اس شیستے سے ابھر جسی بنتا تھا۔ وہ حاکمی ایک سچھل تینی سوچی
شیست تھا۔ یہنکے وہت کوئی دچھانا ہا کر دو ہے۔ ہر جل کا چھٹہ ہاں
نیکی تھی۔ مرت پھر ایکس کی اس کے متعلق جذباتی تھے۔ جب بھی
کوئی ایک منشی دستیش ہوتا تو وہ اسی منشی کے مطابق کسی پڑھائی کی کیوں نہیں
کہوتا۔

میر خوب سے مدد غافل ہیں ایک خوب صورت سی اباشار کے
کنارے بنتے ہوئے ایک خوب صورت سے کوئی جیسی رہتا تھا۔ فیض
اس کی پیکر لئی ہو گئے کے ساتھ ساقیہ کی گل فریڈا بھی تھی۔ اور وہ کئی
بھولے سے اس کا پیٹھیں اٹھ کر ہے تھے۔ فیض کے والدین کسی
دیواری نگھے ہیں۔ بنتے تھے۔ فیض ایک بھی کرنسی کے بعد سر و سل کی
کھنکیں شہریں آتیں اور پھر مختلف دہانیوں کو کہی کہتے کہتے وہ ایک
مدد ایک کمپ میں رہتے تھا۔ اور پھر اسے پہنچا۔ اسے پہنچی
سیکڑا بھی بنتے کی دھوت دے ڈالی۔ اور شب سے وہ اٹھ کر ہی رہتے

تھے۔ افسر ایک تھا اور معاشر تھے کہ اسکی بہت سے بادوں کو کام کے لیے اپنے سے
جنگلی بنشان تھا۔ اس نے اتنے بھروسے اٹھ کر بنتے کے بادوں
ہاں نہ رہے آئے بھک کرنی ایسی خلا دوست کثی تھی جسے اس معاشرے میں خطا
دوست ہی نہیں کی جسی بات تھا۔ اور ایسے ہو قہوں پری فیض ایک خوب جائیں اور
وہ اُسے آئی تھیں کہ نام سے پکارتے تھے۔ یہنکے افسر سرخی کی تھا جائیں۔
وہ جس بات کر تھے کی وجہ کبھی بھی فیض ایک بھی نیکی لیتا تھا۔ کوئی بھی اس
نے جس استاد سے مارٹن اٹھ کر تھے کی تربیت مواصل کی تھی دو ایک بھی
تھا۔ اور اُسی نے افسر کی مارٹن اٹھ کر تکمیل کی تھی اور کی تھی تربیت
کی تھی۔ اسی خلی میسر کے نہیں تھے۔ بخدا یا تھا کبھی خوش بکریاں تھیں
ہوتے۔ مارٹن اٹھ کر اس کا ہر بھی ہی سکتا۔ مارٹن اٹھ کے میں جو مدارت کے لئے
کفار کو جنہیں اکوں ایسی جزو دے ہے۔ ایسی وجہ تھی کہ آخر مارٹن اٹھ کر اٹھ
وہ سرو جو خوب کوئی نکر کر کرنا تھا اور اس کو کوئی استاد نہیں بھی اس پر فخر تھا۔
وہ شہزادہ مزدوج تھا۔ کبھی لگو اس کو مللتے ہیں شراب
کے بیڑے اس کے خیال کے مخلوق نہ نہ دیا جائے تھا۔ کلب چاہا تھا۔
وہ بھوک سے فڑاٹ کرتا۔ ان کے ساتھ دھکن کرتا۔ یہنکے اس کی آخری تھی۔
تھی۔ اس کے بعد وہ اس سر جانتا۔ اس نے لاکیاں اُسے پاگل تھی
تھیں۔ اس فیض اُسے آئی کرم کر کر ہے بھی۔ تھیں تھی۔ یہنکے وہی
ان باؤں کا کوئی تھر جو تھا۔ وہ اپنے خیالات میں باس رہ جو پکا تھا۔ یہی
وجہ تھی کہ اس کے کامیں پھر سیل جس سب سے خانہ دار تھے۔ اور
اس کا بھیت ہاں نیکی تھی۔ اسے خانہ جس لیتائی دیا گیا تھا۔ ناقبی
ٹکڑت اور دنما کا بھی تھی۔

ہذا پیچے تشریف کیجیے۔ — سیکھو ہی ماضی نے بڑے موہرات
خداوند کیا اصل افسوس سرطاً دیا۔ اور پھر ۲۰۰۰ دنیا برا آمدہ کہ اس کے
لئے گال کھبے میں پہنچ گئے۔ یہ واقع تھا۔

” بدی آتا۔ میں بیان ایکے پیٹھ پیٹھ بدم جاذبی“
وینے ایک صوت کی طرف بڑھتے ہوئے کہہ اصل افسوس کوئی ہے اب
دیکھ پھر سرطاً ہوا ایک بیجنی صدائے کی طرف بڑھ گی۔

آٹا بھی ہے جو تم بچہ شناختا اور نہ ساخت کرتے ہوئے والسر
اویں یادوں کی تجزیے کا یہ گام بھی بھیست۔ کہ پہاں زیر خری
کی مادر سے خوش بکال آتی۔ افادہ والسر اسی وقت ہے کہ اڑپتے
کے نئے تیار ہو گی۔ خوبی مذکور کے ساتھ پھر پیٹھی کی کھجور اسی وقت
خوب سمرت ہو جائیں ایک بیڈ پر ہمایا ہیتی۔
خندیگاں کی قیامت ہو کر، اصل پرسیں کا ہیئت کار برقا تجزیے
کے نزدیک آتی جاوہ بھیتی۔ اور پھر چھٹوں بھیتی والسر کے کادوں کے
بیاد بیگ کے خشکار پیٹھ کے ساتھ رنک دی۔ پھر بیگ کے ہابر
بر سایبان پہنچ ہے۔ چار سچ دہاکاں پہنچے پھونکے اڑپتے اڑپتے تھے۔
والسر کی کاد کتھی انہیں سے، وہ تجزیے کا لگی طرف بڑھتے۔ والسر
لے جیب سے ایک کارڈ نکال کر انہیں سے ایک کے باقیں دے دیا۔
دہانی سے کارڈ کو حفظ سے رنک کر سرطاً۔ اور پھر کندھا دیا۔ اسی کی کے اس
ٹھنڈے سا بیچوں کی طرف چھٹو کا شورہ کیا۔ پاچی دہانی تجزیے سے ایک
ٹھنڈی۔ اور اس کے ساتھی سیاہ بیگ کو پہاڑ ہو گئی،
کھو گی۔

وہ سرگوار اور بیٹا ایک اور بیٹھ گئی کھڑی ہوئی سینہ، بیگ کی ہلکی
تیز بلوچ ناسی کا دے بھائیں اس سے کاموں کی دی۔ اور خود پیٹھ اور
آٹا۔ خیال بھی بچے اتنا تھی۔
ہاتھے جیسا ایک اور جو مر منشی ملک کا سوٹ پہنچ کر عقايد
کا لامبا نار ڈال کر کھڑی رہیں تھی۔
”مشتر فانسر“ لارڈ خوش بگرے ہیں۔ آپ کے منتظری میں نیلا

ہمسر ان نے مونا کہتے ہی کہا کی، خدا آجست کو ہی کیم کھ
ملئے ایک جو ہی وڈا لگ بڑھی سرخ کو چھرے چھتے بارہا تھا۔
سرخ بہان سے فاصی ننگ بھی اس نے گمراں آجست آجست اس کے
وچھے ٹھنڈے لگا۔ اس کے سبھ پر جھوپ جھینک کر دیاں تھا۔ اور ہرے پر
لائم ان کا گفتار ہوا جسے آپ دنابے بھر رہا تھا۔ وہ سند داود کی
بیداری سے والیں آگتا تھا۔ سرفادیے ایک احمد ایجاد کے
سلسلہ مشردے کے لئے انسے بیداری ہو رہا تھا۔ وہ ایک ساختی
منکوس لئے پھٹے ٹھنڈے کر بنا جو دماغِ ولائے کے وہ منکر جی نہ ہو رہا
تھا۔ اس نے ٹھنڈنے لے گمراں کی کھوپتی ہیں کوئی پیش قسم کا کچھہ تو نصب کیا ہوا
ہے جو بر قسم کا لامن مکر پیکھوں میں حل کر دیتا ہے۔ اور ہی ہوا
گمراں نے ہاں پیچھے ہی پہنچے تو عادت کے مطابق سرداور کو جو ہی طرح

پیچہ کر دیا۔ اور جب سرداور تھاگ کی مرغے مارنے پر تھے تو انہوں نے
پول ایک کامنے علی کر دیا کہ سند داود کو اپنی نہایت پر شرم آئے گی۔
غمراہ نے ایک بسیسا بسیسا حاضر گھال دیا تھا کہ سند داود نے بے ہی نہ
لی۔ جیسی کھوپتی پر جو ہیں مدنی شروع کر دیں کہ آخرت یہ حاضر ہا۔
لائے کامنے کی کچھہ جیسی ہیں جیسیں آئی۔ اور ظاہر ہے مکمل ہوتے
کے بعد سے داد گمراں کی کہاں کہاں مستشفی۔ چنانچہ گمراں کو پہنچی۔
آپ۔

اجی گمراں جو ہی دشاد کے پھیجے آجست آجست کا چھانہ ہوا آتھے پڑھی
دیا کہ اپاٹک ایک دخت کی قیامتے ایک بندگھا الدیکی کی تی
پیر مقامی سے وہ کھلی کھوپتی ہیں داغنی ہو گمراں کی سفہ دالی سیٹی پر جو
کہ پڑھے طراحت بھرے انشاں ایسیں آجھیں پہنچنے گا۔
آجست اسے کہا ہے جو ہے جو ہے اسے پس۔ جس مفتیں ہنک میں
کا کہیں نہیں ہیں۔ گمراں نے چک کر کہا۔

اوہ دسکھ لئے رہے رہے ایک الیسی عرکت کی گمراں جس غرض
ہی پر کھلا گی۔ بندگی کی ہی تحریکے پیش سیٹے اپنے اہماس نے
ہنچاں ہمات سے گمراں کی سایکل جیب ہیں گوئی دیا ہو اور کالا اور صورتے
لئے ۵۰۰ دو قلن ٹاٹھوں سے دیا اور ہماتے داہنیں جیب کی جھٹکا اپنا تھا۔ بھرے
ہوتے پہاڑوں کا درج گمراں کی طرف ہیں ٹھا اور بندگی ایک انکی لڑکی پر جو
بھتی تھی۔ اور اس کی کچھہ تھی جو ہیں آنکھوں ہیں بے ٹھا سفا
چک کر۔

اچھا بھی اچھا۔ معاف کرو جی۔ جی کرایہ ہیں لوں گو رہی پیاوار

سے پہنچ کر وہ کہ کے قرب آئی۔ بندھنے نہ کر دست جنم شروع کیا۔
اوہ خداوند نکل جائیا کارے باہمی ترقی پڑیں اور ایک لمحت میں مل گئی۔ اور بعد ازاں
پہنچا جو اپنے پسر کے لیکے تھا۔ اس نے دوست پر گلے دے کر پیارے پسر
بھی بندھنے اُتے پہنچ چکی اور جیسا کہ افسوس ان کو کہا۔ کہ وہ آپسے مدد
اس کا لہذا ہے۔ اس کے پیشہ اپس پڑھا گیا تھا۔

پسکی اپنے تاریخ اس نمائش کے مکان سے خلا جاتا تھا جیسے اس
تمہارے ذہن میں فرازی۔ کے لئے اپنے پورا نافذ تک پہنچا ہے کہا پھر،
تھا۔

بندھنی کو کہا گئے ہے باہر کو گیا۔ بعد ازاں اسی نے رات کے اخبار سے
جائز کو باہر آنے کے لئے کہا۔ جائز ایک عوامی سائنس یونیورسٹی کا طالب
کھول کر باہر آگئی۔

بندھاب بدآدم سے جس پہنچی تھا تھا۔ وہ مژموں کو جائز کو اپنے پڑھنے
آنے کو خداوند کردا تھا۔ پہنچنے والے کے لیکے کوئے ہیں۔ پڑھنے والوں کو ایک
تکمیل کیا تھا۔ اسی نے اپنے حکم بھی۔ کہ تھی۔ جائز نہ سمجھ سکا تھا
چنان کہ اس کے سے گزر کر ایک راجا ایس پہنچا۔ راجا اسی کے انتظام
یہ ایک وہنا نہ تھا۔ اور پہنچنے والوں کو جائز کو رہا تھا۔ اسی کی وجہ سے
کے باہر ایک محرابی بھروسہ ڈالنے والے ہو گئے اور انہیں کہا تھا۔ اسی کی
سرخ اگھریں جائز پہنچیں جوئیں تھیں اور اسی نے بھی اس ایک محرابی
کو شکست۔ اسی کے بعد سے اس کے قرب پہنچ کر ایک باندھ پھوسی ادا نہ
ہیں۔ یعنی شروع کر دیں۔ وہ سب سے لئے بھروسہ ہاں دیا۔ پسچہ ہاں اور دوسرے
کے ساتھ ہوں گے کوئی خود جگی جیسے وہ بھروسے کی بھیت سب سے کوئی خود

بھروسہ ہے۔ جائز نے بھکریے جوئے اسی کا۔
جس سعد مرستے نے ہوئے کہ جوں وہ جی کر دیتا، اُسی تجزیہ فارسی
سے، اپنی اسی کی بھیت یہ پہنچ پڑھتا جسی تجزیہ کی سے اُسے کھلا جی
تھا۔

لگ۔ تم قوایقی کام کے ادمی۔ اور سوتی بندھو۔
جائز نے مکارا تھے جسے کہا۔

اُس کے بعد سے پہنچنے والے اسی افوازی نکلنے کے ساتھ ساتھ اپنے ایک
ہاتھ کلکی سے ہیر کھل کر سائیں پہنچیں ہوئیں ایک بھروسے ریگ کی خادم
کھلات اخوند کی۔

اُدھڑانے۔ تو جاؤ بھائی۔ جس نے تھیں کب دو کامے۔
جائز نے اس کا نامہ بھکرے ہے کہ، یہ کیا اسی کے بعد ملے اچھیں
دو قویں اسیں سے میری رنگ بکھرا اور اُسے بختی مرفت گئی تھی۔

اُدھڑے اور سے رجیکہ شتر کر دیا گئی۔ اپنے بھی چھاتا گوں۔ اصرتی پڑت
جوں۔ پارتم قبور سے سفید گاہ کوئی نہ۔ جائز نے کھلائے جوئے
اُدھڑیں کہ اور پھر کہ اس خادمت کی مرفت موزویہ۔ بہر سیڑیاں پھر پھر کر
دیں۔ سیڑی پر جو گلی۔ اب وہ جس رہا تھا بے کہہ دیا ہو۔ رکھ کیسے ہی نے
بینی مرضی پڑھی کہا تھے۔

خادمت جسمی پرانی اور خدا تھی۔ اس کا کوئی کہا پا ایک بکھر کھلا جو اسی
جوان کو ادا کیا تھی۔ اور پھر بھی ہی اس نے کہ دی کی ایک ایک جائز
کو ایک پیٹھ کی خرابت سنائی ہی۔ سادھا سکھے بھامتے
کلکی کامیں جیسی جیسی ایک بھیت کو کی مرفت دی۔ یہ کی اسی

مردان نے کہا۔

"اوہ اوہ بیوی کپتا ان آپ کو کہاں لے گی۔ یعنی کرنے والوں نہیں۔
جس نے اسے سمجھا ہا اسی کو جس کا دبپڑا کر کر کچھ کہا۔ اسے آئے۔

"چھوڑ... میں ہو چکے تھاں پر یقین ہے جو کہ بندگی کو فتح
کرے گا۔ جس کا حکم شاید کپتا نہیں۔ بیوی اس سے پہنچے کہ اس کو جو اپ
دیتے جانے والے اور سچھ کرنی شروع گئی۔

"اوہ جو بارہ بھائی کے آپ کی کارکے ٹیکے پر اکٹھا کر کر گئے ہے،
وہ ہے پشمندی کی بات سن کر مردان کی طرف ریکھتے ہوئے کہا۔

"بھائی کا چاہا ہے۔ آپ کے کپتا نے غسلیں کی۔ غسلیں مل
جیئی ہے۔ جس نے جلوہ بوج کر کا۔ پر قاتل کو اپنے ٹھکانے پوچھا ہوا ہے۔ اس طرح
پوسٹ مسٹر کے بھائیں مل کر کوئی جو چیز کی ہے۔ جو مردان نے
چھے غسلیں پہنچیں کہا۔ وہ اپنی اس نے کارپور اکٹھا کر کر کھا۔

یہ کسی اس سے منکرنا صحت نہیں کہ کپتا نے اسی کوئی جو چیز کی کو
کی جو کوئی کے سکھا۔ اس کے سکھتے آپ کی کہہ کر کے آپ کی کہہ کر کے
ابتدی طور امداد کے لئے۔ اس مقصود کے لئے ایک ایسا شخصی ہے جو
بھائی اس کی کوئی جس پر اعتماد نہ کر۔

"چھوڑتے ہوئے کہا۔ آپ... میں ہو چکے تھاں۔

"بھائی کے لئے گیا تھا۔ والپس میں ڈنڈے رہا۔ اس نے بھوڑا
دست بکار کے لئے گیا تھا۔

مردان نے کہا۔

"اوہ بھائی کا دبپڑا کیا ہے؟ میرزا مام کی ملکہ ہے۔

بھائی کو کہا۔ اس بندت پہنچنے کے بعد دن اسے پردہ سک
دیتی خروچ کر دی۔

"یہ کم اک پہنچا۔ اس نے ایک بڑی بھی سیکن لٹکی تھی آواز
خانی ہے۔ اس کے ساقیوں کے دعاونہ کھل گئی۔ اور پس ماچل کی اندھاں
کھا۔ اس نے ملکہ کو ملکی کوئی اصلتے کا اتنا کہا۔ میرزا اسے
ڈھنی ہے اس نے پیدا پر لیک پڑتے ہوئے کوئی کوئی جو ایسا کہا۔ بڑھتے نے
گہری ہے اسکا تھا۔ مرفت اس کا سے ادھر پہنچ کر بھل سے ہبھڑا۔ اس کی
اچھیں بھی پیچیں ہیں اسی سرخ ہر جو ہوئے تھا۔

"اوہ پہنچا۔ تم کا لٹکنے لے آئے ہے بیز۔ بڑھتے نے
اشکی کا شٹپی کرتے ہوئے کہ۔ اس کے منہ سے کہا۔ اسی بھر
پیٹے۔ پیٹے پھر پھر کہتا تھا۔ اسی پیٹے کے تریزی سے آئے ڈھن کر اسے کانہ محسوس سے
پکڑ کر لٹھتے ہوئے گئا۔

"اوہ ان سے لٹھنے محسوسے شدید بخارا ہے۔ میں نے پہنچا دیا
کہ اس کی کوئی بار بھتے یا کوئی محدث نہ ہے بلکہ جو کہی ہے۔ بلکہ وہ بھری
پرستی کے سے ہے۔ میرزا جو تے کا، قات آں ہے۔ آٹھنے پر کپتا ن
کے کپا کو دیکھ کر دبپڑا کے آپ اکٹھا ہے۔ آپ اکٹھی۔ بڑھتے نے
کوئی رہا۔ مخفیت پہنچنے کا ہے۔

"اکٹھنے پر اس کا اکٹھوں ہے۔ میرزا مام کی ملکہ ہے۔

پڑی کرنی پڑتی۔ بہر حال اب تھی ہاگری تو بھیجی آئی ہے کہ اپ کو
خدا دارندوں کیکھنے پڑتے ہیں بھیجئے آؤں۔ میران
نے لفٹے ہے اپ کو۔

پہنچانے آئے گا۔ بڑوں نے لذتے ہوئے بھیجیں کہا
اور بندرا بھی کہ پناہی سے بیچے آتا۔

یک جو تو ڈالی جس سے۔ میران نے کہا۔

اسٹھانی فے دی۔ یہ لئے آئے گا۔ میران کا ہون ہیں مہر ہے۔

اپ بھیخت نہ کریں۔ دیے آپ بے صد پہنچ آئی گئی ہیں۔

بڑھنے پڑنے کا۔

ادھر ان نے حیرت سے اکھیں پختے ہوئے جیب سے چابیاں
لکھیں اپکھان سے اچھن کرائیں کے اقتے چابیاں بھیجنیں اور حیرت سے
بہر چلی گی۔

اپ نے پشا عادت تو نہیں کیا۔ جب کہ اپکھان پس پھٹا اور
بھیریت سے بکھریت ہیں گاں دیا ہے۔ میران نے دعا دے
کر کچھ دیکھنے کے لئے کھڑے ہے۔

ادھر آجھا۔ دیقی انہیں کا دیکھتے ہے میران مدد جانتے
میرا کام کریں مادر شہر۔ شیدم کے ساتھ۔ بڑھنے نے
کہا۔

کریں مادر۔ اور آپ کہیں وہ کرنی رہیں تو نہیں جو دینا
کہب سے جو خلاصی ہے۔ میران سے پہ کر کوئی نہ
کی طرف رکھتے ہوئے کہا۔

بستے بہا آجھ کو جو ناہے۔ بہر حال میری ساری نندگی تک
بکھڑیں گے جی ہے۔ یہ کیا اب ایک بوقت عرصے جس نے نکلا کیسا
بندگیوں ہے۔ اس اب مرد ہیں پچھے خود کے دعوات دسائیں
اجمات یہیں شائع کر لائے جاتا ہوں۔ ہر ہے نے بیٹن بھیجیں کہا۔

اسیوی گئے۔ وہی گئے۔ جس اپ کے کارنے پڑے شوق
سچھاتا ہوں۔ یہ کی جسے بخوبی۔ تھا کہ آپ پاکشیاں سچھتیں۔
میران نے کہا۔

بچھا جائے ہوئے چار مال ہو گئے ہیں۔ ماسی میری اس
نکھنے پڑی ہجھی پڑی۔ البتہ میں کسی نہ نہیں ہیں یہاں لگنے
فریز ہی خدمت ھٹکنے نے یہاں کی ایک لاکی سے شادی کی تھی۔
میری جیوی فرخندہ جو بے صوفدار اور خوب صورت تھی جس نے
بچھے نندگی کے سارے گھوٹ دیکھتے۔ جس نے اس کی خاطر اپنے خوب
چھوڑ دیا۔ اصل مصلحت ہی گیا خلق۔ اللہ العزیز رحیم۔ اب ہی
صلحان ہوں۔ یہ کیچھ کوئی جو الگریتی فریق ہیں جنم خواہی میں نے
لپٹھا۔ اس کی اس تھیکی کو چھپایا تھا۔ اور اس نے زندگی پڑھنے کے
ایک رہنے والے۔ پھر میری جیوی فرخندہ پکھنے کیچھ کی پھر اپنے
وقت گفت جو کچھی۔ کچھی سر وہ پڑا جو اتنا۔ اس س کے بعد میرا اول
اعماں تھے یہی ہیں نے فرخ سے استعلیٰ۔ مسے دیا اور پھر جنگلوں ہیں
کیلے۔ جس نے ساری نہیں بھجوں جس کا لندی۔ اس اب چار مال کے
تین دلپس آئیں ہوں۔ جو دیکھی کہ میں ہے جہاں جس فرخندہ کے ساتھ رہتا تھا۔

پہن فرشتہ کی سیں بادل اور جو جی۔ کہاں جی نے اس وقت فرشتہ
کے ہم سے لوگی تھی۔ پڑھنے کرنے والی بارٹ فریکر کی کراچی
متھن پوری تحریک جانتے ہوئے کہا۔

بڑھنیا سے میختہ بھری نغمہ سے دیکھتا۔ وہ کل بارٹ کے
خاندانی تکمیل کرتا ہوں سے باری طرح احتیاط۔ اور اس کے مالیں
کوئی بارٹ کے لئے قابو دیجتتی ہے کوئی کوئی بارٹ نہیں
بچھاہے بیداری۔ دنیا نہ اور عالم اسے زیستی کی وجہ سے اپنے
کو رہتا سہر لامہ وہ سچے کوئی کوئی خالی اسی صورت پر نہیں تھی تھی۔ اور
جب کوئی کی زندگی کے اس سنتے پہنچنے تو اس کی قدر اور پھر دی
تھی۔

اُسی سنتے پہنچنے بند آتا تو اس کے باتے میں بھروسی بائس تھا اور
نے اس کے ایم پیڈی بائس دیا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے ایک
بچھنی پیدا کرنے لگا۔

تم اُس کو تھیں اسیں ہے۔ پیکنی میں نہیں اُس کو تھیں اسیں ہے۔
اس سنتے پاں دا اکٹھوں والی ایم پیڈی بیک بیک جی موجود ہے۔ اور تم
بیک اعلیٰ جی کو کاچا سمجھ جو۔ یہ سب کیا ہے۔ بڑھنے نے
بڑھنے سمجھتی کیا۔

اس پیکنی سے اسی سب بیکا ہے۔ بڑھنے سے۔ میرا نے
بچھنی کرنے مکر رکھ کر کیا۔ اور اس نے بچھنی بھلات سے
بڑھنے کرنی سا بارٹ کے پاندھیں بچھنی کھا دیا۔ اس کے بعد اس نے
لکھا اور بچھنی تیار کیا اور اسے دسر سے بازدھیں لکھا دیا۔

بیک کوی صاحب۔ آپ کا بخوبی چند منٹ میں لٹ جائے گا۔
اوہ تھب ناکوئی خدمت ہو جائیں گے۔ میکن آپ کے ہاں قدم نہیں ہے۔
آپ کی فاکٹری کاں کریتے۔ میرا نے سرچے اوہ وہ کی شریشی دا پس
بچھنی۔ کچھ بچھنے پڑھا۔

میں نے جان بچھنے کر کر قدم نہیں گولا۔ جیسا تھا ان پسند ہوں جگہوں
سے بچھنے دھت جاتی ہے۔ شاید جگہوں کا اٹھے۔ میں دیندے کہ کیاں
میرا اونچی سی ہے۔ سیکھنے کی تھی۔ دوست تھی۔ اور جو اور جو سماں تھیں۔
وہ اس طرف کی سمعور مختاری کرتے ہیں۔ پسکھ کی اپنی کاموں کو جو دھنی تھیں
بچھنے دیتے۔ میں نے مکارانے کی جو گہرے ہے۔ اس کے پسکھ کی دھنی تھیں۔ اور
بچھنک کی سمعوری اپنے تھرت مدم جو تھی۔ میکن تھی۔

بچھنی میرا نے بیک بچھنی کیا۔ بچھنی بندھنے اُسے بچھنی اور توڑی
سے واپس بہر جائی۔

بچھنی فاصس لئی کاہے۔ اُنھیں اونہ دقادارے بچھنک کیں
سنتے اپنے پاس، کو پیا۔ اور بچھنی نے اسے مٹھنک بھی دی ہے۔
اب وہ دیتے تو جنمہ سے لیکن اس کی دنیا نہ اسماں سے کہیں نہیں
ہے۔ میکن بیٹھنے لئے اپنا پسالتھد نہیں کریا۔ میکن کوں
اب اُنکو بچھنیں کامیاب ہو گیا۔ اس کی بھروسی بھنی بھیت اب
بچھنی سے بکال ہے۔ تھا بچھنی تھی۔

نام قوم سے پلے پلے ہی تھا۔ بیرون سب کہیں تھے وہیں تھا۔
میرا نے مکارانے ہوتے ہیں۔ اور وہ جاہانے اُنھیں پڑا۔
اُن دم و دھنی تھے جسے اپنا۔ اور وہ جاہانے اُنھیں پڑا۔
میرا نے مکارانے ہوتے ہیں۔ اسی میکن شریشی دا پس

کے اتفاق و معاجز، خروج و کامی تسبیح کا ہے۔ اس لئے خالی شجر کہو دینا
بی کافی ہے۔ باؤت نے شرارت بھرے اخاذیں کہا اور اس بار
مران جس پوچھ کریں، اتنی پریس بھیت کا بیک اور خاصہ نہیں آتی
ہے۔

بچے ملے ان ایم۔ ایس۔ ای۔ ای۔ سی (اگر) کہتے ہیں۔
پیرے اور پیپی کا تم سیدھا ہے۔ اور اسی پر وہ سب اپنیں سے بھر
شہر و حبیب ہے۔ میران نے سرکار تھے ہو کے کہا اور کرنی اس بار
قہقہدار کہنس پڑا۔
ٹھوپ غائب تھے پیری بات کا غوب صورت ہوا اب دیا ہے
وہ قی سب اور ہمارے اور نسب اور ہمارے تابے۔ کرتی نے بننے
ہے اکب۔ اب اس نے گھیں آتا رہا۔

اسی نے کہا ہے کہ شرطے اعلانے اندھائی ہو۔ نہیں جس اور
ہٹتے ہے مگر اس سکے بھتتے ہے جو اسی سرخ رنگ کے مشروب ہے۔
”یکجا بستان کو بہانہ نہ اڑی کے تاب اسی آتے ہیں۔“ کران
نے مکمل تھے کہا اور میران بھی جس پڑا۔

وہ قی اس جیسا لوتیڈا اور جسیں بہترے اس نے کہا۔ دیکھ کر کستان
نے شرطے اعلان کی ہاتھ ملائی۔ قوسے میں میران کی کامدی کا جایا ہے۔ مگری
بھولی تھیں۔ میران نے مشروب کا گھاس اور ہبا بیان اٹھا لیں۔ اور
بستان نے کران کی مارٹ سے لے گی۔

”ہے ملی افریقہ کی ایک بڑی جنم کا مشروب ہے۔ میں اسی پری
کی خاصی پڑی مقصادر ہے آیا ہا۔“ وہ ملی جنم کو انہیں ہاں فوراً بنا

دیتی ہے۔ میران نے کہا اور پھر نے سے گھس اٹھا۔
میران نے مشروب کھلادی۔ والٹھے دیکھ کر ساتھیں کہا اور نہیں تھا میران
چکیاں نے کر مشروب پیچنے لگا۔ مانگی مشروب سے جسم ہیں جاگر پتی اور
وہ اپنی کی اہمیت کی پیچہ اکر دی تھیں۔

میری بیت دعویٰ باخی بیک جو کئی ہے۔ بخار غائب ہو گیا ہے۔
وہ بے پھر بھرت ہے کرم و اچھے نامے وہ اصرار۔ حالات تھہہ میں ایکاں
ہے۔ بھی ہیں کرم و اکثر اون مائنے ہیں۔ وہ تھے لے گھس خالی کو
کے چنانی کی پر کھٹک جو کہا۔

اپنے اپنے کی بچا۔۔۔ مصالی پیرے پاس پناہگاہ ان لڑکے ہے۔
وہ بھکن کے لئے پلاٹ خریدنے کی استعدادت ہیں ہے۔ اس نے گھنی
پکا مرکڑا جسیں۔۔۔ میران نے بچے بھیڑے پہنچ دیں کہا۔
”یہ طلب ہیں جسیں۔۔۔“ میران نے دلائلی سے مکان اور پھات کا کیا تھا۔

کران نے جوان ہے۔۔۔ تھے جو کہا۔
گرانی ماحصل۔۔۔ خرستاں کا۔۔۔ ایسی جگہ تھی ہے جب مہنت
کے لئے جگہ تھا کرتی ہے۔ اور جب کسی ہاتھ کا بٹا ہوا اور سرستے ن
وہ صادق ہو جاتے تو ہر کسے میلان ہے۔۔۔ سچت کوہنے کے ہونے مکان
بننے کے کوئی نہیں ہوئے۔۔۔ یعنی اب میری قسمت کو جنم ہوا اور
یہی کہ ایک بھی هر لڑکہ بھر میں میں اس سے مجھے ملے گئے کے قدر
تھیں بہت کاں۔۔۔ میران نے پڑے سے کھسے لے گئی مھانت کی
ہو گئی اٹھا۔۔۔

بہت، بیچ پر تھا اتحیٰ نہیں، بیچ پر آئی ہے۔ سو اگر تمہیں
دلتی، مانش کی خروج ہے ہے۔ قبیر قم زبان میرے پاس آ جاؤ۔ تم بیسے
کوئی کسے ساختہ ہے ہے جس کم اک کم بوجنیں ہیں گا۔

کوئی نہ آز کرنے ہے کہا۔

اس آز کا بے سر شکریہ کرنی۔ جس تو بیان وہ جاذب گاری
میرا ود پریاں نہیں، ملک۔ وہ مجھے تھا کہ دلکش کے پیکن فیض نہیں
چھوڑ سکتا۔ اور اب نے اس کے ڈال کی کوئی جوں نہیں کی دل نہیں کھینچی۔
بس جو ایک دلخواہ کی دال کھانے ہے اسے نہیں مجھے دلکش اس سے
بچو، یہ ہے۔

دلاں کی دال۔ اچانکہ کیا ہے دال بہت اپنی پکانے ہے۔

کرنے لے جرایں ہے کہے ہے کہا۔

ایک دلکشی میں اُسے پکانا ہی ای دال آتی ہے۔ جیسے ہی
اپ نے دلکش کی دال کیاں اُس کے حجم کو پوچھا اختم تھا کہ دلکش
ا۔ اُپ پر ہی کی بجتے کہنا اور دلکش کی بجتے جیسا شروع کروں گے۔
اس طرح خاصی بجتے بھی جو جاتی ہے۔ میں اس کا باقی آپ نے کھایا
او، زیک گھاں دال اپس لسوئیں۔ میران نے کہا، دلکش کا بخت
بختی بخاطل بھوگیا وہ میران کی بات کو گئی تھا۔

اچھائی اب بے اہانت ویکھئے۔ پھر کچھی خلافات ہو گئی اور، جس گر
کہنے پڑتے کہتے کہتے اندھکاٹے کی بجتے پہنچنے کا تجریخ کیا ہو۔ تو
فیض پر تشریف ہے آتی۔ سکھ، دڈی پر فیض نہیں ہو سکے۔ یکچھ غصہ
کے لئے اپنے ماقبلیہ پھر پڑا اور جتنا دلے آئے گا، مدد سیماں اُر کے

ادے اپنی کپی جوتی دال خود کھا جائے گا۔ اور پھر اُپ جانشی ہیں ان کی اس
بھیتے میرا بھروسی کہاں شتیچیں۔ میران نے اٹھا کر کھوئے جو ہے
بھتے کہا۔

یہ کہے ہیں من و آؤں گا۔ قہاری بھیت بھے بے حد ایسے
آنی ہے۔ اور، ہاں کسی فرستھے قادھرا لکھا کچھ، میر جلس دل کر گا۔
چاہے گئی۔ کرنی کے اب بیٹھے اٹھا کر کھوئے جو ہے جو ہے کہا۔
وہ اس پڑھے جس سی ناخنی مٹھوں اور اور قور جسم کا اک اونکا دلکشی دے
دیا تھا، اور پھر میران نے اس سے مھا کو کیا تو اس کی جھانقی دلکش کے
متھنی میں میران کو نامانداز ہے جو گیا۔ بڑا ہے کرنی کے یہیں میں واقعی کسی
بکھرے جسی ہاتھتی۔

اچھا سارے کھاتاں۔ اچھا دل بھی رشکری۔ تھے آج میری ملاقات
کرنی کے کاروی ہے۔ میران نے پند رکی مرف مھا فر کے ۲
لاروں دھایا اور بندہ کھاتاں نے بڑے پیٹے سے بقاہ دہ اس سے پھر خدا
کر دھا فو گیا۔

آج، جس پھر بھجو آؤں۔ کھنچ نے مکلاتے ہو گئے کہا۔
آپ آنام کرس۔ یہ آپ کا کپتھی ہی کافی ہے۔ اس کی بھک جھوکی سے
کھپٹا جیں، مم ۴ نے لگکے۔ میران نے کہا اور کہا جس پر۔

لکھتے۔ فیض کو دیکھیں چہرے پر مچھلی کی تیر تیر قدم اٹھا آگئے چڑھ گی۔
ایک دبادی جسی چکم کر دیکھ بند دوڑا سے پہنچ کر کی۔ اور
پھر اس نے ہاتھ اٹھ کر مخصوص نہادیں روڑانے پر دھنک دی۔ اور
ایس کم ان شدستے، ہیک کر رخت آہ انسانی ہدی۔ اور
ناس پر نہادے کا دھنکت ہے اسکے داخل ہو گی۔ اس کے اندر دھنک جوتے
ہی نہادہ خود بخوبی لکھ گی۔ ایک خاص ابادنا لکھو گتا۔ جس کے آخری
حکیم ایک لاڑی میز کے چینے کاں اور ڈھرمیکیں انتہائی بارش بہ اور
رخت چھٹے کاں کاں نیچری اور بہندا بیٹھ جاتا۔

از بھٹکو افسر۔ نیچری نے نرم چکمیں کہا اور افسر
اسے حکم کر کے ہوڑا باند نہادیں میز کے سامنے لکھ کر سب پر جھوکا۔

کبھی بارش نہیں ہے۔ نیچری نے اسکے کی درت بھٹکے
ہوتے چھٹے۔

پاکشیہ نہیں۔ نام تو اس کا نہایہ ابھی۔ ایسی کا کوئی بیس مدد
سلکتے ہے۔ افسر نے چک کر جواب دیتے چھٹے کہ۔
کبھی ایک نہاد نام ستابے ہے۔ نیچری نے اور آگے کی
درت بھٹکے ہوئے کہا۔
ایک ڈال۔ نہایہ میں نہایہ ابھی۔ افسر نے سر
ہوتے چھٹے کہا۔
کیا سنا ہوا ہے۔ جاؤ۔ نیچری نے طویں سافر بھی
ہوتے چھٹے۔
ایس کو کبھی سیکھت موسی کا بھیت ہے۔ اور اس نے چھٹے
کہ نہاد سے ایک ڈال۔ چکے چیز۔ بس اس سے زیادہ تھیں نہیں جانتا
اوہ ڈالیں لے جائیں کیونکی خودت بھی۔ تو کی اس بارہا پیشیاں کوئی
ٹھنڈے ہے۔ افسر نے کہا۔
ایاں تھاں انجال۔ نہاد ہے۔ پاکشیہ کا ایک احمدی ووچھ ہے۔
اوہ ووچھ کی خوبی ابھیت کے پیٹ نیچری نے اس کے لئے تھاں اٹھا
کیا ہے۔ نیچری نے کوئی کی پشت سے اپنی کر گھنے ہوتے
ہو اپدیا۔
اس پس نہادہ چک ہیں جو ایسا کی خصوصی مٹھی جیٹی آکتے ہے۔
جس کے سے اپنے بھی تھنگ کیا ہے۔ جو اسی جال سے کھڑا قاد
کا حام سا بھیٹھیں دیاں کام کر سکتے ہے۔ افسر نے بیس مدد
بناتے ہوئے کہا۔
تو اسی جال ہے جس اپنی ہوں۔ نیچری نے ٹھیکے

بھیں کہا۔ اس کا پاہرہ یک لمحہ مزید کخت پڑ گیا۔

لہو موری ہاس — سیرے مطلب رفاقت نے نسر نے
گورنیتے اشادیں فنا معدن کرتے ہوئے کہا

ایک تم پریس کے تاب ایکٹ ہے۔ اس نے تبدیلی و گناہی
میں محنت کرنا بخوبی آنکھ داغ قاتم شر سے کھاتے دقت میں طار پہنچا
تھا مای خوب صورت بھم کسی بھی لمحے قبر کے اندر ہوئیں میں غائب ہوئے
بے۔ زینتی خری سے مرد بھیں کہا۔

سہی ہاس — دیری سہی — میں آنکھہ مناطقہ ہوں گا۔
منہذون کے اوسے پیریوی یستھے ہے کہ، وہ پیچی طرح جاننا
تکار زینتی خری کرنے کو کلی سخکی کام نہیں ہے۔ اونہ زینتی خری جو کہتا
ہے وہ کوئی سکتا ہے۔

سن — پنکھی سیکرٹ سرویس کے بھیوت کا ہام ایکٹ ہے۔
اوہ پانکی بے شمار بخوبی سپری لہ قبے ہیں جو اسے تاب پر اس پیش
ازیث ایکٹ کے باحقوں اپنی کہنیں کردا چکے ہیں، اسی نے اسی
کے سے ہیں نے تھا، اتنا کاپ کیہے۔ زینتی خری نے سوت
اور سخیوہ بچے ہیں کہا۔

میں آپ کی توقعات پر ہر صورت میں پیدا افادہ گا۔ — لہر لے
بھے سنبھیہ ہیں جو اب دیتے ہوئے ہیں۔

زینتی جباری صادیتوں کا کوئی ملم ہے۔ اس نے میں نے تھا ما
تھا کا بچہ ہے۔ بچہ سبھی ہے کہ اسی دن اسی میں واسدہ آدمی پر ہو پہنچا
سیکرٹ سرویس کا عرضہ تو کھئے ہے۔ یعنی اس کے لئے تھیں اپنی نام

سماجیوں کو بہتے کہہ دیتے ہا۔ اگر تم نے فوجی خفتہ بُستی با
الیکھا جائی کامن اسپر کیا تو پھر دنیا کی کوئی خفتہ تھیں ہوتے رہے گے
گے۔ — زینتی نے شہر پہنچ گیا کہا۔

ایک سیری خفتہ سے دافت ہیں سر کے کام کے دقت ہیو
تمام ذہنی وجہ بھائی تو ایسا بیان صرف ملکی کام بھائی کے لئے ہی دقت ہے
چاہی ہے۔ اس اب اپ کی جایت پہنچوں میں اس طور ہے۔ — لہر
لے با۔ حکومت پہنچ گئی کہا۔

نیکے بے اب سخن کی تفصیلات میں — میا کا مشودہ ہوت
شکاری کرنی پاہر ٹھیکی کی پوری نسلی دنیا کے سخن جگہوں میں کوئی
ہے۔ آؤ کی پہنچیاں تھیں اسی پر ہے۔ اس نے اسکے کے لئے
جگہوں اس نیٹھیں اپنی شکار کیتے ہوئے طوی عرصہ گرا رہے۔ اور
ہمیں ایک خونی پوڈھٹ ٹھیک ہے کہ اس خیلیں میں شکار کیتے ہوئے
کریں پاہر لے اتنا ایک ایسی کاہی کام رانگ گھایا ہے میں دنیا
کا سب سے قیمتی مادہ ایک دن کا بہت بڑا خیو ہے۔ — بالکل یہی
نوریاں خشہ مادہ سے جسے اپنے دن کا نام زیادیتی۔ اس کی
بہت ہی سموں میں مقدار ایک دنیا کی ایک بیانات خانہ گیا کے جگہوں
سے میں بھے اس فرمادت میں امداد فرمے وہ دنیا کی سکنی
دریاں ایک احتساب پیوں کو رہا ہے۔ وہ ایک ایسا مادہ ہے۔ اگر ایک
نام طریق سے استھان کی جائے تو پوری دنیا میں موجود قریم
تھا کی سطح پر مرت بے کام، ہر سکنی پر بکھار سے اپنی خفتہ سے کمزور
کر کے گئی جگہ کسی کے بھی خلاف استھان کیا جا سکتے ہے۔ تم میں اتنا

کی کہاں مادے ہے نکتے دالی بیدنائیں ۲۹ کوئی بچہ بھی پیغمبر کے اسلوب کے دل
پہنچانے والا چکر پڑھی۔ اس اسلوب کی تکمیل کرنے والے
کرکٹر ہیں۔ اس مادے کی عروض اور اس کے خاتمہ استعمال ہی
کے ساخت آتے ہیں پھر مادے کے سلسلہ انہیں پڑھدی جائیں اس
کی تلاشی خروع کردی۔ یعنی کسی سالوں سے مسئلہ بھروسی مارنے کے باوجود
یہاں کوئی بچہ بھی پایا جائے۔ اس وسائل ایک ایسی پورٹ میں جس نے
خدمت نہ مان کر کچھ لگایا، کوئی پابندی پہنچانے کے، احتجات پر مغلظ
ضد ایجاد ایک بیوی کے سب سے کثیر و غافل، مددی میں خالی کیا جائیں
ہے۔ ہر کا یہ، سالہ اسے اس تقدیم حاصلہ ادا کرنے کے اور کوئی
اس قدر کچھ محاودہ نہ کریں، پابند کو لانا نہیں کر سکتے، چنانچہ ایک بھروسہ
اس سلسلہ میں خالی کیا جائے۔ ایسا ہیں کوئی بارہنے نہ مانک
پورت کے خاتمہ ملک اس فیلم میں کیا جائے ملے گھلکار کے
ذمہ احتجات کا ذکر کیا تھا۔ اسی بھروسہ میں اس نے چند سطریں لیں کھویں
جس سے ظاہر ہوا تھا کہ اس نے ایسا پڑھ لیا۔ یعنی جسی کا بہت بڑا
ذمہ و دیوانات کریا تھا۔ یعنی جو کھروہ اس وقت اس کی احتجات کو نہ جانتا
تھا۔ اسی نے اس کی مرادہ تکی۔ یعنی ہر اس نے اک
سائنسی بھروسہ میں ایک تحقیقی ایک تحقیقی بھروسہ پڑھانے کے
سوم ہوا کہ اس نے اسی فیلم میں ایک دو کا خیر و می پایا تھا۔ اس
ضفیور میں اس نے اسی تحقیقات دوچ کی ہیں۔ یعنی اس نے اس
کوئی خالی نہیں دیا کہ جس سے اسی ذمہ کے لامبے کامیں واقع کیا جائیں۔

پونکھاں کی شرط اخراجت مسلم کا میکوئی پڑھنے نہ اک کہا شدہ ہے۔
اس نے اس نے جب دسمبر ۱۹۴۷ء کا اس نے جان پوچھ کر معلوم ہوئے
کہ کٹ دی اور اسی کی تضمینی شاخ کر دی۔ اسپر اس نے اس کی کوئی
حکومت کو کوئی بارہنے کے اسی مضمون کے تضمین نہیں اعلان دے دی
اس پہنچنے پر اس کی حکومت نے اپنے طبقہ بناں فیڈریشن ایکس وائی
کے اخترے کو کھاٹ کیا۔ یعنی اسی بندہ کا کوئی ایک ایک کا جاؤ اور
لئے جائے کے باوجود اس بخیرے کا سارا روز نہ کام کا تو کی فیصلہ جو
کہ بکریں بارہنے سے اس کا پتہ پوچھا جائے جو اپنے کو افراد کے پیکنی
پیچ کر کریں بارہنے کی تلاش خروع کی۔ یعنی ان کی طرف سے یہ عبور
بندھنی کر دے یا کھٹکاں کی کوئی بارہنے کا کوئی سارے نہیں لے سکا۔
ہذا کوئی خیر ان کے تحقیق کیا نہیں جانتا۔ زندگی نے تغیریں
بنتے ہوئے کہا۔

نیزت ایک بورڈر ہے مسٹر پہنچ بات اور اسکے دامہ سے
شکاری سفر نہ خوبیوں میں دیا جب کہ سانس ایسے بھتیجے کر کے
اسدسری بات پر اس کے مضمون سے جس خالی جوئے ہیں اس کے
مضمضی مصال کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود اس کا کھوچ دیا گیا جائے۔
یہ دو اسیں باقی کم نہ لگمیں جیسی کوئے قہاں تو ہیں۔ فاضلے مت
باتے چوڑے کہا۔

نیزت ایک باتیں دست ہیں۔ جو تضییقات مخفی دلے ہر
شخص کے کامیں ہیں اسی دو سال ابھرتے ہیں۔ تجدیدی بیوی بات کو جواب تو
ہے کہ کوئی مادہ عام جی کی طرح ہوتا ہے۔ عام جی اور اس مادے

کے دریاں پھر کوئی اس افرق انہیں ہجتے اسے منی سے مل جو وہیں کی
بائست۔ وقت ذریعے تو اکاراں اچھے نہیں پہنچنے کے قابلے
گرتے ہیں تو ایک نئے کے لئے ان طفولیں بچا کر جو نہیں پیدا ہجتی ہے
الہب۔ ایک بچہ کے جگہ اس کے سادلیں پیدا ہجتیں اسی طرح دیہات جو انتہا۔
کر کے ساتھی کہب کے دران ایک مادھیے ہیں ایک ساتھیانی ہجتی
ہو کر جب ایک بچہ جو اور اس کے جسم سے گرنے والا غم جب شپی پر گناہ
تو اسیں پیکٹھے کے متنہ درست بچا کر جو نہیں پیدا ہجتی۔ اس
بچا کر جنے اس زندگی ساتھیانی کو حیران کرو دیا۔ بچا کر اس نے دہانی
ایک دادہ جانانا یا۔ اسی کے ساتھی اسے بچہ ہجتی کے عالم میں اٹھا
کرے ۶۲۔ جب وہ ساخت ایں محنت پا ب جماں وہ تکانیں کر جا
ہو اس بچہ بخواہ اس نے اس داموئے کے اندر سے منی اٹھانی اور اس
نے بچا کر پیدا کر لے والی تھاں صافیت پر بسرچ شروع کر دی۔ اپنے
اس بیٹھنے کے لئے جس ایک سو دریافت ہو جائے وہ دادی ایک بیٹا
خفرت۔ اس نے ایک بیٹے اس پر تفصیلی بسرچ شروع کر دی اور
اسی تفصیلی بسرچ کے نتیجے میں اس کی وجہت بھرجنے میں بھی سانچے
آئی تھی کی جو اسے ایک دن کا نام دیا۔ اس کے بعد
اس بچہ کی کھدائی کی جگہ جہاں سے وہ تھا وہی تھا جیسی معمولی سی
محض ایک دن کے طبقہ اور وہ میں سے کچھ نہ ہے۔ چنانچہ پورے دنیا
کو ششیں شروع ہو گئیں۔ بیکھی بیٹت دن کوئی مخفی خلاصہ نہ۔
آخر دن بچہ کو پایا گئا کوڑا ہے۔ ماہ کی دسرے سے ہے تھا۔ اور
ایک بچہ کی نہائیں کسی خوب ناقب کے گھنے کی وجہ سے اس کی

سموں ہی مقصود نہیں پہنچ گئی۔ جسمیہ صدیوں کے محل سے الگی تو مدد ہمیں کی
اختداد کر لے۔ یکھی اسیں وہ فرمادت ہاتھی مہنگی۔ چنانچہ اسی تھے پر بیٹھنے
کے بعد نہیں پر اس کی کھاتی ترک کو کوئی گئی۔ بعد تلاقٹ میا ہوئے۔
اس کی چانچے چنانچہ کا آٹا کیا گیا۔ یکھی ایسی بک کی جسی معلوم پارے
ہیں اسی کا سارے غرض انہیں لیں۔ کھاکارہ سری رات یہ کساتھیان کو اسے
ہمانی خونی کے بچا کر نہ کے اور کوئی ایسی شناخت کا تمہارے کو کے جس سے
اسی دادے کو ساتھی طور پر شناخت کیا جائے سکتے۔ اونٹھا پرے پڑی
ہٹا کر دادے پر تو انسانی خانہ ایں اکارے چکا کر جسکتے تھے۔
کسی بادھ کے خون یا اسیہا نہیں تباہ کر دے۔ اسی میں صوتی خون سے
کچھ نہیں اٹھاتی تھی۔ اس سے سادا اسعاڑی کو لٹک کر دیا گیا۔ یکھی
کرنی پاہنچنے پہنچنے میں بچا کر اسیں پیدا ہیں ایک بچہ جو بھی دنے
کر سکتا۔ کیتھے ہوئے وہ شہزادی ہو گئے۔ انہوں نے اس دنے کا تو
نہ تھا کہ دیا یکھی وہ شہزادی تھی کہ کیتھے ہوئے اپنے کہپ کی طرف
پڑا۔ دنے کے کارہوں نے اپنے بڑے دزب مظفر کیا کہ دیکھ دیجئے جیسے
ہی ان کے بیٹم سے نکلنے والے انہوں کے قلعے گرتے انہیں نہیں پیدا
چکا ہے جو اٹھتی۔ اور ایسا کافی نہ رکب جو اکر لے رہا تھا اپنے
ضمروں میں کھا کھاڑا۔ ایں اپنی ہنڈے کوڑی خرید دے اور وہ بچہ
بھی ان کی کوڑا داشت۔ میں بخواہے سانہوں نے بھیں اس گھر جا کر
دیدار کیا۔ اپنے لئے اپنی انگلی کی جو ہنڑا کو رکب خورد تھے قدرت
نہیں پر گئے تو انہیں دیکھی چکا پوچھ پیدا ہوئی۔ یکھی انہوں نے
اسے قدرت کا بچہ بھی کہ اس کا خیال چھوڑ دیا۔ پچھلے وہ ساتھیانی نہیں

مرفت شکاری ہے۔ اس نے کامبرے دہلی تھے جی کی تھے تھے بھول
اس سے دنیا برت کو جاتا ہے کہ اس فیلانہ انہوں نے اسے کامباڈی خیرہ
تھے جسے اس مکاروں کا یونہتگر کٹھائے دھماقہ اس نے دنیا میں
کسی کو اس کا حملہ نہ ہوا۔ ابھت اس ک پیشے کو اس کا علم رکھا اور تاریک
یونہجی اسے خلیفہ رکھنا چاہتا تھا۔ ایک تاریک چادہ اس کی سر زمین پر ہے
اس نے اس کی سختی سے اور ہر آری مدد و ناریوں پر ہے
ستیلہ بہ بنا ہے تو ناریں لیدتہ دنیا کی همیم جن طائفوں کی صفت میں
اکھڑا ہو گا۔ اس نے تھی خوبی اور اس غلطی میں اس نے دنیا کی خوش شروع
ہوتی۔ اس کے لئے یہ صفتہ بے ناری کو اس لیٹھسیں ہی افراد کو مل جو
لے جوت کی سزا دی گئی تھیں۔ اُنہیں اپنی فیلنہیں لائے جو اس کی سزا دی
گی اس ان کا خانہ بُری یا چوریا گی۔ پھر کچھ دیساں میں مل جو
اُز قدمتی بھی اسے کہاں سے لائے جاتے۔ جن کچھ یہ منظوہ ہو کر کوئی
گیا۔ اندھیں فصلہ ہو کر اسی بارہتے اسی جگہ کا تھا پوچھا جاتے۔ یہ
وقت اس کا بھی اپنی بات کا فصلہ ہے اب۔ اب وہ کچھ بھروسی باتوں
کیں۔ بارہت نے بنائے کسی نئے ایسا انتظام کر دیا ہے کہ اس کے
متاثرین کا معاونتہ پختہ دینیہ کے ایک بیک جن ہوا ماست جس کو
دیا جائے ہے۔ اسی میگن جن سحرمہ میا پے کہ جاکے کہاں جو تھی
کہ اسی دل کا پتہ نہیں جاتے۔ معرفت اُبھوں سے مافت ہیں اور جس۔
اُندھہ دہلی کی کھنڈاد کا پتہ دلیلہ دکھانا ہے۔ بیچ کو اسے کامبزاد
ہے اور اس کی خود کوئی کافیر اور باقی کامہاؤ فیحکم کیجاوے مسرخاں
دیتے ہیں۔ اسی سالے کو صرف اسی نمبر کا علم ہے۔ جس نمبر کی بارہت

کامبزاد اسال کو دیا چاہتا ہے۔ اب کرنی بارہت کی نمبر سے اسے سکونت
ہے۔ اس کے کھنڈاد کا پتہ ہے اس کا علم کی کافیں۔ اس کے معاونتہ جنمائے
کوئی نہیں۔ اسی پر پاکشہ کے دل اکھرمت کوئی نہیں موجود ہے کہ اسے۔ اور
ایس۔ — درستہ خنکوں جن مخصوص کے پیکھے پر کرنی بارہت کا دم
پاکشہ اس کے دل اکھرمت کا مدیر ہے جو کہا ہے۔ مزدوج تھیں اُنہیں
ہوتی اور اس کی خروجت ہوتی ہے۔ تفصیل پتے تو فاہر ہے۔ معاونتے کا
ہوتا ہے پاکشہ سے پچھے کرنی بارہت ایک بیانیں ملائیں پوچھو تھا
یکہ ۷۰۰۰ اپاک دہلی سے سکونت ہے اور اکھر ہے جو کی۔ جملی پاکشہ کی کافی
ہے اس نے ذہنی کرنی بارہت ایسا کہنی ہے کہ اسے کافی تھا۔ اسے پوچھا
کہ وہ یہ کیسے پاکشہ کی۔ پہچلے سالے کو پاکشہ سے معاونتہ
تھے اسے سالے نے شایع کرنے شروع کر دیتے۔ اسی شروع اب صرف
اُنہیں معلوم ہے کہ کرنی بارہت پاکشہ کے دل اکھرمت ہیں۔ جنمائے
پاکشہ کی کافیں اور اس کی خروجت ہوتی ہے جو کہا ہے کہ اس کی کافی کم
کیکھ پاکشہ کا دل اکھرمت بہت بڑا شہر ہے۔ اس کی ایسا کی کافی
کیکھ کوڑا اور اپر مشتمل ہے کہ اس نے کرنی نہیں ہوتا۔ جنکی ایکشانی
ہے اس نے خاہی ہے دہلی اسے کرنی نہیں ہوتا۔ جنکی ایکشانی
نے دہلی کوئی کرنے کے کے بے مکاشرت کی ہوڑی سے چنانچہ کی
یکی دہلی کا ساری لگائیں ناکام، بے۔ چنانچہ کیسی پر کسی
کوہ پر کر دیا۔ اسی سالے کے تھیں نے تھے دہلی اکھرمت نے کہ کوئی
پاکشہ کی کافی بیکھ کر دیا۔ بارہت کو صرف اسکی کوئی بکار اسے اس کے دہلی
لے لو کر دیا۔ اس سے اس بیکھ کا کاشن معلوم کیا جائے جیسا پیکھوں
ہو جو، ہے۔ — غائبی کرنی بارہت کا دو قبیلی موجود ہے۔ اس کی

مادت و مصالح و قیوی نہیں ایں موجہ ہیں۔ اب وہ جہاد امام ہے کیفیت اس
میں کامیابی کر کے تاریک و دیکی طبقہ عاتقی کی صفت میں رکھا کردا ہے۔
نیز فری لے پڑی تحریر کرتے ہوئے گرد احمد اور ہبیجی بیرون کے کائنات
پر پڑی ہوئی سرنگ کی نالی اٹھا کر خدا کے سامنے کھڑا ہے۔

”لیکے سے جا ب — واقع و لیک ایسا شی ہے۔ پھر یہی ہے
کہ من کوئی کام اچھی کرنے کا — یعنی سے اس کوں پر بخوبی رکھتے ہوں وہ
ایک کام اچھی کی ختنے ہے — لارسے نالی کوئی کامے جسے کہا
جاتا ہے — بخوبی کوئی حقیقی انتہی نہیں۔ یعنی ہمیں ہر کام پر
لکھنے پڑتے ہیں۔ جب پر بخوبی کام ساختے آتے ہے تو سماں ایک لکھنے
ہمچیز آتا ہے۔ کامیابی کی سیکرٹی سروں انتہائی پاکی راہ پر ہے۔ جو شکم ہے۔

کام ساختے ہوئے جو ہمچیز سیکرٹی سروں انتہائی پاکی راہ پر ہے۔
جتنا — وہ کامیابی کے کامیابی سیکرٹی سروں کو کافی پایہ دینے کے حق
پاکی راہ کے مختصر کوئی طریقہ ہے۔ یعنی جب تم ہمیں جا کر کوئی پاکی راہ پر
کامیاب کر کے اٹھا کرے تو ہمیں کامیابی کے کام ساختے ہوئے پاکی راہ پر بخوبی
پوک پڑتے۔ ہمیں کامیابی کے کام ساختے ہوئے اس حدتے ہیں یہی
خواہ کہ دلگیستہ تباہی حق اور حق کا ششی یہی جوئی پاکی راہ پر ہے کہ تم
کی کوئی کامکاری بغیر مشکل کردا۔ لیکن لگا کرست حال ایسی ہی جانے کے
پیش کر کرست سروں مختسبے پر اپنے اپنے اس کام ساختے ہوئے کامیابی کے کام
مشکل کی کامیابی کا کام ہے۔ ہمیں اپنے اسے جو ہمیں کام ساختے ہوئے
پیدا کر کرست کوئی طریقہ ہے۔ ہمیں اپنے اسے جو ہمیں کام ساختے ہوئے
لیکے سے جو ہمیں کامیاب کر کرست کوئی طریقہ ہے اسے کہا جائے گا۔

”لیکے سے جو ہمیں کامیاب کر کرست کوئی طریقہ ہے اسے کہا جائے گا۔
اپنے جیب میں مکمل ہیں۔ اپنے جیب میں مکمل ہیں۔

اس تفصیل سے کام پیٹے ہوئے سادے حقیقی بچے بنا دیتے ہیں۔ اب
اپنے خود جسیں کریں بہت کوپاں سے بھی کھو کر کھال بدل کر کوئی وہ
کوڑا شش پر کر کر آپ امانت ویسا نظری اپنے سرخہ میں بھی کوئی اس
خوبی اپنے ہمارے جاؤں — لانسرے کہا۔

”اپنے بھل کوئی بھرچ بھی بکر کوئی بھی خوبی اور جو شفا دے سکے
سکتے ہے۔ اسی طریقے وہ تباہی مذکور کے امانت ویسا کی بینی پھیل دیں
کے حقیق اسے کوئی معلوم نہیں ہے جو بیجا ہے۔ نیز فری لے کیتے
ہوئے جا ب دیا۔

”چنکی پر سر ایسی ہو گا — افسرے جا ب دیا۔
”وو پر پاکیت کے حقیق ایک تھیں پورا ہے۔ کامکاری کی خوبی پورا ہے۔
کوئی پیشافی نہیں۔ اسی تسلیمیں اس کا اپنا اپنے پورا ہے۔ جو
تاریک دلیل کے مقامات کئے دیں کام کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ
کوئی گاؤں نامہی نہیں رہے کہ، یہے ان سب کو جو اسے ہمیں پیش کی اصلاح
کر جائی جائے گی۔ وہ فری لے جو بیرون کا اصل نکاحی تعلق رکھی گے۔
نیز فری نے پیر کی حادث کو ایک کامہ کی خالی کو کافر کی طرف لے گئے
ہے کہ۔

”چنکی پر جا ب۔ اب امانت دیکتے ہیں جدی آپ کوئی شتری
نہیں گا۔ — افسرے کوئی سے اشتبہ نہیں ہے کہ۔
”ڈریا گلکاں — نیز فری نے کام کا کام اور علم کے خیزی
سے مدد اسے کو طرف رکھا گی۔ اس نے وہ فری ناچھن اور کہ کوئی کام
انہوں نیز جیب میں مکمل ہیں۔

بیکارے افراد اسے بیکار کوہا کے ڈم سے خلاخت کرنے لگا۔ گھنے۔
اس نے اپنے آپ کا کہیا گل پر کامیور بند بند تھا جبکہ وہ فری دلسرشادیں
کام کر رہا تھا۔ لیکن با کاملاں آئیں مل کر کھڑا۔ جو دعویٰ شرکر کے
جسے نہ توں جس بخدا کیا جاتا تھا بکار نے سکھاں اور مل کر جو خانہ کے سنتے
تھے اپنے کردوپ بنایا جو اسے حضرت عاصی مسیح گل پر کیا تھا۔
یعنی ہبہ مارک کے پاس ایسا کوئی کام آئیا اس کی تقدیر جس کی وجہ سے
کام مل کر تھا اس میں گل پر کوٹھ کرنے کی کیا تھی ملکہ میر
کرتا تھا کیونکہ جوں کے وہ بیوی جس بگردوب کام کرتا تو اپنے خانی
حتماً ملکر کا چوتا اور تین یوچانی گل دب جس قسم جو جاتا تھا۔ لیکن ہر چر کے
ساتھ اس کا فوند خوشی تھے تھا۔ اس طرح اسے خاصاً کوئے جو جانے۔ جوچی
ملکر کی کامل پوری وہ ڈیکھ لیا تھا۔ پوچھ کیا گل پر کام کے افراد اسے
بھی طبع جانتے تھے۔ اسی سے جیسی وہ کافی ترقی پہنچا۔ کافی ترقی کے
اویس دفتر میں جائے کاشادہ کر دیا۔ ملکر کا کوٹھ ملکر کی دوسری منزل ہے تھا۔
لیکن اس سرحد تھا کہ اس سرحد پر جوں کو کام کر دے تو منزل پر پہنچا۔ اور پھر جوں کوں
بھددہ ملکر کے دفتر میں جوں جوں تھا۔
”اُج کو بہا بیٹھا جا جہادے محظی کا ایک کام آیا۔
ملکر کے جو خانے دیو قدمت جنم کا ملک تھا، اپنی کسی پرستی نہیں تھی کہ۔
اور نیک مرد ملکہ جو امیر کی دوسری طرف تھی کسی بوجوں کی۔
کام کیتے اور معاون خذکت ہے۔ ملکہ ملکے کا بعدباری
انعامیں پڑھا۔
کام بے حد ہمیں ہے۔ لیکن حضرت اسے خاص صلاحیتوں کا ہماری

ٹانٹکے سنے ہوئے صاحبی بدلے کے دعاویٰ سے کے سامنے
مکن صہیروں پر کیجئے اور آیا۔ اس کے سین پر پست لباس تھا۔ جسی پرستی پر اس
وقت کے سترکارہ بھائی پیار تھے۔ جسے اس سرخ دلگش کا سعلال تھا۔
بھائے پرچاہی ہمیں کا ٹھیک بیساں اپ کا بیٹھتی۔ اس نے ہر سماں ٹھیک کا لالک
کیا اور ملکر ترجمہ اٹھانے اور سرخ دلگش کی بھائی۔ با کام اخلاقیات کے گھرے
”میوں اور سستی شراب کی ہنگاری سے ہمراہ اسکے پارس موجود
ازیک زیادہ تر تھا لذیز بیوی دیانتے حق۔ لکھنے والوں کی بھی ایک نیزی
چنانچہ کے طبع میں اکثر میخواہی پر ٹھیک نظر تھے تھے۔ وہ ٹھیک ہو رہا تھا۔
جو سماں مندد کے فریب تھے۔ اسی ٹھیک جب خدا جانتا تھا وہ اسی
میک اپرسی میسے باہمیں اور زیر لینیں اڑاؤ کے اٹوں پر گھونتا جاتا تھا۔
لیکن جوں پر اس نے اپنی بھائی ملکتی۔ لیکن اس بھائی کے فیضیں ہمایت
لئے بلای کی وجہ سے ایک ملکاں تمام مصالح کریا تھا اور اس زیر لینیں

مراجعیم دے سکتا ہے۔ ایک شخ سن کر تلاش کرنا ہے اور اس سے ملک
لے کر بھاگا۔ یعنی پیش ہے پہنچاں ہزار فتحت ہیں۔ لادھی میں کے

صلویں آدمی رفت اور اس آدمی کے متین خصیل ہے، تو ہمیگوں نے

مکراتے ہوئے کہا۔ ان دونوں کے دو میان ایسی طاریہ تھا کہ معاشرہ
بھاگتے ہوئے اور اپنے حاکم کے بعد ملک کے پختہ ہوئے جس کی

سماں کوئی اور بڑے نوؤں کے دو پیکٹھاں کو دیکھنے کی طرف پیش کر

دیتے۔

تموت دس ہزار سو ہی — تم کی ادائیگی اور اب ہیں

وہ ہزار کے نئے گہاں مانا، اچھوں گا — ہمیگوں نے بجا اس من

شہرے پر چھپ دیا۔ اس کا اعزاز اپنا تھا جیسے اسے معاشرہ کا سر کو

شہرے بلکہ کا دوئی جو۔

تم کام بھی تو دیکھو کتنے سہولی ہے۔ — ملک کے اور دیتے

ہوئے کہا۔

جہاد کی خالی ہے ملک کوئی اچھی نہیں۔ اس کی وجہ خالی اس اہلین

بیوی مسلم ہے کرتے اپنے طور پر اس آدمی کو گھاش کرنے کی پوچھی گوئی کو شش

کر دیجی — اس اگر خیر نہیں تو نہیں جانتے تھے ملک کا حصہ قوم نے

اٹھ جو ہی سمجھی پوچھ کر دیجی۔ یعنی یہی اس وہ ناکامی کے بعد جو تمہاری ہے

وہ نہ پہنچو گے ہوئے لای راست میں خاصر ہے تو کام آسان نہیں

ہے۔ — ہمیگوں نے مزید تائی ہوئے کہا۔

تم اُنیں سمجھو؛ صحن اور جو سڑیاں ہو۔ جہاں اخیل صحت ہے۔

اپنی ایک ہے۔ اب اصل بات سفر ایک لفڑی کا کوئی ہمچڑھے ہو جائے۔

وہیں ہزار میں گے — ہم اب تو اپنی ہو — ملک کسری کو کہاں

بنتے ہوئے کہا۔

برحالہ، تو یہ اب بھی چھوپے کو معاشرہ قم نے اس سے نیادہ
لے کر بھاگا۔ یعنی پیش ہے پہنچاں ہزار فتحت ہیں۔ لادھی میں کے
صلویں آدمی رفت اور اس آدمی کے متین خصیل ہے، تو ہمیگوں نے
مکراتے ہوئے کہا۔ ان دونوں کے دو میان ایسی طاریہ تھا کہ معاشرہ
کام سے پہنچے اور اپنے حاکم کے بعد ملک کے پختہ ہوئے جس کی
سماں کوئی اور بڑے نوؤں کے دو پیکٹھاں کو دیکھنے کی طرف پیش کر
دیتے۔

اسی وجہ نال میں جو ہے — جس کو جیسا تھا پہنچنے کی تھا۔
ہمیگوں نے خرچ دیجی گاہیں کوٹ کی وجہ میں عطا کر دیتے ہوئے کہا۔
کوٹ کو دیجی سے اصول نہیں جانتے ہوئے — ملک کے اور دیتے
ہوئے کہا۔

اپنے بھتاؤ خدا کی تفضیلات — پوچھ لئے کہا۔
یہیں سفر ہوئے کہا جائی ہے۔ ملک کا ہام کرنی ملک دیتے ہے۔ زیر ہیں
دیتے ہیں کا کوئی تھق فریض ہے۔ یعنی دیا دو یہاں ملکا کوست میں
ہے وہ — ملک کے دو نوؤں کو پہنچاں میر پر کھلتے ہوئے ہو اب دیا۔
کوٹ کا پرست اس کے مضمون قریں لئے بھی پڑھے ہیں۔
یعنی دو یہاں کوکاں ہو گا۔ کسی ووپنی کا کام نہیں۔ دیتا ہو گا۔ — ملک دیتے
ہوئے کہے کہا۔

تو ہیں — یہ بات حق ہے کہ وہ بھیں دیتے ہے۔ پہنچیں بات
کو دیں۔ یہ سلے چھر کی فانہ ہوا تو کوئی چھوٹی چھوٹی ہے۔ تو ان طائفے سے
مولیمات حاصل کر لی جیں — کامیں دیجیں کرنے والے تھے مولیمات

ہوں کر لی جیں۔ یعنی کوئی سا بہت نام کا کوئی شخص کہیں تھریں آیا۔
ڈالنگوڑی جس عمارت میں یادگاری تھے اور جو بڑی افسوس سے
خوبیوں کو یاد کیجئے کہ تو یہ صدای صلاحیت کو پہنچ فرما جاتا ہے۔
مگر۔۔۔ داقی تھے کافی وقت کو پکے ہے۔ اس کا خود ملبوہ
نیک نے مکار تھے ہے کہ۔

اسے کوئی سچے جیسے تھے ایک کافد کال کرٹنگ کی طرف بڑھایا۔
کسی اخراج کا تاثر تھا۔ کوئی خیر کی اندھا۔ اسیں ایک سوچوں میں
لشکم کے مکان کا نام کر کے اور بسا جو جل کبڑا نکلا۔ اور جسراں کی
بزمیں جی سپی پیس۔ یعنی اس کے پہرے پہ جانوں ہی میں ساختہ
حالت تکرا آ رہی تھی۔
وہ کئے ہوئے پہنچ کا خواہ ہے۔۔۔ نیک نے نہ کافد نہ
دیکھ جائے پہنچ۔

نہادہ پہاڑیوں ہے۔ وہ چار سال پہنچ کا ہے۔۔۔ مادر
نے کہا۔

یہاں ہے۔ جن تکش کروں گا۔ یعنی کیا اس کے پاس کسی خونے
کا خستہ ہے۔۔۔ نیک نے کافد جو کسے بھی جس نہ انتہے ہوئے
بچا۔

بچا کپ۔ قبھی پہنچی تھی، قبھی کر دی ہے۔ یعنی جس کی
بندس سے اسی خدا ہے جو جسیں لی گیا ہے۔۔۔ مادر نے سترے
چلتے ہوئے آپ۔

یہاں ہے۔۔۔ جس بھی اپنی پوچھ دیں گا۔۔۔ نیک نے

اکی سے دلخیل ہے کہا۔

وہ سے مجھ کی پیدا خواہ جانتے کہ ہم تو ہماری بہت ہے۔ دیے ہیں اب
بچے کیں تھے ہی گئے۔ کہ تو یہ صدای صلاحیت کو پہنچ فرما جاتا ہے۔
مکار نے بنتے ہوئے کہا۔

ٹھرمی طاقت بنتے ہو۔ پہنچ کو کہی اس بہت گلباہ۔

جیکرے کہا اور قوت تھام اتنا کا دھر فرستے پہنچا۔ اور یہ اپنے کو
پی اور دیکھ اپنے حادث کے اور بسا جو جل کبڑا نکلا۔ اور جسراں کی
بزمیں جی سپی پیس۔ یعنی اس کے پہرے پہ جانوں ہی میں ساختہ انکی ملکی
کے گل کی طرف بڑھ پڑی۔۔۔ انکی ملکی شکر کا مغلب ہے میں بخت دلکشی ملکی
بخت ہو چکا تھا۔ اس نے بڑی کو حقیقت کا کل کل ملکی کافد سے اپنے اس بہت کے
پاسے ہی بچتا کہ جانا چاہا۔ انکی ملکی۔۔۔ نیک نے اسے اس کا بھی
گل تھا۔ اس نے اس سے اس کی سدم جس تھی۔ اور جب کہی وہ
وہ جتنا تو انکی ملکی کے پاس چلا جاتا۔ اور اس سے بخت دلکشی ملکی
کے ساتھ ساتھ لغٹا جانی ہیں جہارت کے اور پیش یکجھ۔ انکی ملکی
اپنے کا ہر زمانہ باہمی کے ساتھ ساتھ اس کے سبق اس کی مدد
پرست اپنے پیش

انکی روی دیج دعوہ انکی ملکی کے کمرے میں پہنچا۔۔۔ وہ دادا
انکی ملکی کے ملازم تھے کہو تھا۔۔۔ انکی ملکی نے ملکی میر خادی نے
کی تھی اور اب بھاٹا ہوئے کے بعد وہ پہنچ اپنے ایک اور ملازم کے ساتھ
اکٹھا۔۔۔ ملکی۔۔۔ ملکی کی ملاقات فاصی جاتی اور اپنی تھی جس کے
ہذا کرایے ہی انتہے کی کہا۔۔۔ انکی کسی کو اسی طرح وہ بھاٹا۔

انہیلی زیستی کی پڑاتے ہیں۔ اس شخصی نسل کے بعد بہت ہی کم رکھنے والے
انہیلی زیستی اس نسل کو دیکھ کر جا چکا ہے۔ جنہیں تو لفڑی تھا۔ اسی سے
یہی نسل سچا کر ایسا کوئی ماضی ہو گا جس نے اس خاصی نسل کے بعد کم
یاد رکھا۔ اور تماہیزے اسی شخصی کام آئی ہیں جو سکتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے
کسے اندھا جائیں اور اس طبقے معلوم ہو اکتوبر میں کافی بہت کام ہے۔
کرنے والوں کو ایسا کیوں کرو پہنچتے ہیں۔ بلے ان سے اپنی کربے میں دھوکی ہوئی۔
دھوکی بھی دیکھ کر ہٹے ہوئے خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے پیغمبر مختارؐ کی وجہ
اس سخن کا سے خامد، ہی خیس۔ اسی کے بعد ہم یک لیکھتے ہیں گریجوں کے
اواب پر بھے صولوم یا اکر کر لیں۔ بہت لگا کی جیسے، وہ ہے چیز۔ لیکن وہ
انہیلی تہائی پہنچیں اس سے بس کچی کھدائی کی خالی ہڑوت کے نئے
وہ رکھنے لگیں۔ اخوبی نے بھکے اپنے فخر اتنے کی ہڑوت دی۔ لیکن ہم
کوں کچھ کر دیں اور فرمایا: شامی یہیں بھول گیا اور آپ تھارے
کچھ پر بھیجیں، آپ ہاں ہے۔ اسکل مارگی نے کبھی ادا نہیں کیا کہ لیا ہیں
اچھی پوری جس شکن کی تلاشیں ہوگی سن گئی اور وہی نئے نئے ناگوری کے
لئے کھنکی آسانی سے ہماشی کر دیتا۔

"اوہ دیری! گلاؤ اٹھی۔ کہاں رہتے ہیں اٹھی۔ ہیرے خالیں
لیجی چاہاتے۔" ہم بھرپور واقعی طاقتی سے اپنے ہمیں کہا۔

لیجی ان کا پتھار پہاڑیں آدمی کو پتایا۔ اسی ایک ایسا اہم نے...
اٹھی نے آٹھی کی بندرگائے ہوئے سمجھنے والے اشنازیں کہا اور ناگوری
سردی طاقتی میں گی رہی جل گئی۔ سکھر پر ہے پتہ نہ ملا۔ پھر ناٹھی دینی
لیجی۔

۲۹۷- آج ڈنے دنوں بچت ہوں اگلی بارہ آتے ہیں۔
بدلتے انگلی مارگی نے سکر کو بھاٹاکی کرتے تھے کہ
ہم انگلی خود کیتی ہیں دلتت ہی تھیں مل۔ انگلی پچھے دلوں میں نے
ایک سال لئیں کرنی مادرت کا ٹھکر کے ہوئے یہ مضمون پڑھا تھا یعنی
کہ انگلی پڑا لخت آیا۔ میرا بی بادا ہے کسی معدن کو قلی مادرت سے
حلاطت کی جاتے۔ نیچر کے نہ مدد مدد میں خوب فرم پیش کی کہمی بات
کرنا ہی رکھ لیا۔ انگلی مارگی کی بھیت اپنی طرح جانشناختکار اگر کوئی لعنت
بھوکی تو پر گھنٹوں حنایخ کرنے پڑیں گے۔
مکری مادرت ۔۔۔ ان وہ بہت بڑا لکھا ہے۔ بہت بڑھن ویں
۔۔۔ میرا بھی میرا ہے۔ بڑا بی نہ مدل آدمی ہے۔ میرے تھال جن آتے
وہ سل پکھے میرنا کا اس سے حلاطت ہو جائی تھی۔۔۔ انگلی بارگی نے
کہا۔۔۔
”حوالہ پہنچے۔۔۔ لیکن آپ تو میرا خجال ہے۔ پیغمبل نے پچ سالوں
سے پیشست ہا ہر زین گئے۔۔۔ نیچر نے جان پر جو کوئی بھرث کا
البر کرتے ہے میرے گھر۔۔۔

”اکھر میں کوئی بے وحشیگاری کی وجہ مکمل ہے جس دن تک اپنے
لئے اپنے بھتارا تھا۔ لیکن اچھے عادات پر بے پرواہی پر اسلام چون کوئی بھتارا
باشندہ کے والے انسان تھے جس نے ارشاد دیا ہے۔ عادات بھی دلتے
انھی ترقی اشاریوں کو فریض کیا۔ اب اپنا دستے گورہ رہا تھا کہ اگر نے ایک
کام کے بعد افراد کی وجہ میں ایک خاص غسل کا بندوبست کیا تھا، وہ کامیابی میں اصرار
گورم بنتا۔ جو جلد اخراجی تھا تو اسی سلسلہ کا ہے ادا میں فرمائے افراد تھے جس میں

اہستہ ہل — بکھر لے پھر بکھر لے اسی کا پڑھنگا نہیں
بکھر لے پھر لے جسے کہا۔ اور جو بکھر کر سیدھا ہو گی۔
لکھاں سے ملکوتے ہیں۔ قاتیر نے بیرون ہوئے ہے تھے اپنا۔
وہ بیان ڈالنے والی تھی کہنے کا ملکی ہوں اور بھیجے ہوئے کے کام مدد
ہی نے کرنی پاہتھے دعائیں کا فائزی ہیں تفصیل سے ملکی کیا ہے۔ اور
وہیں کہہتے ہیں صبح کر دیا چکا۔ — امکنہ لگتے کہاں ہے یہ بکھر کے
ملکوں میں بوداہ ایسے دل کے جان غبل لش۔

بکھر لے ڈالنے کا آزادی اور پھر لے گا آشتہ دینیں ساریں
کی ایوانہ نے کے نے کے نے کیا۔ لذم عذوب لے کر آیا۔ اس لغتے ہی
کے لفڑی ٹھیک ہے اٹھی ہے اٹھی کو دیتے تو سورج ہری سے مرکو کو ایک چاہیں۔
وہ پندت یکسی نئی کھانا اٹھی بے بیکار آپ آجھے نکلے۔
بیکرنے بات چوری کے لئے کہ۔ وہ، صل امکنی کو پڑھ ملکوں
کہ اسی دن ہر ہمیں مدد رکھنا پڑتا۔

وہ بہن۔ — جیکو چلتی، وہ بھر رزق مثاث کی حالت نہیں ہے۔
لئے اڑپی۔ زانیں، ریانہ بکھر جی کا مطلب ہے تھونے کا اور ڈال
پہ بکھر جی خاصاً خوب صورت ہے۔ اس کی فکل جی عام جنسوں
کی بیت اٹھوں سے زادہ میں جلتی ہے۔ قدر گامت جی بھی بیت
ہے۔ اسی بہت پھٹکا ہوتا ہے۔ اس کی طبع صحت ہے کہ اس کے کام
کہے سرخ ہوتے ہیں۔ اسے صرخے میں خوب ہے۔ قویے ہوتے ہیں۔

ایک دلہ ایک بچہ دیتی ہے۔ اسی نے پہل بیوی بچہ کے نہیں
حلفت پڑت۔ پیر خدا۔ محمد اے۔ اب کوئی مادر کے بند کر کے کھو
وہ خداون۔ وہ جلا۔ کرنی پاہت نے اس کا نام پھنان۔ لکھا ہوا ہے جو کوئی
پاہت کا کام یہے کرتا ہے مجھے کوئی انسانی مدنہ ہے۔ جو بات تھے ایک
پار صحابہؓ اسے جیسا کہ بے کی۔ جو بات تھے دیکھ پڑی۔ ایک بارہ کے
دے اسے جیسا کہ باد کے گا۔ اسے زیاد کیا جاتے تو وہ کوئی بھی نہیں
آسف لے پڑا وہ باتے اسی کا مطلب بھر دیتے ہے۔ مثال کے طور پر اسے
خداون کی مشتہ شفت کر دیتی چلتے۔ وہ بھر شفر کا لفڑی سمجھا جاتا۔ اس
بھر کے کہا جائے کوئی کوئی کوئی نہیں جانتے۔ تو اگر ہی
کوئی کے باہر اس کا بخشن کھا جاؤ ہو گا تو یہ لاذماہ ہال پر جمع ہے گا۔ ہاں
فریق ذریں کی بنانی بھی کوئی نہیں۔ وہ تھوڑی بہت بھی فتنے کے بوقاہ
کوچ جمع کی آرڈنیں سنائی دیتی ہیں۔ کیونکہ ان کا باعث مطلب ہوتا ہے۔
امکنہ لگتے قصیل بتتے ہے کہ۔

— اے۔ — پیر کا ایسا بیضدا نہیں کہ اسے آجھا۔ — ملکی لے پہنچا
بیرون ہوتے ہوتے کہا۔
ہاں ہے اکارام۔ رکھی ہے اکارام سے جو کوئی پاہت کو
خوشیت پڑے کر اسے یہ بندھ لی۔ ایک دلکش نے سر جاتے
ہوئے کہا۔
اکھر نے خداوت، اٹھا۔ اٹھا۔ اٹھا۔ اٹھا۔

بھی ہنگے کے عجائب میں ایک پہلوانی سے پہلے ایک تھی۔ جہل پرست کم اور اسکرپٹوں کی رسمیت دیکھتے تھے۔

قریباً آنے لگنے میں پورا سماں بھل ہو چکے کے بعد مدد
ایجاد کر پڑی تھی گی۔ اور پھر خود سی کتابیں کے پاس نہیں آئیں
امونیمیٹریں لیا۔ بہت زیادی افسوس کی طاقت فیض۔ ادنظر میں
قدیمے بہت کمی تھی تھی میں۔ اس کا کلوگری کا پانچ بھاگ کھکھل کر پھر نے
ہوتا بھل اس پانچ کی لفڑی مٹھی دیا۔ اب یہاں بھاگ آئی گی تھا۔ اُ
اب کوئی مادری شستے ہی کر کر جانا پڑتا تھا۔ اس نے اور حکمران کو کہے
کہ پہنچتے ہیں ٹالیں تو اس کی حرب جس موجود تلاف میں پک کے کارروائی
جس سے ایک دنارہ دو ڈزمبوے افسوس کی گئی۔ چنانچہ اس کے نزدیکیں
ایک بانٹاں بھی تھی۔ پھاٹپاک کو کھلا دیا تھا ایسکی پھر جو اس نے ہوتی بھل
پھاٹک کے پاس مولیٰ کاکل میں شاپ کی کہل چڑھ دیا۔ وہ دندھی دیا۔
کہا۔ میں اور مانیں کافی تھیں جو کوئی دندھی دے سکتے۔ دندھی نے مانی دیا۔ وہ دار
تھی۔ ایکی اندھے سے کافی تھی تھاہر جو اندھے تھی اس کے ماری کا
کافی تھا۔ مولیٰ اپنا ٹکڑے دل زدن وہ جو اٹا کشاڑ کو کافی قابلیتی جتنی
کے۔ جو سکنکے دہ میں پہنچتے کوئی ماری نہیں۔ جو تھا جو بھی اب
عمر کو غلیظ رکھتا ہے۔ اس نے سمنے تھیزی سے پورا سماں بھل اور کی
لفڑی مٹھاتی۔ ایکی بھی دو برآئے سے سعنے پھر میں بھل ہی اپنا تھا
کہ اپنے پیک غوف ناک ملراشت سنائی دی۔ اندھے میں کھلتے
ہامے کے یاک کے لئے سے یاک غفت ہاں میں کی جگہ بھکھل کی
دیا۔ ایک نے نہ صرف اٹھو ہی بلکہ پہلے یاک بھکھل کر اس نے اپنا تھا۔

دل پری دل جسی دھائیں ہوگے۔ بیانات کر کرئیں مابرٹ کو پڑھتے سوچم ہو جائے۔
”میں گیڈے میں مل ایا۔“ دیکھا میرا ادا نہ، مجھ نہ تاثرت ہے۔ ۱۷۔ باریکو، دو
بندوقیں لے لیج، تالا، انکل ایسی چیز ہے۔ اب بچے بھی راہ اگیا ہے۔
انکل مل دی گئے تا اسری بچکرنے ہے تے کہا۔
”انکا فون خیری وہ گا۔“ تائیگ نے سوت سے بھری، بچے
تکریبا۔

لہا چکٹہ بہ جال آپ بے خلائیں خروج بے ایں سے نہ
کو برداشتیں تھیں۔ میں انکی میں نے آج ایک نئی ساخت کا بیدار
دیکھ لے۔ دیگرے کہا۔ اور ہمارے نے جان پڑ چکا کسی خروج بہل
دیا۔ اور اس کے بعد میں کے میانے اس نئی ساخت کے روپوں کے متعلق
گھٹکھڑوں پر ہم گئی۔ اور پھر خود میں دیکھ دیکھ لئے اجازت لے
کر میں کی کوئی سختی سے بسا رہا۔ وہ پرانی عصیت کیلئے کر کیا تھا۔ میکن میں کی مدد
تھی کہ دہ بہرات کا کچھ لکھنام کر رہا تھا۔ چنانچہ انکی دل میں کی کوئی سے لمحے
بی اس نے لپٹنے کے سامنے لکھ کر داشت۔ سید حابیکا، وہ کی طرف ہوئے میا بہل کیا۔

ہر قیمت سے مل کر اپنے بھائی کو گھایا اور بھارکو طرف اُسے دوڑانے گا۔ اور پھر
صرف ایک لمحے کا یہ فرق پیدا ہوتا تھا کہ پچھتے تھے اس پر بھائی نے مددوار
کیا۔ ۸۶۴۷ — اور اس سے حاصل ہکتے نہیں۔ اس کا انتہا کر

ویکا کو اپنا آزاد ہون کر سختے تھے جیسا تیرنے سے، اپنی ہزار احمد پیر وہ آجدا
اپنے باتوں سے جس چاہی۔
ابن پیغمبر کے اس طرح احمد جلد نئے پورے چراں رہ گیں۔ اس نے خود بھی
کہا۔ ۸۶۴۸ — اور اس سے حاصل ہکتے نہیں۔ اس کا انتہا کر

محات پیکر آن سر دو اصل جس کی کوئندستے کی اجانت ہیں
دشائیں تھائیں پسند ہوں بہر حال خوبیتے، کہی بادوت کے
مردیتے ہیں کہا۔

غورم بیر احتی، موسوے فیض دشت سے ہے، کھاند کا نام
ہے کروہاں سے ایک قیلی مرک مارکی روکاں جوئی چاہیے، اس سے
یہی اُپ کی کھلی کاٹوڑا سا حصہ اسیں آتا ہے، یہی اسی سے یہیں
خاند ہو اتفاق، ٹائیگر نے خدا بات ادا ازیں کہا۔

سمی— یہی اس کی اجانت ہیں ملے کوئی گا۔ لہ لگ بھتی
کی کوئی لاپھ بھتی آنحضرت بالا کو کہہ، یکچھ کی حوصلہ انتباہی اعلیٰ سلطنتی
جا سکتا ہے سر نکار، کوئی ابھر نے صورتیں کہا، اور
تیرنگتے والیں چاہی۔ ٹائیگر کا بھر جال مسئلہ حل ہو چکا تھا، اس نے اس
لے کندھے پھٹکتے تھے موڑ سائیکل شارک کی اوندوں یہیں چاہیا، اب
تھے اپنے بقاوا کیسی ہزار دلپے کھرے لفڑا رہتے تھے۔ لکھی وہ
قدیم پر اطلاع دکر جاک دی پڑھ دیجاتا تھا۔ تاکہ کام کی اچھتت پر پہ
چھ جائے، اب اسکے اس کی صلاحیتیں کہا جائے یا اتفاقی کراس لے چند
گھنٹوں جسی ہی کہی بادوت کو تماشی کر لیا تھا۔

ھولائے سکو دے ملائی محنت کا سب سے شدائد اور
چیز فاری سندھ بھٹت، اس بھٹی کی پوچھی منزل کے ایک سوٹ ہیں
ڈنڈا، فینی خبرے جائے، لائسر نے یہاں اپنا اصل خام کی
استھان کیا تھا اور فیسا کو اپنی بیوی کی بھر کیا تھا، اس طرح اس سے
مشراجیت من و مدر کے ہم سے بھج ہوا اتفاق ہیں پھر فیض بھٹے
تو پہنچتے تھے کہیں کوئی بادوت کی توش خوش کر دی۔ یہی قلنے انگلکشی
ہوئے آفی، اور اس طرح کے دوسرے افراد سے اس نے بڑی تفصیلی
پوچھی کی کیون چاندنگاری کے باوجود اسے کر دی، بادوت کا معمولی سا
سرشار گی خلیل سکا۔ اس نے یہاں کے اخبارات افسوسی کے
ذخیر کے جسی کچھ لگائے، کر خایہ دہ دوں اس کے مضمون جانتے ہیں۔ یکھے
واقعی ایسا سہیں جتنا تھا کہ یہاں کوئی بادوت نہ کوئی قوی مبتایی نہیں
نکھلے، اگر اس نے جیتی، اس کی دیکھنی نہیں ہیں سے ایک نام

محب کیا یہ نیلگی بار کامک مک کھاں کو پتہ نہ کی لڑکے خارج نہ
نہ مراہم احتا۔ ماد کر کہا و دامت ناک دیش سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ
سخت قدر کی دیوبخت کے طبق مادر ملکہ کامنا صاحب اپنے جو حی
تھا۔ دلیکے کامیں مہرجی تھا اور اس میں کامیں پیدھ تھا۔ اور
اگر خدعت خدا اس تھم کے کاموں میں اس کی صفات مانص کرتا رہتا تھا۔

اور ایک کوئی شکایت مانتے تو حقیقتی میں وہ سرے توکوں
کہتے ہیں اور جو حقیقتیں کیں فسرے ماد کو کہکشاں اگر کتنے کافی
کیں۔ اسی شیل فن پر اس سے رابطہ ممکنی اور اسکے پیشے کے خاتمہ
کا حال ہے۔ اسی تسلی کی وجہ سے مذکونے قدر خوبی کام کی مانی ہے۔
چنانچہ اسی اور جو اسی کی ملاقات طے ہوئی۔ افسوس اور بیض
شکر اپنے اس سے۔ اور یہ وہاں دو لاکھ دینے ہیں بات بنت
ٹھہر گئی۔ اور مادر لے اسے دو لاکھ دینے پے اور اگر دینے تھے۔ کیونکہ
خداوت خانے نے خوبی پرورث دی تھی کہ دو رقم حصہ بھی بتا ہے۔
مذکونے اُسے جلوی پرورث دینے کے لئے کہا تھا۔ افسوس اور

کامیں اپنے کاموں کو بھی دیے دیا تھا۔ یعنی دو رقم مزدوج کو کچھی مدد
کی طرف سے کوئی اخراج نہیں کیا اس کی بجائے صبر مریخی بھیگا۔
فیلا اس طرح اپنے داد دھرے بیٹھے۔ بخشے سے کیہیں بھیگا میں
اس سے جی کی لذتی ہو چکی پڑتے ہوں۔ افسوس اپنے دینے پیچے
چھوڑے کہا۔

اُسی سے آہ بیس پاہم۔ کہ دنابھی مشہور شخصت یہاں بھی
گھنام ہے کہ کوئی اُسے جانا مکہ نہیں۔ فیلکے صرف اسے

جو نے جواب دیا۔

کمال آپ ہے کہیے اس کا ذمہ بر جی کر دیجیں میں مذاہگر مسول
سامی بھے علم ہے جسے تو پڑا جیں اُسے ہر بچھو دیکھ کا مدرس
کے کہا۔

نیرو خجالتے ہیں یہ مسئلہ صرف سرسرے وکون پیچھو کر دیجیں ہو
جائیں ہے۔ جس نے اسی مسئلے پر اپنے طور پر بہت کمزور کیا ہے۔ میرا
خجالتے ہے اگر تم لفظ جو گلوں۔ میری گلوں اور بازار میں جو گلوں پر جو
وہ سکنے کے کوئی کام کہیں اس سے رواؤ جو جائے افراد کیجیے۔ بھروسہ
بھروسہ کی جو گا۔ بیلے نے ماتے دیتے ہم تھے کہا۔

جس پر دوں ہم نے اسی تو گلے ہے۔ پر انہر جان مذکوب۔ اب
کہ بکتوں مذکور اس کا پھر سے، ہیں۔ دلخواہ سیڑا زمے
لچھیں کہا۔

اسی شیئیں فون کی لفظی رنج اعلیٰ۔ اور لانسر نے پوچھ کر دیکھ
اٹھا یا۔

یس کو ہے ماذکورے مخاطب بیچھیں کہا۔
جب اس طرف سے آپ کی کال آئی ہے۔ دوسری طرف
سے جو مل کے اپریشنے مذکوب ہیچیں جو اس دینے ہجئے کہا۔
لیکھ کے بات کرو۔ لانسر نے کہا۔

بیوی میلو۔ جس مذکور جوں دیا ہے۔ چند گلوں جو دھرمی
دشتے مذکور کی بھادی تھے اس سے بچ جائی۔
یس۔ لانسر جوں دیا ہوں۔ یعنی بیاں کا پتہ تھا کیسے جیسا۔

بیوئے تو قریب پڑ دیا تھا۔ — لانہ نے قدر سے جوت پہنچے بیوے
بیوی کہا۔

جانس۔ — ہم جس پادل کا کام کرتے ہیں، اس کے متعلق خیالاتی
سردات آہ بھر جال مکھی پڑتی ہیں اور بھر آپ تو اپنے اصل نام سے جال
ٹھہرے ہوتے ہیں اور اسی شہر مبارکہ کے۔ اس شے پر کوئی ایسا منہج نہیں
ہے جس پر آپ جملہ ہیں۔ — بھر جال آپ کے سے خاتمی خیری ہے کہ آپ
کے گرد کوئی کریم نے عطا کیا ہے۔ مارک کے سے بستے جو ہے کہہ۔
کمال کر دینے والے واقعی لانہ نے اس بُری درجہ کے نئے نئے
بھا جائے کہی انہوں نے بات لٹا بھر جو گئی ہے۔

لیے ہیں جست۔ — ہی نے آپ سے کیا کہا، تھا کہ مارک بودے
شہر ہی اڑتے رہنے پرندے کے پرہی شافت گر کرتے ہے یہ قبھر
جیتا ہاں آئی ہے۔ بھر جال آپ نہ فٹ کر لیں۔ اس کا جتہ بھا جکار دوڑنے
کی وجہ سے دہانی ہے۔ — دوسری طرف سے مارک نے جواب
دیا اور انہر کے پرے پر صرات کے ایک دو ہنیں کی آیا رہنے لگے
تھیں بے شکار ہو۔ — لانہ نے کہا اور ہر جو بدی سے
رسیہ یہ دکھ دیا۔

آنہ ہی لگ۔ — یہ بحق نا بات۔ — میرا خالی سے اس بیوی کو
ایک کوہ دیتا چاہیے۔ — ملبوس کر کی سے اٹھتے ہوئے گئے۔
یکیں ہم نے اسے تلوڑا ہنسی کر کا جا بکار کوئی بھی نہیں گئے۔ ہم نے
اُسے زندہ سلامت اٹھ کر کے جانا ہے۔ اسی کے نئے تو بالا سہ
پنک کرنی پڑے گی۔ — نیلیں نے جوان ہوتے ہوئے گئے۔

— اُسے چانگ میں نہیں بخوبی مکمل کر دیکھی ہے۔ بیوی اسے تماشہ
کرنے کی دوستی۔ اُسکی بیوی کے سعادت نہیں جس ایک ایسا جو دست
پنک کر دیا گیا ہے جس کے بعد اس کا سہ ایک بھی سو نصیب ہیں کوئی
مارٹ کو خوبی سے بخوبی کا بھی نہیں کا کرو اسی تماشے میں ہاں دیا جائے گا۔
اس کے پہنچ پر سعادت نہیں کے کسی خلذم کا چکا اپ بھوگا۔ اور
جہالت باقاعدہ سعادت نہیں کی بلات سے زار اک پیشہ پہنچ جائے گا۔
بھیں اس خلذم کے پیشہ داروں میں یک دیکھتے بھیں ہوں گے۔
وہ مکمل کریں گے۔ اور بھر جاتے فرشتے بیخا جائے گا۔ اور اس
کے بعد، ہاں سے کوئی بارہٹ کا کھل کر جاوہتے گا۔ جنم نہ عن
کر کیں مارٹ کو کاری ہے بھر جاتے ہیں کہ اس کے بعد جو سعادت نہیں کو
خلذم دیتے۔ — دوست کے کسی کاری میں ٹالی کرے جائیں گے اور اس
کے ساتھ بھی ہمداٹیں کھل۔ باقی کام سخا تھا جسے جلدے اور اس کا مکمل۔
لائرے خیلہ کا تفصیل تھا تے ہوئے گا۔
— گھر۔ — اُسی بھر جانی اور بے داع منظوم ہے۔ — میلیا نے
جو اب دیا۔

— ابجا ایسی ہے۔ یہ پہلے چاکر کا قشی اور اس کی خود اپنی اور جو وہی
صحت مطلک کا جائزہ ہے اُسی دلت کو سمجھا اور ماخنچوں کو کوہ دھاٹ کریں
گے اور سماں کا کام رات کوئی بکھی جو جائے گا۔ کی جو کوئی مارٹ
ہاں سے تکالوں میں بیٹھ جاؤ اور دلائی کر جائے گا۔ — اُنہیں کہا
اُنہوں نے فیضیا کا جامدست بیخڑے کی سے ایک الحدا کی گرفت دھنعا۔
اس نے امدادی ایں ٹھیک ہو کوئی پہنچا اور بیخڑے قدم اٹھا کر بے سے

بہلی کی دن سے اس نے کاروں کی کمپ پہنچ لی کی تھی۔ جو کر
پہنچنے والی تھی۔ چنانچہ میں بعد افسوس کرنی بیٹھا۔ جو کیا کہ
سے ہے ایک گھنٹے کے وہ سے ہاہر کیا اسی نے اس کا سایہ پہنچا دی۔
جیسے شہر کا نفت نہال کرائے ہوئے تھے۔ یعنی خود کی دلخواہ کے
گھر اس کے دامن پہنچتے ہیں کارکھات۔ قہوہ ایسی دیر بعد اسی نے پہنچا کہ
کوئی شی کویا۔ اور پھر اس نے اس پوشاں گاہ کے ہاں جکر پہنچا۔ والے
ماں نے کوئی بھی میں پھانٹا خروج کردا ہے اس نے غصہ چب کر کے فالپس
جب جس رکھا دکارا جسے پڑھا دیا۔

حقیقت سرکوں سے گزرے۔ نے کے بعد وہ جعل پر بیٹھ گیا جہاں سے
بائیکاں دو اگے پیاڑوں پر جاتی تھی۔ باہیکا دو پیارے پیش کے جھاس نے
بہانہ دھج کی کلاسٹ شروع کر دی۔ اور بیٹھنے والے
ہمارا نوجہ نظر آگئی۔ جو سرک سے جھٹ کر ایک خستی خدالت اپنی جس
کو کھوئی کا پیارا کھو جاتا۔ خدالت جن کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا۔ لسر
پہنچتے تو کوئی نہ لگتا۔ اور پھر کافی آگئے ہاں کار اس سے کام کر جوڑا۔ اور پھر
لارج کے گھرستے زندگی پہنچے اسے دوک کر دی جسے اڑا لی۔ خادت
کیون انی تھاری تھی کہ احمد نے وہ کوئی بھی بھیں سنتے۔ چنانچہ اس نے جو واک
اگر کوئی بارٹ دیاں کیا۔ جتنا ہے تو پھر کام ایسی کوئی۔ سکھل کر دیا جائے۔
اس کے لئے خادت کی اونچا کرنا ضرور ہے۔ اس کام ایسی ملٹکی نہیں
ہے۔ صرف ایک فہرستے آدمی کو بے دشمنی کر کے اور اس پیشگی
نے احمد نی جیسے اپنا غصہ پھانٹا۔ جو کام کا میٹھی پچ

کھلا اور اسے کوٹ کی سائنس بیبھیں دیکھ کر وہ تیر قدم رکھا تھا۔ پھر
کی طرف پڑ گیا۔ پیکھے تھے۔ لیکن کوئی آدمی اسے منع نہیں کر سکی۔
لیکن اسی اس نے پس سی قدم اٹھائے جن گے کہ ایک لخت ایک
خون تک مل رہا تھا اس کو کھلایا۔ لیکن جزا بھارتی سے اسے ادنی
جو رہ آئے کی طرف سے بھرتی گئی۔ دوسرا نے اسے کوچ دیتی
پیٹ کی بچک دکھاتی دی۔ اور اس نے اپنی پھرتی سے روپا پر بکھل
یا۔ اور پھر وہ غافت ناک دشی دندھے اسے ایک لخت کے چہراتے
تھیں۔ لھڑا۔ اس کی دھشت بھرتی اور دندھے اسی سے پڑا بھیں میرزا بھنوں
کی طرح چاک بیٹھن۔ ہیئت کا اخراج بخار بنا تھا۔ اس کوئی بھی تھے جو لیکر کے
ہے۔ اسی نے دوسرے اپنی پھرتی سے دیو دیکھا۔ اسے کی طرف کر
واہ۔ لیکن اسی نے اسے ہمارے کے تھے گھری جیسے کی تھے
کی جو خوشی کی آزادی دیں اور طبق کئے تو اس نے آپا پھر کا
نہیں۔ اس کی ایسا خدا نہیں۔ ایسا پھر کی اسی نے دوسرے ایک بھر کی دوسرے
بندہ کو دوڑ کر پر کھانتے ہیں پھر کھا۔ اسی کے پھر کے تھے پھر
ہیں، کا کہ پھر ہیں الہیان سے قدم اٹھا کہ اس کی طرف بڑا عابر ہے کوئی
آدمی پہنچتا نہیں۔ افسر نے ایک دلیل سانس لیتے ہوئے تھے۔ یہ افسر
گرفت سمجھ کر دی۔ لیکن دوسرے ملٹھے کو ساخت اپنی پڑا۔ ہب
بندہ، قریب اگر بھی کی سی تیرتی سے اچھا اور دوسرے لے افسر کے
ہاتھ سے یہاں پہنچتے جا چکا تھا۔ جلد تھے اپنی پھرتی سے روپا بھرت
کر اسے بر آئے کی طرف اپنالیا تھا۔ اور اس سچبے کو دوسرے

کی لفڑتے کوئی بتوں عمل ہوتا۔ درج کافل و الپھر ملائیدساں کے
سلسلے پر جاگ کر گیا۔ پسی بھرتی اور بارہت پر آواز بچالا دیا گوا۔
السرک کے لئے سب کو طبقہ تین قاتاں ملائیدساں کو فنا لی تو کوئی کر اندر آتا نہیں۔
یہکی یہ قدمہ مدنی خود پھر تین قاتاں کا حکم کیا۔ اور پھر لانسر کی
جرت ہری نکولوں نے ایک اصل لکھا۔ اس نے بادل میوس ریک
حرابی پھر یہ کو کھلا دیا۔ اُسی نے کسی دہلاتے کے کھنکی کا ادا
شناختی۔
کوئی بے کہتا۔ یکجا دھماکہ تھا۔ ایک کوکہ ارسی تھا
شناختی۔

ادھتے جو اور یہ اور ہے۔ دوسرے مجھے ایک بیوی اعتمدت
پر اصحاب اسے جیت ٹوڑا دی جوا۔ اس کے ہاتھ میں لانسر کا بیوی اور تھا۔ اس
کے ہمراں پر پہنچا کیا تھا۔ اور پندت نے دہنی کھڑے کھڑے
دہنے پر جنگ چل کر فتح شروع کر دی۔

اوہ پیچکہ ہے۔ جس کو دفاتر کو لیتا ہوں۔ بوئسٹن
کبا اور پورہ تیرشہ قدم اٹھاتا۔ فنسر کی طرف بڑھا جو ابھت کلہر
سکت کھڑا تھا۔

آپ گوئیں جسیں اور یہاں کیوں آئے جس۔ پھر اس بھادڑی دیا اور کے
ساتھ۔ بڑھے نے انتہائی سخت بچھڑی کیا۔

سیرام افسر ہے۔ جسیں بھی ایک سکھاری ہوں۔ جسیں بھال پاکیشا
ہیں تھوڑ کیسے آیا تو یہاں بچھڑے پڑھا کر دنیا کے مشیر سکھاری کوئی بڑھت
بیٹا نہ ہے ہیں۔ چنانچہ ان سے ملتے چلا آیا۔ بیکنی یہاں میرا

استقبال پڑھتے، منشی پڑھتے تھے کی۔ جس سلسلے، دیکھ کر شویدہ
کی کوڑا سی بندے اسے میرے ہاتھ سے جھوٹ یا۔ لافر نے
ڈھنے سکھنی سے بچھے ہیں جواب دیتے جوئے کہا۔
اُدھر اُپ سکاری ہیں، کسی مکھتے آپ کا حق ہے۔
ہاتھ نے اسی بارہتے زم لجوئیں کہا۔
نہاک بندھتے۔ ملیرے صحیح جواب دیتے جوئے کہا۔
اوہ اھا۔ ذاتی تھا اسے نتوڑیں نام کروں بھی جیسی ہیں۔ بھر جاں
اپ تم آجی کے کوئی دھیکا ہے۔ ۱۳۰۷ء میتھے ہیں۔ کرنی بارہت
لے کہا اور مریغی۔ اس نے ملے اور السرکو دیں مذہب اخدا۔ ۱۴۔ فرسی
لی ہو شرمنا۔ بہامہ کو اسی کوئے دیا۔ ایک رہبند ہی ہیں آئے اور پھر
لٹھھا اسے کھا کر بڑے ہیں تھے آیا۔
جھٹ۔ میرا کی نام کریں، بارہت ہے۔ بیکنی بھال قیچی کھنکی ہیں۔
جاز پھر تھرے کی کھے کوئی کریں جاہب کرم اس شہر میں بھی ہے۔
بڑھنے کے ماننے کے موڑ پر بچھڑے کہا۔
ضہبے کی بات ہے۔ اگر جب تھا جو تو کوئی خیر ناہمکن ہیں۔
فنسٹے کہا۔ اس نے بھر جاں دیا۔ بیکنی اس کو کوئی جس پڑھتے، بھر جیتے۔
ادھر پندت کے سماں اور کوئی نہ سمجھتا۔ آدمی موجو نہ تھا۔
ہیں۔ اچا اب یہ بتا د کہ تھا بہا بہا آئے کا اصل عقیدہ کیا ہے۔
بڑھنے کی بات کیسے ہیں جو۔ تھا اعلق واقعی نہاک بندھے ہے۔
اسی حکم کو تھے پسچاہیے۔ بیکنی تھا اس کو کھا دیا۔ بھر جیتے۔
بات قلعہ خدا بے۔ سکھاریوں کو تو جس آنکھیں بند کر کے بھی بھاہیں تھا۔

ہوں۔ اور پرچم کا نیکی کی جو ایسا کوئی دیتا ہے جو اسی تھیں مکمل اور نیکی
کو اٹھ دے اور کوئی دستے پر نکالتے ہیں۔ جو شکاری کی نظر سے کچھ خلاف
ہے اس لئے پرچم کی ہے کہ اصل بات تباہ کر آئندہ بیان کی
چکری آئے ہو۔ تو کوئی دائرت نے کہا اور فکر کیل دائرت کی
نظامت پر عیران ہو گیا ہے واقعی ہے جو جانبدیدہ شخص تھا۔

چیزیں سیدھی بات کو سمجھتے ہیں۔ میں حالی آپ سے کہہتا ہوں کہ
چاہتا ہوں۔ میر اعلیٰ مقام پر آگ یونیٹ سے ہے۔ مادھیہ فوجی نمائی
ہنسیں ہوں۔ لئے آپ حکومت نا اگ مینڈ کا فائدہ کھرچتے آپ نے
لپٹے ایک خصوصی میں نا اگ یونیٹ کے روپے جھلک ایس فوجیں زور دیتے
شہر فراہم کرنے کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حکومت نا اگ یونیٹ پر ایسی ہے
کہ آپ اسی مادے کی لفڑی کی دکھی۔ اس کے پڑے میں آپ ہو
جاؤ۔ فوجیوں یا یونیٹ کی ہیں اس کے وہ حکومت کو منظور ہو گا۔

دنترنے سیدھی بات کی۔ اس نے سچا کہبیتے بات کی جائے پہنچانا
ہے کہنگی مادرت خود میں پھرے پر تباہ ہو جائے۔ اور اگر کوئی ثابت نہ پہنچ
وہ سراقدم توہر طوال اٹھانا ہی ہے۔

ذمیں نے کسی خصوصی میں ایسی کمی مادے کا ذکر کیا ہے اور نیں
ایسے ادھے کو جاتا ہوں پختہ یہی کوئی مادہ کو باکھی خلاصہ پہنچ دیتے ہیں۔
کرہ اپنے اپنے مرضی میں کہا۔

اب اپ خلفیاں کر رہے ہیں جس بات اس نے اخیر سر ہو چی
کی ہے۔ مادہ اپ کے کمی کا کہنی ہے۔ اور پھر جو ہے اور پھر یہ کمی کو
نماک بیندھی سکتی۔ اگر آپ کو اس کی صرف نشانہ ہیں تو آپ میں میں

کہنے ہے تو آپ ایسا کہنے سے کہوں گے اور اسے ہیں۔ دائرت نے
ہواب دیا۔

تھام اتفاق دہل کی کمی سیکھ لیجھی ہے۔ اچھا ادا دا
تمہارہ تھام۔ جسم اور دیو الدین ایسا بیٹا رہا ہے۔ کہیں دائرت
نے مکلتے ہے کہ۔

ایسا یہ کہوں۔ دائرت منہ بنتے جوئے ہو اب دیا۔
تو میر دائرت آپ جانے کو میاں سے تحریر نے جائیں اگر نجی
سویں ہی تو گا توں نہیں جاؤں گا۔ جو اب ان کو کھوں ہیں توں پوچھتے
آپ ہر جی مادرت سے کھوٹ نہ کی دیا۔ میں سے مخفیت کر دیں۔
کریں مادرت نے کہا۔

سوچنے لیں۔ آپ کا اسی میں خاصہ ہی فائدہ ہے۔ حکومت کو بھول
لیکن نہ کو کھاش کریں لے کی۔ دائرت نے صوفی سے انتہے
ہوئے کہا۔

بڑی خوشی سے کہے۔ یہ کہ اخراج ہے۔ بھر جال میں اس
ملکے میں خوٹ نہیں ہے۔ اچھا ادا رہا۔ یعنی اخراج دیو اور۔ کہیں دائرت
نے ایک بیکھرے اسی میں سے بیکھریں۔ کھال کر غائب یا اور افسوس کی طرف
بھڑکتے ہوئے کہا۔

چکرے بیجے آپ کی خوشی۔ دائرت غالی یہ دائرت کو
لپھا کی سے جیوب میں ڈالتے ہوئے کہا اور دوڑتے کی دل دنگا۔
نگران کیتائی۔ کہیں مادرت نے اس کے درد دانے کی
دفن مفری ہی کیا۔ کوئی میری کافیں دلاب پسیتی تھی میں اسی جواہ۔

پکتائی و نسرا حاب کو گئیں بکس بچھتا تو اور نسرا حاب
بیز دیدہ اسی کامنی سی واقع ہے کی کاشش نہیں ہے گا۔ دن بیرون سے
اپ کا خلا فریز کریں گے۔ کوئی بارٹ لے جو مویچے ہیں کہاں اور
فسر کوئی جاپ دیتے بغیر دن اس سے باہر نکل آؤ پکتائی بندہ اس کے
ساققا۔ وہ اسے پھاٹک پھوڑ جو کہ اس پس چلا کیا اور لارس تر قزم مبتدا
پی کوکی طرف چھوڑ گئی۔ اس نے اس درد ان کوں مار بڑھ کر اگھٹے
کی بدھی پھانگ کر کی تھی۔ اسے زیادہ خلو اس پتے کی طرف ہے تھا۔
اس نے اس نے پی فیصلہ کی تھا کہ دنات کو سعادت خالی کی گاؤڑی
لے کر اے گا۔ اور پھر سامنے سری رجھو جو بالغ سے اسی بھتی اور
حربی بھرپوری کو جلاں کرے گا اور اس کے بعد کوئی بارٹ کو بچھوٹ
کر دینے والی نہیں کا بہم پیچکے کو اسال سے بے ہوش کیا جا سکتا ہے
جن پر وہ بڑائے طعنی ادازیں کار چلتا ہوا اپنے۔ ہو گئی کی طرف
پھوڑتا۔

عصفِ اون بیچ جو اپنی تھوڑی دستی میں ہمدرت خدا بخی اس
کام سرچکے اس ناکیں اور پیس اور دہ کو سختہ آہے گئکشے اسی جوت
یں کوڑا خدا۔ یہ اس کی محضیں دوز دش تھی۔ بے دہم حال ہیں بعد اذکرنا
قہارہ بیض اوقات تھا ایک ایک لفڑی کا کسی حدودت جیں کہا رہتا
تھا۔ یہ کچن آج بھی اُسے ورنہ کرتے گو جگئیں گے اور اسکرر وہی وہی
پھلیب اشاری کو سک سی سلائی دی۔ میں مگر بہانہ بھی کوئی نہیں
ہمدرت سے حستگاہ سے رہا۔

اسے دیکھا جیتا ہے کوئی نہ کوئی دالی آجی ہے۔ جو تباہتے تو تھے
ہو گے۔ پیدائش پر اسٹھنے والے اخواجات سے آخواری پیچی جوں بڑھ
گئی۔ مولو خٹے ملے ہی لئے کھوئے ہوئے نہ سے کہا۔
پیکے دالی آپ کو جیسا کہ ہے۔ باپنی خالی سے یہاں کی
جلدی کوئی آغاز نہیں ہی۔

۔ خیر مہلک خیر مہلک ۔ ہجامتے منیں گئی کفر اور بڑی راس
بھکانی کے دردیں پوچھا سرخوں خوبی ہے ۔ تبدیل سے منیں سکری
کی کوہاں پیچھا ہیں کونی آئے تو ہمیں اس طبقت جسی دنہ مردی گئی آئے
ہمے نگرانی ہے وہ ہی تو ہونٹ ہے ۔ ہمراں نے ہاتھ لگائی۔
دھکے سمل جا ہی گئی۔ سیدنا اب بُلْڈاً ہے اصل نے کی ہدف
بچھا جانا ہتا۔ وہ ہمارے کے پیاروں کو کوں رہا۔ ملکہ ہمارے دھکے سکی
پیار کی ہیں اور پیار ہیں کسی ہمارے کوایہ ہے جو کہ اصل نے دھکے کے یہاں
آئے کہ اور کوئی حمالی پیشان ہوتا ہے ۔

اُسی نے ہمراں کے کافوں ہی کی بند کی تھیں جس کی آواز
سنائی۔ ہی۔ یہ آواز سختی میں ملکہ بھی کی کی تھی زیری سے اچلن کیسے عالمکار
ہو گیا ہو۔ یہ آواز سختاً تھا اور دیگر نہ تھا۔ ہم سے نکلے کرنی، بارٹ
کا صرف کافوں والا بند پکتان اس کے سامنے کھلا جاتا۔ بند کے ہم سے
بیوں نہوں کے شکانت میں اور کرسی کوئی سے خون ہیوں سے نہ تھا۔

بند نے ہمراں کو دیکھتے ہیں یہ کب اپر مخصوص اعلیٰ ہیچ جس ہمہ شرمن
کر دی۔ لیکن ہمراں تو بند کی بولی سمجھتا ہے۔

”اے سے ۔ ہمراں کے لئے گئے پکتان سب۔ یہ نہوں کے
نشانت کرنی۔ بند کو بیڑت ہیں ۔ ۔ ہمراں نے ہیرت بھر لے جیے
ہیں کہا۔

اوہ ہاب جس بند سے ایک باہر جو جس کی آوازیں نکالتا شروع
کر دیں۔ ساختہ ہی وہ ہمراں کو باہر جانے کا اختیار ہی کر رہا تھا۔
”بُلْڈا سے بات کرنے کے لئے ہم اُنہیں کی خدمات حاصل کرنی

پڑیں گے جس کوہ تباہی شایی زبان بھیں نہیں آتی ۔ ہمراں نے سر
بخت ہوئے گہا۔
”یہ کیسا بند ہے قستا۔ اور آپ اسے کہتاں کہ بے ہی۔
سیدنا نے ہیرت بھرے پہلوں چکرا۔ ۱۳۵۰ دنے پر کھڑا ہیرت سے
بند کو کہا۔
”وہ ایک مشہور نگار، یہ کا بند ہے۔ ہیر اخبار ابے کرنی بارٹ کو
کوئی خادہ بخش آئی ہے۔ اُنہوں نے ہی شاید اسے یہاں جیسا کہ کہا گئی
ہیرت ہے کہ آخوند خلیت کا کیے علم ہو گی۔ ۔ ہمراں نے بند سے
ہمے کہا۔

بعد سمل اشادوں کے ماتحت ساتھ جو جس کے ہدایات
اچا اچھا جنم ہو رہا ہے پکڑے قبیل دل و رہا گی بھی ہمیں بند
یہی تھیں کہ سمجھ کر چڑھ کر کے بچپنے میں بند کوئی کے افسوس فداں بھے
پہلوں کی بھلکی ہوئی مرتکب پہلوں پھیلی گئی کہاں کہاں بھٹکے گا وہاں جو دلا
سیدوں کی جگہ
تیری سے دو قریب تگ دو میں گھر گئی۔ ۔ ہمراں نے کہا اور پھر
تیری دی بصدہ باس را تو اس نے پیٹھ بشرط یہی کہی گئی۔

کاہر ہے سوت و نینہ، دو گھنی اور بند کی حالت مدار اس نے اخادرے
اوہ بے چینی دکھ کر دھڑکا پوری تارکی پا چا جاتا۔

”آڈا چالی پکتان سب۔ دیکھیں کی صاحبو ہے ۔ ۔ ہمراں
نے معاشرے کی طرف ڈا ڈھنے ہوئے کہا اور بند اسی کے ساتھ
ہوش نے لگا۔ چند ٹوپیں بھگڑاں بند کو کاریں جھٹکے کریں، بارٹ کی

بائیں گاہ کی طرف اٹا جادے ہاتھا۔ پسند کو اخوات سے قفر و کدر بنا لقا۔ بیک
میران کے یاں اتنی فرمت نہیں ہیں کہ وہ ان اخوات کو خدا سے کہ کو
کھنکی کا شکری کرتے ہے تو اس کا دعویٰ اسے چادر بنا لقا۔ ویسے اتنا
تو آئے معلوم ہو گیا کہ کرنی پاہر کو کوئی حادثہ ہیش آگیا ہے بتوڑی
وں پسند کر کی مبارٹ کی رہا۔ اکثر راہ میں پیچے گیا۔ اور وہاں پہنچنے ہی وہ
میلان کی صورت حال دیکھ کر جراحت دے گی۔ نر اسے کے پاس ہی مخت
کر دش پیشی ہوئی تھی ماسی پچ کی کوہی مالک سے کوئی سوچ کی وجہاں کی تھی
قیقی اسی طرح راہبادی کے صدر پر محرابی بیشترے کی دش پیشی اسی طرح
گویندوں سے اپنی پیشی نظر آئی تھی۔ میلان کی پیچے کیا کہ کوئی نکھلت
کر اور تیر پیچے ہجھ کر کہہ جما اسے کھوئے کی طرف کھینچنے کی دش
کو رکھا۔ میرزا تیرز قدم اٹا جاب کھوئے کے لئے فدا اسے
اندھی کو اس نے کھوئے کا حال اپنی پیچے تو کھاہا۔ ہلی ساروں مالوں اون
پکھاہم اخراج ہے میلان زبردست جاہ ہوئی ہے۔ جد چارخوں کے
دھنکی موجود تھے۔ کھوئے کی حالت سے صاف ناظر جو اسکا کوئی
برہن کو اخواز کیکیے۔ پکھاہنے کے لئے ہلی ساروں کو تیرزی سے
پہاڑیوں اساقے کے نکرے ہیں گی۔ اور پھر جب وہ داہیں دوٹا تو اس
کے لادہیں یا کچھ دشہ ہوئیں گی کتاب بھی۔ میران اس کتاب کو بیرت
سے پکھنے لے۔ بس نے جدھی کے کتاب بکر و سرش پر لکھ کر اسے کھو دے
میران کو دیکھ کر جرانہ ہے گیا کہ اس سی ماں ملبوہ اے۔ جی۔ سی کے گھوٹے
وہ میلان دعویٰ کی کہ جرانہ ہے گیا کہ اس سی ماں ملبوہ اے۔ جی۔ سی کے گھوٹے
ہیں لنت اخوات کی تصوریں۔ دیوار اور دن۔ بندھوں کی تصوریں اور

ساختیوں نیا کا کپک اپنے ہتھ چاہیں جسیں بھکر کے ہم ہٹے اسدا فتح
کر کے دکھاتے تھے۔
کھکھل بندھے جدھی سے کتاب کا دھوکھا جسیں جسیں دنیا کے
تھیں مکون کے ہام بیٹے تھے تھے اور بھر اس نے تھا کہ پیش کے
ہم پر اعلیٰ تکددی اندھوں نہ دستے پہنچا چل کر لے گیا۔
اوہ اپا۔ اسی جیسا کہ بندھے مخت بے۔ میران نے بندھے
کی نہانت پر جراہ ہوتے ہوئے کہا۔
کہتا ہے بندھے سڑھتے جوئے جدھی سے دھر اصلی کوہ لادہ
اوس جس اکاہمہ اور۔ ایک سائیں پیشی اور یک کوئی کی طرف اٹھا کیا
اور بھر اس نے جدھی سے مخفی پیشے اس کاپ مخفی پلکھنیں اخان
کے مائل تھے۔ اس نے اونچی سے دکا بدن کی طرف اٹھا کیا اور
بھر اس نے اپھل پھل کر جواہم ایسے اپھر علیتے چھے۔ وہ جگہ اونچے
ہے۔ اس کے بعد وہ بے حصہ تھا کہ کون ہے گی۔ اور بھر تھی سے
اخوات اسی نے زیست پر پڑھی ہوئی کہ کبھی کوئی دنون ہاتھوں سے اخليا
بیسے کی بے جوش تھیں کو اٹھا کرے جا۔ پھر ہو جو۔
گو۔۔۔ دیری کا بیٹا۔۔۔ تم دا تھی نہانت جس کپھاں گوئیں ہوئیں
کیا کوئی امک پیشے خلیف افراد کوئی پر آئے اپھل کی
سے جسے او بھر تھی کوئی کوئی کردا۔۔۔ کر کی بھر نے ان کو متعال کیا کیا سکی
اپھل کے کرنی پاہر کو کے پھٹ کیا اور اس کو اکر کے لئے کچھ بی بات
ہے اون۔۔۔ میران نے کہا۔

اپنے کہتا ہے وہ نہیں میں نہ نہ کہ سرخ ڈا جسے وہ عمران کی بات
کہ اپنے کہ رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے جدی سے عمران کی پانچ بیجی کی بات
بیویوں کے پار کی بات کھینچ لی۔ عمران اس کے سبق جل بیان، خستہ
نگر دیوبادہ کا بیچ آیا اور اس نے عمران کو کہا جائے کہ اس کا شامہ کیا۔
اور خود وہ ساختاں بیٹھ پڑیں لیں۔ کہتا ان بندہ بڑی بڑی میں جنی اور
اضراب سے اپنے چنے کے اشنازے کر رہا تھا۔ عمران نے کہا کہ اس کا
تیر کر دی۔ اور وہ کہتا ان بندہ اسے اسے خارج دیں۔ میں جان لے کر کہتے
ہیں کہ اپنے کھلے کھلے کے لئے۔

کیا تھے اپنے تھک کیا تھا۔ عمران لے وچھا وہ کہتا ان بندہ
نے جدی سے سرخ ڈا جو مخصوص انسانی سیخ میں کہ عمران کی بات کی
ہمیشہ کی۔

میں تو سیکھ موس کا سیر جانتا چاہیے۔ تم تو میرے بھائی کاں
کاٹے۔ عمران نے سکاتے ہوئے کہا۔

اوپر بیرون سے لفڑی ماستولی پہنے جا کر اسی موڑ کی پر لے آیا
جس پر قائم فیروز کے مخدت خالی نہیں اور عمران ہو گیا اگر کہ بیٹھ
کر جاؤ کر کے علاج بیٹھ کے مخدت خالی نہیں نہ جائیں گے۔ اور
وہ اپنی بیوی نے عمران کو تابک بوٹھ کے مخدت خالی کے ملدے ہوئے
کرایے اشہ کرنے کے شروع کر دیتے۔

اسی مادرت جس کوئی بیوی کو کہے جائیں گیا ہے۔ عمران نے
بچھا اور بیندھ لے کر باد پر پڑھوں اسماں میں سرخ ڈا۔

اس نے دیباںدہ عمران کو کہا۔ اسی بھٹکے کا اشਾਗہ کیا۔ اب عمران اس کے
اخوند کو اپنی طرح بچھ لگاتا ہے۔ اسی پر وہ بندہ کے اشنازے کے کار
بیٹھا آتی جاہوں میں سکی دیتے کے سامنے قیام کردا۔ اس نے اپنے اشنازے
کے کھرعن ہمچل کی اسی کرنے والے یا ان کا پیدا۔ اس بیوی جسی کیا ہے۔
میں لے کر کہا اٹھیں۔ میں کہ اس بہر تھلی ایک جندہ اس کے سامنے
ستھنکتا۔ جو شیخ میں جانے اور اشنازے میں اڑا جھرتے ہے عمران کے
ساق پہنچنے والے اس بندہ کو دیکھ دے بے قہقہ۔ عمران ہمیں جان لے کر کہتے
ہیں کہ اپنے اسے جانے کے لئے جسی کھلکھلے کے لئے۔ اس
لے کے میں کہ تانی بیٹھی۔ عمران کو دیکھ دیا جو اپنے کو کہیں فرد
آدمیا تھا اس نے عمران نے سیکھ موس کی پچھے جو ہوا کو جانکر ہی
وہ نے کافی صد کیا تھا۔

بیٹھ جو پھر سیکھا۔ جندہ کوں جو سرخ ڈا بات سے
ویسیگی کی آیا رستا نی دی پوچھو چھو کہ وہ قوت ہاں نے ناچڑ لپٹے کر کے
بیٹھا چاہا۔

عمران بدل بنا چوں۔ عمران نے سنجیدہ ہیچ جس کہا۔
بیٹھ جو کہ مشہور تھا۔ جو کہنی ہے اپنے بیٹھ کے کہہ دیں
وہ سے اٹھا کر کے نالک لٹکنے کے سعادت خالی نہیں لے جاؤ گا ایسے
وہ فریاس سعادت خالی نہیں کہی جائے پا کہ معلوم ہر کو دکر کرنی۔ اپرٹ
کے سارے ٹکریں گیا ہے۔ اور اصل صحت دال کریے۔ افسوس کیوں
کہا کیا ہے۔ عمران نے سنجیدہ ہیچ کہا۔
کہنی ہے۔ تو اس نے اپنے کا پتہ صورت کیا پہنچا تھا۔

اگر کی خیرت بھری آواز سنائی دی۔

کبھی حب کیسا تھے — میران نے چونکے ہوتے پوچھا۔
جس کے ہاتھ میں تھے تو مجھنے ہاد کے ہار کر سئے کہ کوئی ماہر
کہا اپنی ملاقات کا سامان تھا تقریباً غایب ہیں سندا۔

بھول تو یہ تم تھے جس نے انہیں کرنی ماہر تھا کہ پوچھیا۔
میران کا لہجہ بند ہوتا ہوا گیا۔

ہاس جن نے تو یہی سمجھا تھا کہ اس کے پاس کسی خڑک کا لفڑا ہو
گا۔ یکسی کسی غیر ملک کے اس طرح موث ہو لے کا تو بھے ٹیال ٹک ملخا
دیے ہوئے اپنے طور پر بہاؤن وچ کی گئی تھی کی — اس نے دیکھ
لکھ غیر علی کو اپنی جلتے دیکھا۔ یکم وہ یقین کرنی ماہر تھے سے مل کر اس
چلا گیا۔ رجن نے اس کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ ادا اس کی
یوہی صراحتہ مسٹر لانس کے نام سے ہوئی تھی ملے کی یوہی منزل کے
سوٹ نمبر کیسی جس راست پڑی ہے — جس نے آدمی مات کیسا تو
ہاؤن وچ کی گئی کی یکجہ دن کوئی شخص بھی نہ آیا تو یہ اس حال میں کہ
مرک کر کے واپس چلا آیا۔ — ٹانیکی لے جواب دیا۔

کوئی ٹھیک ہے۔ اسی لانس کے شایخاب سے گھٹھ دھکنے پڑے
یوارہات کی ہے۔ اس لے ۲۰ روپاں سائیکلی گن سے حافظاً پیٹے
وہ سحرانی بستیری کی مدد والا — کرنی ماہر تھے ان کا مقتبل وکیل
کو کوشش کی گئی وہ عن کے سچے درجے کے بعد پر دعا فیض ٹانک ہند
کے سعادت قلبی پہنچا کر خود بوجی میں آگئے ہیں۔ نہاک یہند کے
خاتم خلف کے پڑا و راست طور ہوتے تھے تاہم جو تابے کے کہ

لاکھر اور فیلیں آدھوں پڑتے سلطنت اور سودا شادیں
 ایک پادشاہ کے شخصیوں لئے بخوبیں بیٹھتے ہوتے تھے۔
 یہ مشتعلہ اپنے اہلیتی آسان رہا۔ — فیسا نے مسکراتے ہوئے کہا
 ہاں پہنچے پہلے وانہلی عین شخص نظر ادا کرنا۔ میکن جیسے پی کرنے کا
 پڑھا پڑھ کر فیضی نہیں رہا۔ ابھی سعادت خانے والے تابوت کے
 کراچائیں گے۔ اور پھر حرم سعی تابوت ہاماں کیونکہ کوپ مانڈکر جائیں گے۔
 دسر نے خوابیں ملتے ہوئے کہا۔
 جادی خوشیں کا انعام منی سعادت خانے نے کیدہ ہو گا۔ — فیسا
 نے بوجھا۔
 خدا ہر ہے۔ درد اتنی جلدی بکھش کیتے مل جاتیں۔ یہ سیکھ
 سیکھ رہی بخارا کا آج نامی بکھش دستیاب بخوبی انہوں نے تابوت
 کی بکھر کا بھی انعام کر لیا ہے۔ — دسر نے سر ملاستے ہوتے

تھیں میں وہ بھروسہ اور خلیلہ دوں جہاڑیں پانچی ایسی شستی تھیں
پچھے وہ فرست کھوس کیمیں میں ساق ساق پیٹھے بھٹکتے۔ اسی پہنچ
میں جہشی سافر تھے زیادہ تر لشکریں خالی تھیں۔ بہت اکاؤنٹی کیاں
میں خاصہ، شش تھا۔ دفتر نے سایہ تھیں، رکھے چھٹے رہائیں میں سے
یک سال کی بینا اور پھر اسے پیٹھے میں صورت ہو گئی۔ بہب کرنے والے
پہنچنے والے کھول کروں اسی میں سے یک چھٹیاں ایک دن کا کام اپنے میک اپ
چک کر لے گئی۔ اُسے ہر چھٹا ہی طریقہ جو گلی سے کھل پڑتا تھا۔ اس
لئے وہ بڑی طرح مخفیتی پر کمک اپ۔ کر کی تھی۔

اور سڑک کی تحریر میں گفتگو کر پہنچ کر اس کے کام میں
بندکیں پھنسنے لے چکے تھے اسی دی اصرار سرخی طرح چک پڑ۔ اُسی طے
اس نے کامل بارٹ کے سلوچ بند کر کریں میں اپنے اپنے پھٹکنے کیا۔
پھٹک کے عقیق سے پھٹکنے کی بندوبطہ مخفیت تھا۔

"اوہ۔ اتنی بھی بھروسی ایسی اُڑس پکتان۔" چک قریب
سے آواز سنائی دی۔ اور اسرخ کپکا پانی بند کو مٹھے کئے اُسے
پھٹکنے کی کوشش کر رہا تھا ایک بھٹک سے اٹک رہا۔
"مراد اُم پُرس آن ڈھپے لے لزرم لانس صاحب۔" فوجی
جس نے بند کو رکھا تھا۔ ساٹھ آگئی۔

"ہا۔" یک دو بند اند کے گواہیاں ہے پکتان اور سیڑھوں
کی کہانی ہے۔ دفتر نے بڑی طرح پھٹکنے کیا۔

"بُر بُریں اب اتنی بھی مخفیت مرا جی اپنی تھیں کہ تی۔ احمد صدری بات
کہ آپ دفعوں کی لفڑیں کیشل ہو گئی ہیں۔ مدت بہت کوئی جہانتے تھے، لیا

جواب دیا۔
"میں جدید ہے میں کوئی بارٹ کے خاصہ تھا جو کہ اونچی بھی ہو گی۔
ایسا تھا کہ اس بارٹ میں بھی ختم ہو جاتے۔" فیدا نے سمجھ دیا اور
پھر۔

اس پوئی میں تو قع کے غلط بڑی ملت تھی کیونکہ اس پر ہے وہ
بہت تو بہرہ دو سکھا تھا۔ اور اتنا ذیادہ رنجی بھی نہیں تھے کہ اس کے
مر جانے کا خطرہ ہے۔ سدارت خالی میں اس کی بنتی دیگر کو دی جیسی ہو
گی۔ میں اس سے مر جاتے ہوئے بواب دیا۔

اب پھر اس پہنچ کر فیلیا کو اپنی جاپ دی۔ ایک تباہت اندرے
لگایا۔ اور ادا نئی نئی ہو جو سب مسافر ہوتا کہ دیکھ کر بڑی طرح جا کا
پڑے۔ جبکہ دسر کے پہنچ پر مکالمہ کرنے لگے۔

اوہ پھر جنگلوں پہنچتا ہوتا کہ کھول کر جیکے کر جیتا۔ زیادہ تفصیل
چکیاں اس نے ملکی تھیں کہ بہرہ والے میں لاش مور دھمی اس ادالت
لے جاتے تھے کسی اسلحے کی بھی ناخواہی۔ اسی تھی۔ بہرہ والے بھرپولی
سدارت خالی کو بھی تھا۔ اس نے بھی چکیاں کے بعد اوت کو بہرہ کی
مارت اسماں کر دیا۔ اور پھر مسافروں کو کم جہاڑی طرف سماں کی طلاق
دی گئی۔ اور دفتر اور اُن اُنکو جہاڑی طرف جلتے والے ملتے کی
درت بڑھ گئے۔ چکیاں، جیلوں کے مراحل تھے وہ پہنچ ری گرد کی
تھے اسی تھے وہ اطمینان سے پھٹک جاتے اس میں کی طرف بڑھ گئے ہی
مسافروں کو سکر جہاڑک پہنچاتی تھی۔ اور پھر جب سب مسافروں میں
سوار ہو گئے تو وہیں جہاڑی طرف بڑھ گئی۔

گی ہے۔ اس نے اپنے بڑے کرم پرچھ تشریف دیتی۔ فوج ان جس
لے رضاهم رنس بیٹا نشاڑے نخندے بھیجی کہا۔ اس کے چھرے
پر چھیں جوہر اور حص اصیل ملک راجھا ہیتے وہ کوئی نصوص سامنے چھوڑ جو۔
یکینی لانسر نے اس کی آنکھوں میں اسی پاک و نیکی کی اس نے دانت
چھوڑ دی۔

یکینی کیوں کی مطلب۔ دانسر نے اس بارہ دن سے نیچے
بیٹھی کہا۔ اب اتنی سی بات تھی وہ سچو گیا تھا کہ اس کا ماں نشاڑی جو بچھا ہے
یکینی کا پرہرے ہوا تھا اسی سے دستیں کیس کر سکتا تھا۔

کامبٹ جن داشت کی بھائی دنیا کے لشکر شکاری کوئی بارہت کو
لے ہو شکر کے مال میں کھانا گیا تھا اور اپنے انہیں فرقہ دلی ہو پیدا افراز کے

اسی نے چھاتیں سیکھیں گاڑ کے تین سچے افراد اعلیٰ ہوتے تو
اہوں نے دانسر اور دنیا کے گودیوں اور دان کے۔
”چھیں پیچے سے حتم آپ کے دھونیں جس ہجڑا یاں ہوتا ہیں گے،
لیکے گاہ میں انتہائی کرفت پیچے ہیں کہا۔
”دے اے ایسی کوئی بات نہیں۔ دانسر نے سورنا آئیں ہیں۔
پہن نے عکالتے ہو گئے کہا۔
”میں ہمیں خاصمے ان کی فوجی اگفاری کا کھرو ہا ہے۔ اور انہوں
نے کوئی خرچ کرنے کی کوشش کی تو ہم ہمیں ایسا ہی کرنا ہو گا۔
اسی گاہ میں کرفت اور مسو ہجھیں ہو گئیں کہا۔
”چھیں۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ میں منہت خانہ کے فیصلے
تبدیلے اعلیٰ حکام کو دیکھوں گا۔ چھوپنیا ہے بنائی کی صیحت گے آن
مرکب دت۔

جیانتے ہی پہلے اور کو افسر اور جنپی کو ایک جبکہ میں سارے کیا گیا پس
سوسن کا بندہ دوسرا جوں پڑے گئے۔ ایک افسر والی دیوار میں وہ سمع
افواہ اس کے ساتھ بیٹا گئے تھے۔ جب کو ایک سے جبکہ کی شایدی تھے
بیٹ سنبھال لیتی۔ اصرعی تیرنے سے ٹریٹ کی طرف بدلنے لگی تھی۔
اپنے دوچھوں کا غلامی ہوتی ہے۔ اچانک میرنے پاں ہیٹھ
سچ آدمی سے چاہب ہو کر کہا۔

”میں ہوشیں ہو۔“ گھاٹ نے کہتے ہیے میں کہہ۔ گھر میں
خود پڑنا ہوا ہے۔ اکثر جیپ کے بنے جائیں۔ امیر انتہائی برق نہیں
ہے اس کا بادا پکڑ کر اسے نہ سے جیپ کے پکڑ کر کھڑکی طرف
چھال دیتا۔ اور میں اسی میٹے فیلیتے دیتے گا۔ تو میر کا
درستہ ہے، اس نے تیرنی سے بچا لی۔ میر کا کہا ہے کہ اکثر
کہانیوں میں تیرنے سے بچا لیا جاتا ہے جو اجیپ کے فرقہ پونڈ کے
لیے گز ادا کرنے والے ان بیویوں سے کہہ کر ایک لخت جب کوہنڈی قاتم سے
بیک گھٹی ہی تھے کہ افسر بیٹا آتی جو اس سے مکریں۔ اور میاں پور
جیپ بول کر اپنے کو وہی دیکھنے کا شوق کر رہا تھا جبکہ جو جاں بھی کر
سینڈ کے نہ دانے سے سباہ گئی۔ اور افسر نے سیرت پر جو خوف نظرے
جیپ کا کھلاؤں سنبھال لی۔ اور فیلا ہے میر سے گھوڑے کئے گئے
تھے پوری وقت سے اچھل کر رہی تھی اسی کی بھٹکی پر ملکی اور گھوڑے میشتل
کی کوک دھا جاتی کی ایک بھی خوبیں جزب کا کوئی لامید پہنچی تھا۔ اس کی
کیفیت پر سماں ہو گیا تھا جس سے خون ان افسروں کے ساقوں میں دال دادہ
لگتے گئے۔

مشنے جب کا کھلاؤں سنبھلتے ہی ایک جگہ سے جبکہ کو آگے
بڑھا۔ اور وہ سکھ لے وہ اکٹے انتہائی مقام سے۔ میاں جاٹوں کی سایہ
تین آٹھ جیٹ کی طرف لے جاتا گی۔ فیکارے اب کہہ کاروں اور سجنال
کر کچھ ہفتہ بیٹ نشست سنبھال لیتی تھی۔
جب کو اس نے اپنے اپنے اور پیر متوافق طور پر جا چکا کیا جیسا کہ اسی میں
بھی جو اٹھ کا اپنی طرح سمجھی جسے جبکہ آٹھ جیٹ کی جگہ
بنھلے۔ یہکہ افسر نے جیپ دو کئے کہ اکٹوں کے بیڑے جو حالتے بڑھتے
لے گی۔ وہ سبے لے یاک نہ دیتا، جو کسے جبارتی اور بڑا
جیپ کا چھکے پا جاتے بھروسی دلخواستے مکاری اصل ہے جس کو توڑتی
ہوئی اور سری طرف نکل گئی۔ آٹھ جیٹ سالوں سے جانے والے
کٹے استھان ہو چکا۔ اسی شے اس کی سرخی ایک پورے، شکریہ رہے
سے بہر اور کرکل جاتی تھی۔ افسر نے اس قدر بھرپوری اور بہادرت سے
کام کیا تھا کہ جب بھاگ کر بہر کھوئا اس وقت تھا کہ اسی
یاک کا لبی جی کی طرف سے نہ چلاتی جا سکی۔ یہکہ افسر جانہ تھا کہ اسی وقت
سیکھیں کا گاؤں کے علاوہ شہر کی پویں بیوی اس کا تھب کرے گی اسی
لئے وہ انتہائی تیرپر فادی سے جیپ دھانا ہوا آگئے بڑھا گیا۔
”وہ بھیں ہامے کا نقاب میں آہی ہیں۔“ اچانک پیچھے جمعی
ہوئی پڑیا تھے۔

”اں جیں دیکھ رہا ہوں۔ تم تارہ جو۔ جس پاچک کی جگہ اسے بدک
وہی۔“ افسر نے کہا۔ اور پیر متوافق ہے ہی ایک ساٹھ آگا۔ افسر
کے انتہائی بھرتی سے جیپ کو مل کاٹ کر ایک ساٹھ پہنچا دکا اندہ دوسرا سے

گردید و بین کارهایی که در اینجا انجام می‌شوند،
که از آنها خود را نمی‌توان بازداشت کرد.
لیکن اینها همانند این دستوراتی هستند که
با اینکه از آنها بخوبی مطلع شویم،
آنها را نمی‌توان بازداشت کرد.
لیکن اینها همانند این دستوراتی هستند که
با اینکه از آنها بخوبی مطلع شویم،
آنها را نمی‌توان بازداشت کرد.
لیکن اینها همانند این دستوراتی هستند که
با اینکه از آنها بخوبی مطلع شویم،
آنها را نمی‌توان بازداشت کرد.

وَلِكُلِّ مُشَفِّعٍ لِمُؤْمِنٍ وَلِكُلِّ مُكْرِرٍ لِمُكْرِرٍ ۝

لیا پہنچنی شد سے خیری ہوئی جسے نرناہی کی گاہی اس کی سمجھوں ہوئی
بھتی تھی۔ وہ اب فیض کو دیکھ رہا تھا اور پھر اسے قدم سے فدا کا اپس
آئی جعلہ کھلتی دی۔ وہ شاید اسی طرح بھتی ہوئی کافی تھے جا کر جڑی
تھی۔

فیض۔ اب تم جا کر بھاس اور یہ اپنے جملہ۔۔۔ فیض کے
وقب آتے پہلے سرتے وہ بے بھائیں کہا اور فیض اس کی آذش کو
بھاگ پڑا۔ وہ خیر اپنے بھائیں کسی تھی۔
اوہ۔۔۔ تم ماخی بھاگ بھل گئے ہیں۔ میک اپنے کسی کہاں ہے۔
فیض نے سکراتے ہوئے پوچھا۔

انہوں نے اپنی کیڑا ایک کیڑا دے اتے تھا دیا اور دنہ دو
اگے جو دیگر چھپا کی گئیں دے کے ہوئے گاہے کے ڈرم میں اس نے
پہاڑوں پوچھا۔ بیک میں جلد تھا پیٹکا۔ بھاس کے بعد
والپس مڑا۔ اور فیض کے سے امدادیں بھٹکتے ہوئے بڑھ گئی۔ اب
وہ اس لحاظ سے تو ملکیتی بچا کر پیٹکی سے خوبی پکار کر اپنے
کر سکتی۔ لیکن اب وہ اسکو تھا فوی ٹوڑ کوئی مناسب دہائش
توکل کرنے کا بچوں اس کے کافیات بڑھا اور اس کے شجے کا
بوجھ گئے۔ اور جو گھولیں پر جو گھولیں کو کافیات کے پیغیر نہ پھر جائیں تھے۔
انہوں نے اسی طرح اپنے اسی طرح اسی طرح اسی طرح اسی طرح
اس نے وہ کوئی پارچہ بھٹکتے ہوئے بڑھا کر پاتا تھا۔ اس کا اپنے
وہ سرستان تو جائز ہی رہ گیا تھا اگر اس نے اقتطاع کے اتفاقوں کے
نتیجے وہ دنہ فوں فاگیں جو بھیت نے اتے۔ وہی تھیں جو میں سے ایک

گھنی مودہ کر دیکھ دی۔
“آج فیض۔۔۔ فیض۔۔۔ وہ اذش کھول کر بھتی از تھے جو تے کہ پھر
پسٹھوں پھس دے اور جوں پھٹکتے ہوئے میک کیٹھ کے بھریں خالی
ہو گئے۔ میسر نے سب سے پہنچ ایک اپنے پیٹکا پیٹکل مٹو سے جلا کر اپ
کا لفڑ سلان غیرہ اے۔ قلم اسی کی پیٹکاں میں خاصی کوہ دھی اسی سے
کئے کوئی پھٹکنے نہ ہوئی۔ اس کے نے سب سے بڑا میک اسی دفت
میک اپ کا قفار کی کوئی تھا کہ کہہ بیس مددے شہریں اپنیں
ڈھونڈتے چھپر بڑی ہوئی۔۔۔ جزا کے پڑھی یہ سبھی سات کی دو تھیں سے
اکیں لے لیا اور اپنے نے وہ بھٹکتے نہ ہوئے۔ اور اس کے بعد وہ
ایک بچتے بھاگ سے ہیں دا ملن جو سے جہاں سایہ ہیں بننے ہوئے
باقدام انکار کرے گئے۔

”وہ بھاس جملہ کر اور یہ اپ کے باہر آؤں تو قمر حلی جانا۔
میسر نے فیض سے کہا۔ اور فیض اس طبق ہوئی ہوں اسے بھٹکنے کی جیسے
وہ میسر کی دلختنی ہے جو۔۔۔

”میسر اپنے دو میں میں دا خلی ہو گئی۔ اس نے سب سے پہنچ
شپنگ میک دیں سے بیٹھی میٹھ سوٹ نکلا۔ سایا سوٹ انداز کو اس نے
تیار کیا ہیں یا جوڑا اسی اور کوئے کافی لٹاٹے پہنچ سے بیکھر تھا۔
اس کے بعد پہنچے سوٹ کی چیزوں سے اس نے سادا سانان نے جوٹ
کی چیزوں میں مخفیت کر دی۔۔۔ اور چیزوں نے اپنے میک اپ کا اخروع
کر دیا۔ تھوڑی دیر یا جب جسم سے آئنا ہوا سوٹ شپنگ یا گ
ہی اسے باقاعدہ میں سے باہر نکل کر ترک پر آیا تو وہ میکر جو اپنے اپنا

کریں۔ بارٹ سے متفق ہی جب کہ دوسری ایسے چال پر ختم ہی جس سے
وہ تھیں پیدا کر کرنا تھا۔ اس نے ہرگز چھوڑنے سے بپڑے ہی جدا ہی بخیں۔
جسکے لئے پورست پر سلطان کی چیلگ کے دو دفعے وہ کسی کی نظر میں نہ آ
سکیں۔ لیکن اس کے ابھی تین دو تباہ پتے چور ہو گئے۔ تو اس نے
جب ہم اولیٰ بھائی ہمیشہ جو اتنی آنحضرتی کی اس سے وہ ایک ہفت کا لگنا
کر سکے۔ لیکن ناخبر ہے اب معاشر بہت سببہ ہو گیا تھا۔ اس کا مشن
بھی آنحضرت کے ہی خواب ہوا تھا۔ وہ اس بارے میں صفا حمزہ و
چنعتا قلیکیں کہیں۔ المیں ان کی بگیری ہو گئی۔ خود یہ جب فیصلہ ہر
آئی تو اس نے اسے نے بس کی دیجئے۔ پھر اسی میا وہ دن فیصلے اپنے
کام کرنے کا درجہ کیا۔ اس کا سادا نام احمد کا تھا۔ فیصلے کے باہم

بھائی
بخیں

عشرہ ایک جب ہوئی سمجھی ہے سے ایک پورست پہنچا تو
کام کرنے کا درجہ کیا۔ اس کا سادا نام احمد کا تھا۔ فیصلے کے باہم

منٹ جو شیخ افان کی گھنٹی بیجی آئی فرستے کہ سو ماٹا لیا۔

”رسا آئیسر آپ کے پاس میرا صاحب ہو جاؤں گے۔
”مری طرفتے کہا گیا۔

”میں پاس۔ الپکواشی بخیں ہیں۔ انہوں نے صافوں کی
سچ بیک کی ہے۔ پہلا نام۔ سی۔ دن، زیر و نزد مفتری کے صافوں
کی۔ آئیسر خاصی خصوصت سے زادہ ہیں ہاتھی۔

”سنے۔ ان کا حکم اس طرح دنیا جاتے ہیں کہ میرا چاہے وہ
چند لکھ پیدا لائی کروں کیسیں کروں۔ اور وہی اور کل عوریان کے
حکمی تعلیم کی جائے۔ ”مری طرفت سے تکڑا داشتیں کہا۔

”یعنی۔ آئیسر لے می خالکے ہوئے کہا۔ اسے اس
کیس کی خالکے کچھ بہت آہنی میں کراچی اشیائی بخش کے ایک الپکوا کے صحیح
ایسا حکم کیوں دیا جادا ہے۔

”یقینی طبق جواب۔ آپ کے حکم کی تعلیم چوگی۔ آئیسر
دیکھو۔ دل کو قدر سے مڑڑ لیجھے ہیں کہا۔

”مری افسر اور ادا کی میں کی گھنٹی پہنچیں پہنچیں کوہہ۔ جذبات کو فرد
وال پس آتا دو۔ جلد ہی کہہ۔ اسٹ ایمیسر سی۔ اور سنو۔ یہ انتہائی
ہم بھی مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کی بحث چلتے ہی صدمتکرنے
کے پر دوڑتے ہوئے یہاں آنکتے ہیں۔ سچے۔ اس مشکوقت میانے
مفت کر۔ ”مران نے صرد ہلچلیں کہا۔

”اوہ۔ اچھا جواب ہیں کہیں کیا۔ آئیسر کے نئے شدید ملکت
والی مثال کا فیکا بت جوئی بھی۔ اس سے فوری طور پر اندر کام کا دسوار

۔ جاب اسکی پیٹ کے سمات ہلتے کا کوئی خاذم خوت ہی جیسے
ہی کاہوت بک کر لیا گیا ہے۔ سمات خانے کے آئیں ان بھائیوں
کو رکھ گئے۔ آئیسر نے جواب دیا۔

”۱۵۰۰۔ ٹیل فون ہیکچے جدی۔ جدی۔ ”مران نے
ہٹے پہ بھیں بھیں کہا اور آئیسر نے کھلکھل کر قلی قوئی سیٹ اٹا کر
مران کے سامنے نکال دیا۔

”مری کیا ہو گی۔ آئیسر نے سیرت بھرے بھیں کہا۔ یکی
مران نے انتہائی ہمیشہ سے جاگہ زرد کے نہ گھانتے۔
”ایک ٹو۔ چند لوگوں پسندہ مری طرفت سے بیک زیرہ کی
آمد انتہائی بھی۔

”تکہل ایں بول۔ ماہوں سویں اپریل سے ایک طیارہ وہ جنگ
چہنہ کی پیٹھ جا رہا ہے۔ اس میں ایک آدمی افسر اور اس کی بھوی خضر
کہ بیچوں۔ وہ حکم دیکھ کے سمات خانے کی بھوت سے بھوت
بھی پیڈ سے یہیں بک کیا گیا ہے۔ اپریٹ پہنچ آئیسر کو فرمی حکم
دیں کہ وہ افسروں اس کی بھوی کے ماتحت ساختہ کاوت کو بھی آتا دے۔
فدا۔ یہیں ماندشت لدائی میں موجود ہوں۔ ”مران نے پہ بھی بھی
ہیں کیا اور سہ کھکھو۔

”وہ آپ کس سے ہات کر دے ہے تھے جواب۔ آئیسر نے
سیرت بھرے ہلچلیں کہا۔

”توبہ نہ ہو سکیں۔ میں یو خوف عطا ہاتھیں ہیں۔ ”مران نے قہٹے
بھی طبع جوڑ کرتے ہوئے کہا اور آئیسر من جاگ کر خاموش ہو گی۔ توہر پیاچار

ہنس اور دوسری بات یہ کہ اگر کوئی مادرست نہ ہے پس پھر وہ سیکھنے کے بعد میران نے تابوت کا دھکی لھلایا۔ تو اکب خلیل کے لئے تابوت جس موجود اور اٹکی تھی ورنکہ کچھ کا ہے کہ فیں مادرست کھل دیتی گوئی مدرسے ہی سے پہنچان یہاں کی نعماد پرچم بخشنامی دیتی وہ پہنچ رکھتا ہے پرچم کی گئی ہے۔

ادم ۔ اور کمال مادرست چیزیں ان پر میک اپ کر دیا گی ہے۔ میران نے تیز پیچھے میں کہا۔ اسپر اس نے ان کے پیشے پر جو دکھنے والا تھا کہ اس کے پیشے سے جب اسناز جس بیٹکاں کی تھیں قبیلہ اندھہ وہ اسناز کے آگئیں سندھر کو قبیلہ سے جس جس سے کھنے والی خلقت تھیں ایک تھیں۔ مجھ کر، ہی کجی تھیں اوس اس علی کو کوئی مادرست کی گئیں کے پڑھے کے میں پناہ مدد آپریتی کر کے اس مدارس کی تعلیم کے مادہ غذائیں کر دیا گیا تھا۔ یہ تکلیف اور سندھر سب کچھ فرمدا ہے۔

پھر وہ تمام کی گئی تھا۔ جس پر ایسا میک اپ کیا گی اس کا معرفت اس کی شکل جمل جسی تھی بلکہ وہ بالظاہر و درودی اس سب سے بھتے بڑے مادرست اسناز ہی سلا کام کیا گی تھا۔ ان بیکوں سے بہر جالہ و خاہر جالہ کر کر مادرست نہ ہے ہیں۔ پہنچاں پس پس پیاری طرح اسی جگہ کر رہا تھا اور وہ فخر کے مدرسے والی بھی جو رہے ہے اسی جیب و حربی لباس پا ستر کو دیکھ رہے تھے۔

میران نہیں کیتا۔ کوئی نہ ہے۔ — میران نے کہا تو نہ ہے کہنا پڑتا تھا۔

اٹلیا اور پوری تھی سے احکامات جادی کرنے غور کر دیئے چند گھون بدمانی نے سجدہ کر دیا۔ تابوت تابوت کے احکامات سے دینے کے چیز اور مدرسہ اور ان کی تیم کی کھلیں ہی کھل کر دی گئی ہیں۔ تیر کیکا کر دیے۔

آپر لے گرداب پاش بیٹے جس کہا۔

چبار کو اس وقت تکب مدد کر جب تک جب تک جہالت یا جان ڈالیں جس نہیں پڑھنے ہے۔ — میران نے کہا اور اسی پر اس نے اسی احکامات دیغیرہ روح کر دیئے جب کہ میران نے میں فان کا کہا۔ سید رام اٹلیا اور ایک بارہہ بیک زین و حسے بھر داں کے۔

ایکٹھے ۔ ۔ ۔ چند گھون بدمانی طرف سے آواز سنائی دی۔

میران بول ڈال گھون۔ میرزا کو ایسے پڑھتے ہے پڑھتی دیکھی سمیت یہ جگہ دیں۔ میں دہلی کو جمع ڈالوں۔ ایک تابوت دو ہیاں سے لے کر قبیلہ سیٹھیں بستاں بخچوں گے۔ ہاں ڈاٹکر کہہ دینا کہ تابوت دیں کہنی پا رہتے تو فوری طور پر جیک کوے اور ان کی سخت اور حفاظت کا پیمانہ مسکے۔ جتنی بھیں بکرا تھیں کام بسحال ہوں گا۔ — میران نے کہا۔ اور میرزا کے سے پفرے سید رکد کے دیا۔ مدد اصل باری پر رشت آپر کے سامنے دکھنے کی بات سنگنا پڑتا تھا۔

اوپر لگاتا باجع منٹ پسپنی تابوت جہانت سے آمد کرنا پس لے لیا۔ میران نے اس کی سیل کھونے کے لئے کپڑا۔ ۵۵۔ مدد اصل چیک کرنا چاہتا تھا کہ کیا ما قمی اسیں کرتی مادرست کو ہیں۔ اسچا جادہ ہے

پس سر جا کر فرمائش ہو گی۔

اویس کے صفت پر بیان مکمل اور پروٹھیں داشت ہیں مان نہ ہے۔
ادھر آجاؤ۔ — میران نے انہیں دیکھنے سے آہا لگائی۔ اور وہ
وہ فرشتیں بناں پڑھ گئے۔

کیہ کر پسے میران صاحب۔ — صفتے قریب آکر چاہا۔
ناہر پر جب جیک رہی کہ کسی بات کی تفصیل کا علم نہ قراۃ ان کا اس
لئے کیا بتا دا۔

یہ بودت پر شیل جھٹال پہنچا دو احتیاطا سے۔ اس میں ایک زندہ
آہن سے جسی ہیز۔ — میران نے خداوند قریب سنبھالہے پھر کیا
پتے ہے۔ — میران کی سنجیدگی کو دیکھ کر وہ دو فانی بھی
ہو گئے۔ ادھر آفیسر کے لئے پر پورا دل نے تباہت باہر ہو گی۔ پھر
دیگر نکھر پہنچا وہا۔

آڈا ہیچی پکتان۔ اب انسرادہ اس کی بیکم سے ملیں۔ — میران
لے بندے سے کہا اور بندے نے سر علاوہ دیا۔

مر انہیں کوئی آنکھ بے باہمہ سے صرف نہیں آہر دینا ہے۔
آفیسر کے کہا۔

قیائل بکارہ گلداری کی مزدودت وہ نہیں۔ ہم سکتا ہے وہ کسی
امداد پر ہیں ہم پہنچے ہیں اور بندے پہنچا دیں جائیں گے بعضیں آپ
رسیکوں فی کام نہ نہ کرنے لگیں وہیں جو انہیں لے کر پہنچا اور جو رہائیں
گے۔ ادھر روپیں سے آپ انہیں صفتے کر کے ہم لوگوں ہاتھی
کام ہم بنھالیں گے۔ — میران نے کہا اور آفیسر نے سر علاوہ دیا۔

چوکھتا بستے براہمادست نے افسر کا تحقیق کا واقعی ہو ہر پڑھاتے دیکھ رہا تھا۔
ادھر اسی اس دادرات کا اصل مقصودی سلسلہ نہ تھا۔ اس نے میران
لے چکی جو طبقہ تکارکہ والتر کا تعلق کر کے گا۔ ادھر اسی کی گلزاری
کے مفعوم کرنے کا کوئی کوئی ہے اور اس سادھی دادرات کا اصل مقصود
لکھ چکے ہے۔

کہا اپنیں ایک کر دی جی کی امدادخواہی ہے جو بعد میران اور پکتان نے بند
ہباز کی وجہ لئے۔ میران جاسنا تھا کہ بند رائیں مظہریں جس کی وجہ سے
والٹر کو فدا سمجھ گئے گا۔ بندے تو کسی بھی سماں اپنے ہر جسیں لڑائی
اس نے خوبی خوبی کرنے والے بھائیوں کو بھیجاں یہ تھا۔ اس نے وہ پکتال کو
ساقیتے کر جا رہا تھا۔ ادھر اسی وجہ پر کمکتی نہ میران کو بھائیوں کو
اس کے بعد سمجھنے کا ڈنیا بھائیوں میں پائیا۔ ادھر میران اس کی جو یہی
کاران کے بند دست اچھیوں کے باہم بند پیچے آئیں۔ جب وہ
وہ فتنہ سمجھ کی تھا اس کے ہمراہ جیپ میں جو گئے تو میران اپنے بیٹے
حکم کی کاریں جو کہ بندے کی وہ اُنہیں پیش کی وہ وہ اصل مانسپر کے اپنے بیٹے
سے باہم نظر سے پیش کی ہے اسی پیش کی وہی پیش کی میں جا پا جائیا تھا اس کی اس
کی صفت اُنہیں کی جائے۔

یکی بھی ہی وہ اپنے بیٹے کے وہ اُنہیں جو بھائی اس نے دیا کہ ملتے
ہیں انفری محسوس کی اور اسی ایک بند دار و داروں کے لیے دعویے آغاز ہوتی
ہی۔ — میران بیک کو دا اپس دا دے کی طرف پڑھا۔ تب اسے یہ
پہنچ پڑھیک کہ جو بھی محنت آڑت گیت کو تو دیتا ہو باہر نہیں گی ہے۔

مع من بکش سکتا تھا کیونچہ جعل اسی پر بخواہی فران نے کی اس حدیث
چاکر ساخت خانہ کے ازاد ارادہ گئی تو اس تباہت کو اپنے پڑھنے
درود لائے تھے تب کیون پر تباہت ایک پہاڑ جوٹت اور کی کے نام سے پاسکلای
لیا تھا۔ اور بتا بہر پہ بکس کرنے والے کا نام میرزا نام بھی لکھوا یا
لیجیا ہوا۔ اس طرح اب تباہت کو بھی محدث خانہ کے ساتھ فکر کرد
کی جاسکتا تھا۔ بہر حال اب وہ سید حافظ شیخ جلال خان کا تھا کہ
مولانا چاکر کوئی رای بھی سے اصل صورت میں حل ملتمی کے

فران نے ایک بڑی سانس دیا۔ اس نے اپنی ہیں افسر کے مختصر کا مختصر
کیا تھا اور اب بھی جس جل گیا تھا۔ افسر کا ادا نہ قوت استاد بیگم کو کہ
اس نے ادا نہ کیا تھا اور افسر کو تباہت پیش کی یا بکٹ سروں سے ہے۔
محدث خانہ کے ملٹھ ہونے سے ہاتھ تھامی کر لانے کا تعقیل
ناکریہ سیکھ مردی سے ہی ہے کہ سکتا ہے۔ یعنی اس سلسلے میں
بڑی تعلیم کریں ہیں جانا تھا، کہ کوئی اس سے بچے اس کا ساقی نہیں
کے ایکٹھ ہے جانا تھا۔ یعنی اب جس اندازیں افسر فرما جاؤں۔
اس سے اس کا خشن شریفیں ہیں جل گیا تھا۔ مولے سیکھ ایکٹھ
کے کوئی عام اٹھیں اس اندازیں کام فخری کر سکتا۔
خواہیں میں بھائیت اٹھائیں جی کر خالی جیب قریبی پوکیہ سے
مل کیتی ہے بیکنی افسر اس کی جویں غائب ہیں اور باوجود تھا شریک
اک پتچر مل سکتا۔

”وَمَنْ كُوَنَ فِي كُوكَنَةٍ هُنَّ جَابَ بَثَّهُ وَدِيلَهُ وَكَوْنَ“

”وَهُوَ رَثَأْتُ اَنْدَادِيْنَ بَعْدَهُنَّ حِيرَتَ اَنِّي۔“
”جہاں کی معاہدات ملٹھ جوویں وہاں ایسے ہی ہے کاپے بہر حال
لیکھتے اجاڑت۔“ میرزا نے کہا۔ اور پھر وہ کپتاں خند کو
لے اپنی لہر کی طرف پڑھ گیا۔ وہ سورج دھان کارہ افسر اس کی خلقت کی
رجستہ لکھی جاتی ہیں کامیاب ہو گیا ہے دندا آگرہ ساتھ دھان کارہ افسر
کو اس طرح لٹکنے دیتا۔ یعنی جیب بکس اصل صورت میں حل ملستہ
اچھے۔ وہ افسر کو کام اٹھی طور پر گر تھا اور ہمیں سنکر سکت تھا کہ کوئی طبعی
ستہاتھ نہیں تھا۔ میرزا نے اسی تباہت میں الامم کے سعادت خانے کے

ڈالاں کر دوں جب بھی اپنی اور جو نہیں توں بعد مل کر بیٹھنے میں قدرت خانے
کے فرست سیکھ رہی فریک کھوئیں تیر تر قدم اڑاتے فنا ناگزیرم
جسے پہنچے گئے۔ جو سلامہ والے پھٹکاٹھرا پائیں اصل مقصود پر آگئے۔

مشترکاں میں۔ میری تھوڑت کو اخراج میں ہے کہ وہاں کہاں شہر پر نکالی
کرنی ہاہڑت اپ کے لفک کا شہر ہے اور سفاذت کی تھوڑت کے تخت
پھٹکشیداں دن دہن ہائے کرنی ہاہڑت نے دیانت دیس کے
بھٹکت میں طویل ورنہ تھک شکار کی طباعت۔ اور پھر دہ سیدا سے
اں کے خصوصی تھوڑت ہیں پھر دہ سیدا کا یاک پر ختم خصوصی طویل
کرنی ہاہڑت تھک پھٹکنے ہے۔ لیکن کرنلہ اور جس جوڑ دہ ہے
ہیں دہاں موجود فڑیں اور یہ اخراج میں ہے کہ کچلہ دات کرنلہ اور جنط
اپ کے سعادت نالے کی کاریں جو کو سعادت نالے گئے ہیں جیسے
لے شیلی اون پر اپنی سے رابطہ کا دم کرنے کی کاشتھی کی ہے تھک اپ
کے سعادت نالے سے بھے ہیں تایا گئے کہ وہ کرنلہ داہڑت کو جلنے
کی انہیں۔ اس نے بھوڑا بھے اپ نے پاس آپڑا۔ اپ اپنے
کرنلہ اور جنط سے خوبی ملادیں توں انہیں پرنسیپسیاں کیوں
پھٹکاٹھے فرض سے سکھ دشی مجاہدیں۔ لامارکنڈہ بڑے
حشاش بھرے ہیں کہا۔ اس نے اپنے تھوڑت دیانت دوسرا کے
آٹھ آن پر جعل قیوں کے تخت کیا گیا تھا۔ اسے خود مل کر دیانت
دیس کی کاروستان سے ملی ایک بھائی سی خود خوار دیانت ہے۔
جس کا سعادت نالا پاٹکشیداں میں موجود فڑیں ہے۔
کرنلہ اور جنط۔ اس نے ان کا نام قوتا پے جناب کو نکل دیا۔

ٹائٹ ٹائٹ نے سعادت نالے کے کئی افراد سے غصہ طلب
داہڑت کامی۔ یعنی اسے کرنلہ اور جنط کے متعلق کہیں ہے جیسے معلوم
ہو کہ سعادت نالے کا کوئی شخص ہیں جیسے اس کے متعلق داہڑت نہ ہے۔
ٹائٹ جب بلوں ہی گیا تو اس نے یاک اور کاروڑ داہنی گرلے کی ٹھانی دہ
سیدھا ہاپنے ہوئی گیا۔ اس نے دہاں پاکر اپنے سب سے قیمتی سوت
کھال کر پہن۔ ہجھٹ پر نظر میں اندھیں چیک اپ کیا اور پھر اس نے
ہٹھی سے جھٹ کر یاک کو رکھی سعادت نالے اور گمراہ سے یاد نہیں کی
لیکن ہی گاؤں کھالی۔ وجہاں لای اس نے جھٹکی سعادت نالے استھان کرنے
کے لئے خدوہی طویل قیوں جیتی۔ گاؤں کے باہر اس نے دیانت
دیس کا پہنچ داہنی اور پھر کاروڑی چلاتا چوڑا دیانتاں دیکھ کے
فرست سیکھ دی فریک کھوئی کی ملکیتی ملکیت گاہ پہنچ گیا۔ گھٹکی دہ
اہلست ہو تھیا سوت دیسا کے جھٹکے کی وجہ سے اُنے ہاتھوں ہاتھ

یکی بھے اخوس ہے کہ آپ کی ہدایات لفاظ فرمی ہو جنی ہے کہ کوئی رہنمائی
کا کوئی قعنہ نہ مل سکتے ہے واہدہ نامک پینٹا کے مقامات خالیے
ہیں اسیں ایسی کوئی بات نہیں۔ فرشت سیکڑی فریج کھوسی
نے جواب دیا۔ یہیں تماں گلے اس کی اگھوں تی تیرنے والی پر مشتمی
اصاحبیں کے ہاتھات پیکے کرنے لگے۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران
کی اطلاع درست تھی۔

جب اس بات کی حقیقت ثابت ہو گدھے کہ کوئی رہنمائی
نہ فرمائے چاہیں گے جو بھروسہ بات اُسی آہی کے آخر اپنے ہو کی
موجود گی تے اخراج کیوں کرو ہے ہیں۔ یہیں تماں گلے جان پر پھر کھوڑ
بھیجیں کہا۔

سری ہیں لے جو کہہ ہے وہی درست ہے۔ جن آپ کی مزید
کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ فرشت سیکڑی نے اکب بھلکتے اٹھ
کر کھٹکے ہوئے ہوئے کہا۔ یہیں گلے جان کو ہو گی۔

خالیے ہیے آپ کی سرخی۔ اچھے اجانت دیکھی۔
ہمیں گلے مکراتے ہوئے کہا۔ وہ فرشت سیکڑی کے تھے
جسے اصحاب نامیں گلے کے لئے ہوئے پڑھے۔

لودیں۔ مطہری چاہنا ہوں جیں آپ کی.....
فرشت سیکڑی نے دوہری سمجھی مگر اسے بھوئے کہا۔ دیکھ اسی سے پہلے
کہ اسی کا خڑکہ کمل ہوتا ہے جو اسی کا ہاتھ بھی کی سی تیرنے سے دوکت ہے ایسا
ہوا۔ اس کی سمجھی کی سی تیرنے کا ہاتھ بھی کی سی تیرنے سے دوکت ہے ایسا
ہوا۔ اس کی سمجھی کی سی تیرنے کو کب کی طرح اپنی بھوئی اٹھی کا جو ڈیوبی
توت سے فرشت سیکڑی کی پٹختی پر پڑا۔ اس فرشت سیکڑی فرمہ کھل

کے بغیر وہ اسی کی آنکھوں پر جو اچھی کو سمجھنے پر گل اور اس کا جسم اپنے پڑھے
گی۔ مخفیہ اس اشارہ میں مدی گئی۔ اُسی ہمیزب کے نسبے پر جو شی کر
پیدا ہے۔ یہ ستر ہی تیری سے دوہانسے کی طرف پڑھا۔ اسی لئے
دوہانسے کی اندھے پر چھپی جو دھادی۔ دوہاب پشہ کے نریں ملے
وہ قدرت معلوم کرنا یا ملتا تھا۔ تکہ دوہادہ تک کے دو بھی ہی مڑا۔
بیرون یہ رہے تھیں اور ان کی سمجھی تھی اسی اتنی۔

باقی دعا کر رسمیہ ادا کیا۔

یہیں۔ یہیں گلے کے ستر سیکڑی کے بھیجیں کہا۔
ترست خالیے اسی صاحب کا فون ہے بات
کی اُس سر۔ وہ سری مرفتے کہا گی اور ٹھیک ہو گی کہ کوئی
کے اندھے ملامت نے بات کی ہے۔

یہیں۔ لکھنی کراؤ۔ یہیں گلے کہا۔

میلو سر۔ بیٹھ۔ میں اپنی جول دیا ہوں سر۔ وہ سرے
تھے ایک بگرا بھی اپنی آنکھ سنائی دی۔

یہیں کیا بات ہے مار غشی۔ یہیں گلے ہوئے ہوئے
ہیں کہا۔

سر۔ چاہا سے جو دت دیا گی ہے۔ زیرت لفسزادہ جو
گئے ہیں۔ اور سر ایک دیواری ہی بیان مقامات خالیے ہیں پر جو چھوٹے کرنا
پڑھا۔ اس کی سحری کی گئی ہے دوہا ہمیں جو گھیں ہے جو ہمیں
اس کی سر ایک پڑھے۔ مھامی بھوٹی ہے۔ — وہ سری مرفتے
کہا گی۔

لیکا کہہ بھے ہے۔ تفصیل بجا دے۔ میٹھو نے بھر کر ایسے کپا سیے
فرست سیکارا نیوی و سب کو سی کوئی بخیڑا کرو دیے وہ اپا خواں لاد پنے
ہوئی کہ سچی پتہ کہ جہاں ملگی اتنا اے اینی لگائی کا احسان ہمیں جھبا
ٹھک۔ اور اسی لفاظ سے حفاظتی خواہ بات تھی۔

مُسَتَّ — ایسی خواری ویر پتے ایجنت لافرنس کی کال آتی۔ اس
تے جد پلاک و ملائی جاون پریس جو اسی تباہت بھی آئیں گیا اور لافرنس کو اپنی
گرفتاری کیا جائے گا۔ لیکن وہ محل جانے کی میتاب ہو گیا۔ ماسیو میں
نے ایجاد پتہ چھک کر ایسا قائم حکومت ہوا کہ ایک ایڈیشن کا ایک فیکٹری فی عربان
والا بھی بخواہ اسی مسٹری کا سادا ہی کامساں ایک جگہ میں جسے جبتوں کو ادا کر
پہنچوں گیا۔ اور کرن۔ ایڈ کرن۔ ایڈ پتہ کی جو بخوبی اکٹھائی جائے گی۔
جبتوں کو ایک بڑی دیکھنی ہے کہیں ریکارڈ یا لیگی۔ لافرنس کو اگر تھاں کرنے کی
کوشش کی گئی بکھری وہ محل گیا۔ اسی نے کہتے کہ ہم بخے طور پر
کوشش کر کے پڑ کر اس کی تباہت کو کہاں بیہجایا ہے۔ اور اس کے ساتھ
ساتھ جادے بیرونیں اسی نے اعلان دی ہے کہ ایک نوجوان ہمیں
ستادت خانے ہیں کوئی مابراہر کے محتل پہنچ کر تاریخ۔ اس کی
گرفتاری کی تردید بھی ہوتی ہے جاگرنا ہے جو گئی۔ مزید پہنچ کر پرچہ پلاک
اس کا اسٹارٹ ہے وہ مل کا مستقل، ملائی ہے اور مظاہنی نہ ہے۔
دش نے تفصیل بتائے ہوئے کہا۔

لافرنس اپنے کہاں ہے۔ — ملائیگر نے ایک بیال کے سخت پوچھا۔
اس نے اپنے نہیں پہنچنے پڑے توہین بتایا۔ مسرز۔ — وہ مسری طرف سے
کہیں۔

— اور کے۔ جو نو آر بی جوں۔ — جہاں نے کہا اسے سمجھ کر
دیا۔ اب سمجھ پے پے پوچھ پڑے ہوئے فرست سیکارا نیوی سے کیجھو پڑھے
کی ہوتی باقی دری تھی۔ اس نے وہ صیہ خاد دادا کے کی طرف بڑھا۔
بھنی لکھ کر اس نے دروازہ کھولا اور باہر آیا۔

صاحب ایک مزدرومن دست اندکہ ہے ہیں ان کا کہتا ہے کہ کفرنی
وسروپ نکی جائے۔ — جیسا کہ تباہت ہے جسے ملائی ہے ملے دستیوں
تھے کہا۔ اور اس کے سروپ تجھے تھے جس کے لئے کامگی مرفت بڑھ گیا۔
چند ٹھوکوں پھسائیں کی کام تحریری ہے۔ داہیں اپنے جو عنی کی طرف بڑھی تھی
تھی۔ — اسے حملہ ہو گیا تھا کہ وہ کچھ معلوم کرنے کے لئے جہاں نے
اس کی ڈوٹی لکھائی تھی وہ خدا اس سے بھے ہی نصرت قدم مٹھا۔
صالح کر کیجا تھا بکھر کر ایک پیش بھی لے کیا تھا۔ اسی نے اب ملائی کی جاگ
وہ ضھول تھی۔ اب وہ کادا، پس گمراخ تھی پھر کو پہنچے گیک اب
پہنچا پہنچا تھا کہ کیوں کہ اسے معلوم کر کر فرست سیکارا نیوی سے پورا شہریں
اگئے ہی متعاقی ہو یہیں کے سروپ پر قیامت ہوا تھی ہے۔ اور ظاہر
ہے موجودہ صیہ اور کامبی اسی کی سخنداشت بھی ہے۔ اس نے وہ
درست طور پر ان سے کہیں پھر تھا جا ہتا تھا۔

پڑھئے۔ — فخر نے تیر زدہ جو کہا۔
 اور لیڈنہ اور نر کا سختی فروزان کا سمجھ کر بخت ہی گی۔ اور
 اس کی آنکھوں میں خوف کی پوچھائیں تیر نے لگی۔
 اسی نے جھوٹے کہا اور
 پھر کا ذمہ دیر پڑھے ہوتے ہیں فون کار سیور اس کو بڑی سے بڑھانے
 لگا۔ وہ خدا گھنے ہوتے اسرار میں جوست اور خوف بھرے انسانی اللہ
 کی خوف دیکھ رہا تھا بھی اس کے ملائے انسان کی کھانے کو کی جوست کلا
 ہ۔ — پھر قدرتی سی جدد ہبہ کے بعد وہ تو حٹک سے بان کئے
 تھے کہا میاں ہوئی۔
 پھر جناب غواب کی بیٹی۔ — فوجوں نے جھوٹے سے
 دیکھ دی تھیں اور بھائیوں کے اندھائی ہو گی۔ اس دیکھ کے باہم
 بھائیوں کو تھا کہ یہ کوئی کتاب کا قائم کردہ اور شام کو ہی جوست کا۔
 کہ
 اسی نے میں حٹک دیا ہوں۔ — اے آپ کے حق
 احمدیان گئی تھی۔ سر، تکمیل احمدیان کیا۔ بھکرنا۔
 ”مری خرفتے گھولے ہوئے پھر جس کیا۔
 اے زادا ہبہ پڑھ جاتیں۔ — فخر نے جواب دیتھے پہلے
 کوئی خوب نہ کھوئے فوجوں سے تھا۔ بھج کر صدمہ بھی کیا۔
 اسی نے اسے۔ — فوجوں نے کہا اور بھر وہ کوئی خرفتے ہبہ کر
 جائیں۔ — فوجوں نے سرکرتے ہوئے کہا۔
 موت اس کا تھی کہ مہیا ہے۔

گودا خٹک کے گھبڑے رانسرے پیشی چھڑ دی اور پھر
 نیک کو ہرا میں دو گھب کے اندر دھنی ہو گی۔ اس دیکھ کے باہم
 بھائیوں کو تھا کہ یہ کوئی کتاب کا قائم کردہ اور شام کو ہی جوست کا۔
 ”جی فریضی میں کہا تھا کہ میں دیکھ دیکھ کر فخر
 دیکھ دیکھ کر تھے کہ۔ وہ کسی دھریوں کو کہا جاب کتاب جس میں صورت
 شاکر ان دو قویں کے قہوں کی جاپ میں کہا تھا اور خایہ اس
 وقت ان دو قویں کو کھب میں دیکھ کر اسے جوست ہوئی تھی۔
 ”وہ خٹک سے خنابے گئے۔ — فخر نے صردی بھی کیا۔
 ”بھوس۔ اور۔ — اس وقت کوئہ اپنی دلائلی کا دیکھ دیکھ کر تھیں
 اور اسی کو دیکھتے ہی خلٹ چکیا۔ وہ دادا بھی کے بعد ہی
 اٹھ گیا۔ — فوجوں نے سرکرتے ہوئے کہا۔
 ”اے فوج کے کوئی کہا۔ — فوجوں سے لانسر اس سے بات کرنا

" تھا رہا تو کوئی جو کامہ مرتپ کلا اے۔ اکتوہ کے دل تھے یا نہیں ۔
نازیتے پڑھا ۔

پاکھن بالا جماد آدمی سے جناب صبرے آدمی تھا جسیں جس۔ آپھے کو
دین جناب ۔ — دسری طرف سے کہا گیا ۔

سنے ۔ — پھر فری خدی پر ایک بڑا نور اشٹا گاہ جلد ہے۔
لکھا، وہ اپنی گاہ جسیں کامم سماں نے جانے والے اندکی کہا ہے۔ ایک کام
بلاس اور کتنی دھڑی ۔ — نازیتے کہا ۔

ٹھکیتے جناب ۔ — آپ جیسا کوئی کہتے تھیں کہ اسی جو لک
پر خوشی کی ہوتی ہے میتھے جائیں۔ تقریباً اور حاضر لامگ اسکے آپ کو
پڑھی ایک بھجی ہی کہتی تھی۔ پھر سارا جگ کی عالمت سے بجا کامپہ
سرستے کے نے خالی کر دیا تھا جو کاہ ۔ اس کے پہلے پر میرزا ہوا ادا
پر خبر فرست کی گئی۔ وہ زیری و عنید ہر قدر۔ اسی کے بعد
فول کو۔ ہر کم کا جیسا مہمان۔ لکھا کہ آپ کے طلب کا غب سامان
خوب ہے۔ پھر اخاتی ہادی ہے۔ جس کا سوتے ہے جسے اندکی کوئی نہیں
اس کے ملادہ جسی چیز کی بھی خروص جو جناب آپ بھے فیض کے بھتے
ہیں ۔ — دسری طرف سے کہا گیا ۔

اے۔ کے اے سنے ۔ — صبری کی براں مل جو دلیں کامکی کوئی نہیں
ہونا چاہیے ۔ — نازیتے مل دیتی بھی ہیں کہا۔

یعنی صریحی گھومنا ہے۔ اور آپ صریحی کو ٹھٹے کر لیں۔ آپھے
بھرم کی بھنے زرد فری کھوسی کے ستر ۔ — دسری طرف سے
کہا۔

ٹھکیتے۔ خستے گھوڑا ہو۔ ٹھکیتے ۔ — نازیتے کہا اور
سی جو دلکھ کر دے دلکھ پڑا۔ کھبے ہاں ہو تو خان ہو جو دلکھ۔

سنے ۔ — آدمی کو ہر یہی ہے جو دلکھی کی جھکتی ہے دلکھ۔ تو
تہذیبی آتشیں لگھنے پر ہے جوں گے ۔ — نازیتے اس کے
زرب کے نے بھتے اجھاں گرفت بھیجیں کہا۔

سنے ۔ — آپ بے گلکھی سے ۔ — فوجان نے کہا پہنچ
کہ تکبیتی ہی کہا اور دلکھ سر پر آتی دلکھ کے چڑاہ آتے جڑاہیں۔
اصل دلکھی میں جو دلکھ کا کوئی کے اندھا ہے دلکھ۔ اتنی بھل سب کچھ
ہو جو دلکھا۔ خدا کے دلخیتے سے نئے گر جر تھم کے اٹے کا دلخو۔
وہ دلکھ کوئی جی کے یہاں بدل سے جو ہے جو شکتی اور جاہیں
گلیخیں جو جو دلخیں ۔ — دلخوب ہیں جو تھم کے بھیں، وہ کوئی نہیں
ہے جو دلخیں جوں ایک المدی۔ وہ تھوڑی ملکیت کا کامیں ہے اور دلخو۔

آپکی ہو گا اس۔ آخر ہمیں کس خرچ بھولان یا اسی اور ہر اس
تہذیب کے بھتے ہے ان دلکھوں کو کیتے جو ہم اسے ۔ فیلانے ایک
دو فرپ پیٹھے ہے تے بڑھان پیٹھیں ہو گیا۔

پر بڑھان ہونے کی خروص نہیں۔ اصل ہیں خاتم ہو ہے جو ہیں رسم
اس چاک اور یہ احمد کا خالی ہیں آقا۔ اور سبقتنا اس شدید کی
کاہستہ لاتھی۔ ہر طالب ہوتے کرتی ہے اپنے کو ہر خواتین میں ہوا کر
کے لے جانا ہے جیسے بھتے بھتے ہے پاکشی کو کہیں ہوں میں نہ اڑان
پڑے۔ — نازیتے سخت اور۔ ہے یہیں کہا۔ اسی وجہ پر دل کا پس
اٹا کو اس نے سعادت خانے کے بیڑا گئے۔ سیکھی میکر لیں ہاڑش کے

ای کی ایت چیت ہوئی۔ سعادت خانے والوں کی تجارت کی وجہ سی کا بھی
نکح مضمونی تھے مکا تھا۔ وہی صب باعثی میں کو تیرانہ ملے گئے تھے۔
پورہ دشمن نے اسے ایک اہم بات جنادی کی ایک تھانی خندہ جس کا
نام ڈیگر ہے۔ اور جو جو مونگا کے کوہ نیپور اور وہ مرج منان کا
مستقیم راستہ ہے۔ سعادت خانے کے پھرستے نکلے کے کرنی سا بادشاہ
کے سمعنے پہنچا کر کردا رہا۔ اس کے بعد
لکھ دیا۔ اسے دا تھی ایک اہم کوئی مل گیا تھا۔ اب کم از کم وہ اس کا ٹھیک
کے ذمہ دیے کرنی بادشاہ تھک کر اپنے ساتھ قاکوئی تھریقین خاکر کر جھانی
خندہ ہاٹیگر بیچنا آجھت کہا اپنے سے جانے والوں کا ہی ایجنت ہوا۔
فیض احمد بیہقی، ۴۔ جس اپ کا مام فروع کردن۔ فضلے
رسانہ، کئی طبقاً سے کپا احمد پڑھ رہا تھا جسے ایک گھنے کہاں
چڑھی۔ اس نے ذاتاً سے ایک تھوڑی ساخت کا نہ اتنا علاوہ کر لیا
ہوا کر جبب چڑھا۔ جیسا کا پاپ اور بیان تو پہلے ہی ہل کچا تھا۔
اس نے حمزہ انجیں تجہی کرنے کی صورت نہیں۔ البتہ کچھ اس سالانہ گی
اں نے اھایا۔

قہڑا ہی در بددہ گوشن کار جگرا راستے لے کر کوٹلی سے باہر چکا۔
اور پھر سیدھا ہوئی ہوٹکا کی طرف جو گیا۔ جب اس پانچوکی میانش
بنائی گئی تھیں
ہلکی ہوٹکا کے قرب ہی ایک پیک پیک لکھا تھی۔ وہ نہ کہ
ہلک پھرستی اور پیلی ہی انہی کی ارف بٹھی گیا۔ یہ ایک اس طبقت
کا اقامتی ہو گئی تھا۔ دلسرخی پر لکھ کر وہ میر مسعود نما۔ اس نے لکھی سے

بات کے بغیر ہی وہ سر اعلیٰ چھٹا دہ سری نہیں بیانی گی۔ کھو جنہوںہ کا
ہدایہ بنتا تھا۔ اس بارہ اکب بھی ساخت کا اٹھا کر جا۔ افسوس نے اس
کو ہمراہ کیا تھا۔ اس کو فی آخر موجہ، اس نے جلدی سے جب
سے اپنا تھوڑی پورہ بکار اس سے یا کبھی بھی کی تیرنگی تھی۔
جس کا انکسار باکمل صفائی کی تو اس کی طرح بندیک تھا۔ اس نے اک دلار
جسے کے سواعیں ہیں اُل کوہ تری کوئی بھی سے بیبا کوئا کلک کی جو کھانا
جو اکھی گئی۔ پہر قسم کے تھے کھونے کی پیدائشی ماشر کی تھی۔ اس
لے برشی میں پانی جبب میں ڈالی اور پھر مدادانہ کھول کر اندھا میں جو
پہنچتا ہے اسے جو ہر چیزی پھر تھے کھوئے اور تھکنے اور موکی خلاشی میں لگ کر دے جائے
سے اسے ایک کوئی بیرون میں کھانا جس سے ادا لایک کی اصل جیخت کا اندازہ
لکھتا۔ پھر اس نے کچھ تھوڑے جبب سے ایک بھی دلکشی میں کھانے
لکھا۔ فون اس نے کوئی سے بنتا اور وہ لکھن اس نے کچھ تھوڑے کھانے
ہلکی المداری کے لئے بھی سچے میں ہاتھ آجائے کو کے جکڑ دیا۔ اب اس کو کہتے
ہیں جسے ہلکی قدم اساتھ چیت دہ انسانی سے سمجھتے تھا۔ وہ فون آن کر
کے دہ بہتر لیا۔ تا اس نے مہابادہ کھا دیا۔ میاں عویش رکھ کر وہ بھوپال سے
پہنچا۔ اس سے چاپ لکھا۔ جس میں موجود ایک کوئی بھی اس کو جیلو گی جائے تو اس کا
وقت بڑھا کر اتنے تھے پر جو کام کر سکتا۔ اس نے اس کو فون کے بعد
آن کر کے اسے کار کے پاریش بروڈ کے لئے بھے بھے کرے خالی سوس کو
دے۔ اور وہ کہ جس موجود ایک سادا اٹاکر اس پڑھنے کا بھی کے
الٹھاکریں بھت کا شدہ ایک۔
چند ٹھوں بعد سے اسجدے ایسی آوازیں سنائی گئیں جیسے کوئی

درہانہ کھول دیا۔ ایسا تفاصیلی سچھی ادا ہے کہ کسی ماحاجی اب تھوڑے
کہا جا پس آتی۔ تاں دے بھی اپنی ۔ وہ بھی گواہی کو نایا لکھنے اور آپسی
اوہ پیر کے شش فون کے درجے، اٹھنے اور غیر مکلفنے کی آزادی تاں
نہیں۔ وہاں فون نامہ اور ترخیات سخاں سخاں آواریں بھی واضح تھیں۔

”بڑے۔“ نائجروں میں بھول دیا ہے۔ سطحیاں صاحب۔ میران صاحب
کہاں ہیں۔“ ایک آزادی تاں دی۔

”وہ جو ایک پندت کے گھر میں لے جائیں تو اپنی خانہ میں آئے۔“
ایک معمم سی آزادی تاں دی۔

”لیکے ہے۔“ پہلی آزادی کی کہاں کے بعد کیے رکے
بیگی۔ چند لوگوں کے جمہودیہ، اعلیٰ ایسا اور غیرہ کی آنی ہے۔
”ارکٹر۔“ چند لوگوں بعد ایک کھنڈ اور صور آزادی سے
بے اچھی اصلاحیں پھیل کر کسیدہ ہاں جیکے جیسے اسے بھل کا تاک
لگایا۔

”نائجروں میں بھول دیا ہے۔“ تاں دے طاقتیں پھیل دیں۔
الیکٹر کے ایک چیخام ہے۔ پہلی آزادی کی بھجیے صفائیاں
تھیں۔

”کیجیخام ہے۔“ میری طرف سے اسی طرح مربی بھیجیں
بچھا جائی۔

”آپنی کھوسی کیون فخر کی؟“ تاں دی جارنا ہے۔ وہ بھی رائی
لکھ کر کریں۔ آپکی ان سے مزید چیخاتے ہے کہاں۔ انہوں نے پیرے
ڈے نہیں کھائی تھی کہیں۔ ناک پینڈ کے سعادت خانے جاؤ کرنی پاہر کے

کے تحقیق صورت کر دیں۔ میاں سچھتے چلا کر کہنی پاہر کی ہادوت کے
فریبے زیر پہنچت ہو جائیں اور بھر تراں صاحب نے کوئی دوہوڑہ کاہوت ٹھامے
سے اتردیا۔ میاں ٹھامنے کو ہو یا نہ ہو کیا۔

”لیکے ہے۔“ جو میاں پہنچنے والے ہیں۔ ”مری الات سے
اسی طرح مربی بھیجیں۔“ تاں دے جواب دیا گیا۔ کہاں کے ساتھ یہی کسی مکمل دیا
گی۔ اب فخر کے چھرے پر پچک اپنی تھی۔ وہ کچھ گیا اس کا کہنی پاہر کی
کے سطح پر جا کر کیا۔ میری طرح مربیوں کو کہتے ہیں اپنی تھے۔ ایک چھوٹا
ہم۔ ”بیان ہیں۔“ آپنے سادی صورت حال داشت جو گئی تھی۔ اور یہ
نائجروں نے سعادت ملکے والے مقامی خانہ کے ہے تھے داصلی میراث
مربیوں کا کہا گئے۔ اس کا باہمی کوئی مگر ان ہے۔ اس کا باہمی کوئی
بھی دو بیچان گئی تھی۔ ”دی جو گھر اسی تھا جو بند کے ساتھ ٹیکے ہیں
تھا۔“

”نائجروں کے خلیل ہے۔“ میری طرف میں چالی ٹکڑیں بکھارنے سے شام
بخت کی آزادی تاں دے بھی تھی۔ ”لیکے ہے جو بدھی سے اسے، آن کیا اور
پور کر کے سزا دکھوں گا،“ بھر بنی آپ۔ ”وہ میرے لئے وہ خرچ نہیں ادا کھانا
وہ بارہوٹی کی طرف رکھا جا رہا تھا۔ اب وہ فری ٹھوڑے ٹھاکر کے بعد
ہاتھ کر کے اس کے ہونے طور پر مخصوص کر دیتا چاہا۔ اس کی ہونے طور پر
جنہاں پر وہ دوبارہ کہنی پاہر کیا تو اس کے ہے تھے۔ ”ہم کا انشاد
بے صد بارہ ملک رکھتا۔“ اس کی پیسہ لکھنؤں والی شخصیتیں پوری
طرح بیوہ ارجمندی تھیں۔

میراں سائیلریز، کوئی ہوئی کری پر بیٹھا اس تیرت اپنے علاحت سے جبکہ
ملنے لگتے اور اپنے جنم کا تھا۔
ویگ و کچھ جی کرنے والے بڑا جوں یا کچھ کچھ کہانیوں سے بھی
ناہوت آتی ہے۔ — موڑی مدد گھرانے سکاتے ہوئے کہا
ہو، کوئی بایوٹ نے جو کام کو کچھ کام کے لئے میکہ کو کچھ کے نہ ادا دی۔
اور پوکت این بندے سے خوشی سے رعنی کرنا شروع کر دیا۔
یقچان لے جتا ہے کہ آپ نے میرا بادوت پیارا سے اور دیا
تھا۔ دنیا میں گل بھٹے جانے والیں کامیاب ہو گئے تھے۔ جن آپ کو
بندھکرو گوں — کوئی بارٹ نہ کر کرے چاہے۔
ستھکر قریب کیتا ان حاصلہ کے ہوں جو بخاتر کسی مرح میں بکھر پڑیں
گئی۔ وہ دو کوئی کوچھ بھی دیکھی اور آپ کی جھرت کھل جوہا تھی۔ — میرا
نے صراحت تر ہٹے کہ۔
یقچان لے جتا ہے ماس بندھا اپنے اپنے بتایا تھا۔ وہ اسے
پیدا کیا اور اس کے کچھ کے مطابق اس نے آپ کو دست سے کھینچ کر
اعقب سے انہیں ہادیا ہے۔ اس نے وہیما آپ کے غلیظ ہیں پیچی گی۔
کوئی بایوٹ نے جواب دیا۔
ویسے پہنچانی جیرت، بیکھر صد میتوں کامیک ہے۔ جن نے ایک
بندھاں تو جن اتنی فلامت نہیں دیکھی۔ — میرا نے سینہہ ہوتے
ہوئے کہا اپ دیا۔
اُن — اس کی کنسی یا اسی ہے۔ یہ صد سے تباہہ ہے جسیں کھوئی تھے
کی جاتی ہے۔ جس اس کا جسم بندھوں جیسے ہے۔ وہ اس کا کام لاغشانی

کت رخ نمکی حالت دیکھنے والی تھی۔ وہ خوشی سے یوں ایجنس
رها تھا جسے کوئی فنا نہ کر سکتا۔ عمران اُسے ہمراہ کے کوشش میں مبتلا
ہیں جبکہ اپنے اہل اُسے پتہ چالا کر کوئی باہمی سمجھنے سے اچکھے ہیں۔ اور ان
کی حالت بھرپور سے بفضل ہوتی ہے۔ اپنی ایک وہ انجمن کو کہے ٹولی
وہ کہ شنبے ہوش کو یہی ایسی تھا۔ چنانچہ انہیں پہنچانے پڑتے ہیں۔ حست کوئی
راہ راست کے کہیے جس پر گلے گلے کوئی رہا۔ اور اب تھوڑی لامگی تباہان جنم کو
دیکھ کر جدیدی اس اکثر طرف تھے۔ اور بعد نے انہیں جیسے ہی دیکھ حالت
ہیں دیکھا۔ وہ پتے کہ اپنی کو ایسی کوئی لگھتے چھٹتے لیا۔ اور کرنل رہا۔ اس نے
بھی اُسے یہاں لے گئے تھے کہ اپنے شروع کروانا ہے۔ مان کی نظر سے
پتے کو لے گئے تھے کہ اپنے شروع تھے۔ اور عمران وہ توں کے دریابیں پھوسیں
انداز میں لگھ کر شروع ہو گئی۔ پہنچانے پڑتے گھومن انداز میں لگھ کر شروع کے
باہر تھا۔ جب کہ کرنل رہا۔ اس نے اگر تھیں جسیں ڈاک بائی مارے رہے تھے۔

سے مل پہنچتا ہوں پہنچے مر اخیال حاکر سان سیرے مر نے کے بعدی دن
ہو تو ہر ہر ہے۔ لیکن اب سہارت جمل کئے ہیں۔ یہیں بیکار ویں کے
سلسلے میں لیکر راز ہوتا ہوا پہنچتا ہوں۔ اور عین کھجور میں میلان صاحب پاکشنا
کی خدمت ہوں جائے گی۔ کرتی راہرث نے انتہائی سنبھالہ بھیں
کہ۔

لیکن اپنے اسے کہاں جھپٹا کرائے۔ میلان نے من
بناتے ہوئے کہا۔

کے جھپٹا کھائے۔ کرتی راہرث نوج کئے ہمئے دھچا۔
لیکن مادا کو ادا کئے۔ میلان نے پڑھے بناناہ اعلیٰ میں
کہا۔ وہا کو کوئی راہرث ہیں پھیں جاؤ کوئی میلان کو، لیکن لیکن
کی بجائے ان کے ماسٹے کوئی بھوت جھٹا جو اہ۔

ترت۔ ترت۔ جسیں کیسے معلوم ہوا۔ لیکن لگ کی
مطلب۔ کرتی راہرث اس حکاک بکھلا گیا کہ اس کے منہ سے
پسحافر قرہ ہی نہ لگی دھانقا۔

کرتی راہرث بچھے تم بچم جس بھی خاصاً دھلی۔ طلب ہے۔ اور
تماموں کو کچھ ایسی بچھتاری ہیں کہ اپنے کوتان جسدست کیا پوچھنا چاہتے
ہیں۔ میلان نے سکرنتے ہوئے کہا اور کرتی راہرث لیکن باہر
چکا چا۔

اونہ تو تم کپتاں کی دلی سمجھئے ہو۔ اونہ تم تو انتہائی خواراک حکاک
دھیں آئیں جو۔ سیری میر جھکوں ہیں اگر لگی۔ لیکن کوتان جسدکی دھلی بچھے
ہیں جسے پاہر سال کئے۔ اور جسیں اٹھایا مرت چند لمحے ہیں گو رہے ہیں۔

تے بھی بنادو سمجھو یہ بھکھے۔ کرتی راہرث نے کہا۔
اچھے کرتی اب اب کی دلی بچھے ہو گئی۔ لیکن اب اب بچھتائیے مگر
بھبھ مل رکھتے۔ ورنہ آپ کا ادا کھکھل کیا۔ اور پھر میلان نے
کے فیکے اس انشاہی آپ کو، لیکن پیش کروں سے جیسا جادا ہے۔ کیا
اپسکے پاس کسی ترقی خواہ کا تھا۔ میلان نے اسی پھر
پہ آئے ہمئے کہا۔

ہم خداوندی کی گدود۔ شادی و خداوندی کا سب سے قیمتی خدا ہو۔
کرتی راہرث نے سر بلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تھیل سے
لیکن دل کے حقیقی میلان کو تباہیا۔

اوہ تو یہ چکھے۔ تو لیکن دل کی تباہی کے نئے آپ کو اخفا
کیا جاوہ بھے۔ میلان نے ایک طویل سانی بھتے ہمئے کہا۔

ہم۔ میلان صاحب کیا آپ میر ایک کام کر کتے ہیں۔
کرتی راہرث نے پڑھے تو اصرار انشاہیں کہا۔

ایک کام۔ مزدود کوں گا۔ ایک کام ایسے ہیں کی
تیک یعنی معدودت کوں تو زیادہ بہتر ہے۔ میلان نے بڑے
جنید بھیجے ہیں کہا۔

وہ کیا۔ کرتی راہرث نے جگئے جسے ووچھے
وہ سے سر کی بھی ماٹھ۔ جس کی کام بچھتائیں آئی۔ اور آپ
جو کھیں گے جس کو گزوں گا۔ میلان نے بڑے جنید بھیجے ہیں
کہا۔ اور کرتی راہرث بے اخراج بھی پڑھے۔

بیرا۔ مطلب خیزی تھا۔ دل فورتی طور پر بہاں کے کسی نہ مدد آئی۔

کل اور شکر بچین تھا جن قسم کی جوست خیال تھی۔
ذاخت میں صرف بندیں بھی نہیں تھیں وہ اگئی پہلے جانے
اپکے اس مارے کوئی دلچسپی نہیں تاپ بیٹکے اسے ہاں کی پیدائش
والے کوئی صہ عزیز تھے تو ہوتے کہا۔
اہمیت کی وجہ سے ہے کہ میکن پاکیت کا ناقابل تحریک نہیں ویکھنا
چاہتے۔ ایک دن کی تھوڑی سی مدد اپنی پاکیت کا ناقابل تحریک نہیں
لگتی ہے۔ کرنل بارٹ فی ہونٹ کا تھے جو کے جواب میں۔
مکمل۔ شک اپنے ارادت کی وجہ سے ہاتھیں لیزیتے ہیں بھول
اپ کی ذمہ دار آدمی سے ملا چاہتے ہیں۔ شکبے بیٹائے اپ کے
ذمہ دار بچتے ہیں اسے ہیں بیٹا ہیں۔ عمران نے اکٹھائے
بھتے بچے ہیں کہا۔

ایساں اس شک میں خپور ساختہ ان سے واحد ہے جی۔ وہ
بچے سے ذاتی طور پر انکھی ہی دہ خایہ کسی بیباری کے انکار نہ ہیں۔
و صہماں سے طاقتات ہجتی تھی۔ اگر ان سے مالک ہو جاتے تو من
سمجن ہوں کرہہ اس ملا کے صحیح قدہ دان ہے کہتے ہیں۔ کرنل
بادیٹ نے کہا۔

شکبے اسے جانتے ہوں۔ براہمی کہا اور اس
پڑے جو نئے میلی فنی کا سی رہا اپنا۔ اور پیر جنم نے غریغ کو دیکھے
لگیا وہ قبراء سے بکھرے پڑے ایسیں گے۔ کرنل بارٹ کی
اکھیں بھرتے پڑی پڑی بچیں۔ انہیں خیر و بہات سمجھو دیجی تھی کہ
افرمان کی اصل طیعت کی ہے کہ وہ صردار کو یوں فون کر دیا تھا جیسے

کسے دار ہے جیں ادا فانی خبرت کے بکھر ساختہ ان اسی کے گھروں
خدمت ہوں۔
ایسے داد بیٹکا۔ پس بھوی پیدا شد وادر کی آواز سمجھ
پا بھری۔ عمران چوڑکوئی رابرٹ کے قریب ہی جھاتا اس نے دیوار
سے ابھرے والی آواز کوئی رابرٹ کے کاروں ہیں ہی کوئی پیچھے دیتی تھی۔
ایسے داد سے نہیں سمجھا ہوتے ہے کہ ایسے افسوس ہیں جیسے اس
بی مشرک کے ہے۔ عمران نے اپنے مخصوص انتہائی کہا۔
اوہ عمران تم کیا بھارت ہے نے کے فون کی۔ صردار،
نے دہ سری طرف سے عمران کی آواز بھان لی تھی۔ اس نے اس کے بھتے
ڈیزی کے ساتھ ساتھ جسی جسی جو کئی تھی۔
ڈیزی کوئی ملکی کام ہے۔ پکھان جس دیمی آسامی کے کائنے
ایسے سیورا اٹھا دیتا ہے۔ اٹھوں سے بھر گئے بھتے ہیں اور اون
بھتے کہے۔ لیکن ڈیزی کی بجائے خُ دالا ملک جو جلتے۔
یعنی خون کی کنپا پہلے تو پھر بھا اور۔ پا ق۔ میخیں گئی۔ بھر بھتے
استھاں کرنے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ سب مردوں کی گلوبتی ہے۔
مردوں کو ان جیتے کی گزر کی بھی صرفت نہیں پڑتی۔ ایسے بھی ہے
کہ کچھ بھی مکار بھر۔ اگر ان سے جھکن جوئی پاکہ دشمنوں پر بھتے
ہوئی سرثی اور دیکھنے والے کا خون ہو جاتا ہے۔ عمران کی خیال
سب صدوات جب ہیں پڑی کوئی کھا ہرے آسانی سے کہاں مکتے ہائی تھی۔
پیر اخیال ہے جیں دیسیور کو دوں۔ صردار نے بھتے کہا۔
ماختہ نہیں بناتے ہوئے کہا۔

اودہ کوئی خبریت ہے۔ یہ عمران بنادا ہاٹا کر آپ جسے تال ہیں
جیں۔ عصری طرف سے مروا و مرے نے یہ لکھے ہوتے ہو چکا۔
فُلِیٰ وَ أَقْبَلَ جِنِّیْ سَقْتَالِ جِنِّیْ جُونِ۔ مروا و مرے آپ ایک حصہ ان کے
ماں سے جیون کی طبقتے ہیں۔ فودہ براحت شد و هنر ایک و دوں۔
کوشش مادرست نے ذرا ہی اصل مودودیع پورے تکے ہو چکا۔
بَلِیْفَ وَ اَنِ۔ اودہ ہاں بچے اس کے متعلق پیدا ہوا ہم
ہے۔ یکنہ دلہنسر تو نایاب ہے۔ مروا و مرے کی خیرت بھری
اعمال ستائیں۔

”اس بیکنڈل کے سلے ہیں آپ سے انتباہی مذہبی ہات کرنی
ہے۔ آپ بلیز فرما ہمیرے ہمارے پا سے پہنچ جائیں۔ مجھے اس بیکنڈل کے
ہات سے جیں تم نہیں۔“ کہنے والوں کی بڑتی تھی۔
”لوہا بچا جیں کھو گی۔ آپ بسید ملکان کو دیں۔“ میرزا در

۔ ڈیکھ جمال ہے۔ بیک اور بیوی تھے۔ دیسے یہ بیوی پر وادا مادرہ
بیوی تو نہ لگاتا ہے۔ دادا خود پر بیوی بیکی کے ساتھ اُنہیں پل کرنے کا تو
دیسے والی بیوی پر بیکی تھے۔ اُنکی امراءتیں دیسے متنازع ہیں جیسیں ہیں۔
اسی نئے اس کی بجائے اُنہیں کہا جاتے کہیں اُنکی اور بیوی کو کہا جاتے سا
جھوڑوں جاتا ہے۔ آپ اسے بیوی پر بیکی کی بیوی بیکی بول سکتے ہیں۔
فراہمیے کیا بیوی بیوی جاتے ہیں۔ میران کی زبان اُنکی طرف تحریک ہیتھی
امکنی رہنمائی کی طرف تحریک دیتی ہی۔ دیسے اسی تحریکیں نکل کر کے کر
کرے دادا کے ساتھ ایسی بیکھوڑی کی جا سکتی ہے۔

تم کہا سس کرنے سے باز بخیں آگئے۔ سیچی ملن بول کر جس فون
کیا تھا اسیں دل اُنکی رسمیت کو دکھان گا۔ سرداڑہ فتح پر جوتے
ہے۔ کہا۔ اور تمہارے الہ کے پڑھے ہے یہی گھم گی کہ اب اگر اس نے
کوئی ضروری بات کی تو سہہ دار والی رسمیت کو دیں گے۔ اسی نئے اس
کا کہا تھا۔ بھاجہہ مکاں لختے سنبھلے ہو گا۔

آپ دین کے معاون تکمیلی کرنی والوں کو جانتے ہیں۔
میرا نے ایک لفڑی میں بھی ہوتے ہوئے کہا۔
”کتنی بارہ سالہ ہوں میری ماں سے کچھ وصی پڑھ لات
جوئی تھی، کہوں کیا ہوا اخیوں۔“ سردار نے چہ نکتے ہوئے جواب
اے۔

”او اس وقت پڑھتا ہیں جس۔ بکتے ہیں خواہ کو جلو سی انہیں پکھ دینا پاہتا ہوں۔ ہیں نے اکھی کہا تو میرا اور بے مدھل قم کے کوئی ہیں۔ اپنے کی حیر کی خودت انہیں۔ الجھے میری خدمات ملزیں۔

لے کر اور کوئی رابرٹ نہیں تھا۔ میران کی طرف بڑھا یا۔
میں گھم فرمائی۔ جناب جی ادا کامی شرکت کے ایک سنت ان
ضرواری صاحب۔ جنہوں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہے میران
نے بڑے سمجھو۔ اور مٹزوں لیے چکیں کہا۔

میران نے پھرنا ایک دن کے بعد سے ہیں مانتے ہو گئے۔ تو لوپنا
سزد ہے۔ کرتے رابرٹ مٹزوں اس کے متعلق کہتا چاہتے ہو رہے
کہوں سے ہستھاں ہیں ہیں وہ۔ ضردادتی بڑھے بے پیش
سے بیٹھے ہیں کہا۔

وہ بھسلی صوبہ میں ہیں جیسے کوئی بھائیں بھسلی دادا۔
انہیں اکابر پیشہ والے افراد کے بے جارہے ہے کہ ان کے باقی
بندیکت نہ کی پہنچیں جیسے انہیں تباوت سمجھتے جہاں سے آتا۔ اور یہاں
ابعدہ بخشی کیں جیسے ایک دن کے بعد سے ہیں سکے دادو سے ہی
بات کہل گا۔ انہیں بڑے پاس کشیاں آپ ہی ذمہ دار نظر لئے
ہیں۔ میران نے منہ جلتے ہوئے کہا۔

”جیں آرہ ہوں فونا۔ یہ انتہائی آہم سند ہے۔ تم ایسی کو بھی
طرح حفظ کرنا ہر طرح سے۔ ضردادتی میری طرف سے
کہا۔ اس کے ساتھ کمی را لینا ختم ہو گیا۔

”سکے دادو آپے ہیں۔ اب پچھے اجازت دیکھے۔ جیسے تو مجھ
سے نافرمانی ہیں کیا۔ — میران نے سچے سیکھ کر کسی سے
لطفہ ہوئے کہا۔

”سنو۔ تم خداوندانی ہو گر جاہے ہو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔

میں اب تک جنبدی اصل تھیں نہیں کچھ کہا ہو۔ یہ کہہ جعل بھی ب
ایک بیرونی ہو گیتے کہم ضردادتی کم خداودت سے کم خداودار آدمی نہیں ہے۔ اس نے
اگر خداودت کے آئے مکاروں پر۔ ہر۔ تو جیسا خالی ہے۔ یہ بہتر ہے۔
کہ۔۔۔ کرنی رابرٹ نے کہا۔

”آپ نے جو کچھ جتنا ہے ضرداد کہتا ہیں وہ خدا کہو، پھر کچھ بخچائے
گا۔ اسی دل نسری رہاں ہم جو ہے۔ اور مجھے کی الحال ایک دن سے
زیادہ لاشتے دیسی ہے۔ جس نے اسی بیکار کا ہے اور جیسی چاہتا
ہوں کہ مسلم صرف ایک دن بکری مددوں ہے۔ — اُنہیں کہا
لذاب و شریت ادا کر کہا ہے۔ بھر جعل ہیں انکلاؤ کہو دیا ہوں۔“
وہ سندھ دادو کو آپ تک آنے کی اجازت دے دیں گے۔ میران
لے کر۔

”کھنگ لگ کیا۔ مھب کیا۔ ضرداد کو پہلاں آنے کی
اجازت نہیں۔۔۔ کرنی رابرٹ بے ایک دار پر جرقوں کے پہاڑ
لٹ پڑے۔

”ضرداد تو کیا صدمتکت ہیں اگر آپ سے ہنچا جائیں تو اجازت
کے بھر جوانی داخل ہیں ہر کہتے۔ یہ آپ بے کھلکھل کر سے دادے سے
ہات جیت کیجیے گا۔ بہاں سے کوئی بات پہنچنے جا گئے کہ۔۔۔ میران
نے مٹکاتے ہوئے کہا اور تیر تیر قدم اٹھانا دادے سے کی طرف بڑھ
گیا۔ جب کہ سینہ پر مٹا ہو اگر میں بار بیٹ بلا ہیں جیسے کی نکلوں سے
میران کو جا آئیں اور کیوں رہا۔ خاید وہ میران کی اصل تھیت کو کھٹکی
کا ششی کر رہے تھے۔۔۔ یہ کہہ جاہر ہے کہیں رابرٹ میران کو کیسی

کو لگتے۔ اسے قلیل بھاں کے والدہ سُرہ جان نے بھر کے
لئے۔



لائیں نے نایگر کے گھرے کے بعد وہ اسے پہنچا دیا۔
لیکن وہ عادہ اندر ہے شدقا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے اسے عراہ
وں کھپڑا تاٹاکر دیا۔ دھکا کا انداز فاسا تیرتا۔
وہ عادہ کی اندھے سے پھر پڑھی ہوئی اس نے غاہبہ دہ مارٹ
کی چیز مستحیل کر لی۔ چند ہوں بھاں نے دوسری بار دھک
دی تو اس نے قہوں کی آواز اپھری دس پھری اتنے کی آواز سنائی۔
اوہ وہ اذن کے دو دویں چٹ کھل گئے۔ وہ عادہ میں ایک
سنڈ جسم کا دھک تو جان کرو اسی۔ لافر سے دھکیت ہو اندر داش
چو گیا۔

نہ پہاڑا مٹا نایگر ہے۔ لافر نے اندر داخل ہوتے ہوئے

فندے حخت بھیجی کیا۔

اگر بھوگی سی تو اس خراج اندھاتے کا طریقہ تھا کہ بھاں سے بھجا
ہے میں ہمیگر نے ہوت جلتے ہوتے کہا۔ اس نے جھٹکے پر
سرنی ٹوکرائی تھی۔

میرا ہم افسوس ہے۔ میرے بیال میں آنا تھا تو کافی ہے۔
لافر نے بڑے صور پیچھے میں کہا۔

۱۰۰ اچھا چھا۔ وہی کم مولا فرسوں کو میں نایگر نے
پک ہفت مکراتے ہوئے کہا اور وہ عادہ نہ کر کے ختنی خدا دی۔
ختنی خدا کو وہ جیسی کیا میں اس کے بھروسے ہو گئے دالی مکراتہ ہوئی
ہو گئی۔ زیر بھک لافر کے ہاتھ میں دیدا تو نیک اور بھاٹا۔

میرا یا یا۔ میرے چند سو اون کے جواب دے دو۔ قضاۓ
تھوڑی نہ گلی پیچے جاتے۔ قم نے بھی بکستہ کا کالی کینے۔ اس کا ذمہ
نہ رہتا۔ علی اسراں کو، ہاتھی گاہ کا پتہ بتا دو اور کوئی دلبرت کے
تھانیت جاتے کہ اس وقت وہ بھاں ہے۔ لافر کا بھی بے حد
حالت تھا۔

گل۔ اس کا مطلب ہے قم نے میری کالیں بھی کی جس۔ تھاتے
بھرواد آئی تباہت ہو رہے ہیں۔ یہ تھیزیں جس نے جاندن کرکے داشت
کی، ہائش گاہ کا پتہ میں نے چلا ٹھاٹھی قم اسے اخواز کیلئے جس کا ماب
ہوئے تھے۔ اور اب قم خود بھاں آجی گھنے جو قاب نہیں دیتا
ہو گا کیونکہ کوئی نا بھت کوئی اخوازیا ہے۔ لافر نے قمی درج
ملحقہ بیکھیں کہا۔

تم سیرے سواں کے چاہ دو۔ جیساں تباہے سواں کا چاہ
دینہ نہیں آتا۔ بگے۔ اور یہ بھی سن کر ہیں وقت ملائی کرنے کا عادی
نہیں ہوئی۔ اس سرپتہ جو نشیخت ہے جاتے ہے یہ ہے۔
تو مت کرد وقت ملائی۔ تیکڑے اسی طرح ملنی ہے
یہ کہا۔

بھول۔ تو تم سیدھی طرح نہیں تلاوے گے۔ جنہادی چیزوں کو تذکرے کی
بتوں گئی۔ وہ فرشتے کر رخت بیٹھنے کہا۔ اور اس نے باقی جن کیجا
ہوار پوامیوں ایک طرف اچال دیا ہے وہ خالی ہو۔ اس کا اسی طرح
ریواہ اچال دیتے ہے جیسا تیکڑے کیا ہے۔ وہ خالی ہے کہ دھان کا
ہنسراں پوچھا کرے گا تیکن لانسرا کا اس طرح وہ اور اچال دیتا
سراسرا اس کی ترقی کے خلاف ہے۔ اس نے اس کی نظر وہ شوونی
ٹوچ جلاں گئیں اس دو سکلے ہے اپنے افتادہ اس کے سکھنے سے بچ گئی
اور وہ اچال کر مٹھا تھا کے دعا نہیں ہے بھاگا۔ فرش کی ٹات ٹکلت
اکن کی سایکل پر پڑی۔ اوت سے پڑا گئی۔ تیکڑے دواز سے سکھا
کر اس سینے کی لامپا کو فرش پر کے تقب کی طرح اس پر جھپٹا۔ اور اس کے
ایک پارچہ پوری وقت سے اس کی سایکلیں لات ہے۔ اسی تیکڑے کو کوئی
ہدوکے پلیٹ گیکے لامپا سیکھی کی کی جیزی سے مکاہنہ کی کی دفن
نہیں ہیکل کو کوئی دیکھنے کو منع کیا۔ اسی لئے دو دن باندھ بھیت کر لانسرا کی پٹیلیں
دوسروں کی پٹیلیں۔ اور تیکڑے کو منع کے مانندہ لامپا پر ٹھیک کے سر کی
دوسروں طرف جا کر رکھا ہوا۔ اور تیکڑے کے حق سے اس باداوجو دوست کے
پنکھوں کی تیکڑے کی پٹیلیں ایک خوت ناک دلوںی بھری طرف پھنسنی گئی تھا۔
اس کی دو دن کی تیکڑے کی سر کی دوسروں طرف نیزی سے جاتی

تین جب کردہ پیٹنے کے بل فرش پر چاہا تھا۔ اور بھی جوئی دو دن بھی
پر دنسرپتہ پیٹنے کا پہنچا دادا دا
تھا۔ اور اسے کوئی محسوس ہو۔ باقا جیسے اس کی دلخواہ کی قیمت کے
سادے ہے جو یہ کیس لخت بیٹ جائیں گے۔ اور اس کی آنکھ سے کہوں
زیادہ بھر جائیں اور تیر کھلا تھا۔
بٹا وہ بھدی۔ درخانہ بھی تو اچھوڑ گر کر دوں گا۔ فرش
فراتے ہوئے تیکڑے کی دو دن بانوں پر زندہ سے دو دن ادا۔
بہب۔ بہ۔ بہ۔ بہ۔ بہ۔ بہ۔ بہ۔ بہ۔ بہ۔
بھکر تھے بھجے کہا۔ اور اس کے اسی فخرے کی وجہ سے دھر کا نہ دھرت
جدا خوب کرنے والے سارے۔ اور شکرانہ بھی تیکڑے پڑھتا تھا۔ دھر کو راسا اچھا
پڑھتے ہی تیکڑے کے دو دن بانوں کا دھر کی کی تیرزی سکتے ہے اور دھر سے
لے دھر اچھی کر پشت کے بل نہیں پر جاؤ۔ تیکڑے کی دو دن بانوں کی
پٹکا گرنے کی وجہ سے اس کے لاٹھوں سے پھٹکتی ہیں۔ فرشتے
ہی تیکڑے کے بارے میں خلا افزاں تھا یا تھا۔ اس نے اس کے دو دن
بادوں پر تو جو نہ دی تھی۔ درد دو لانٹا اس کے دو دن بانوں پر
ہی اپنے پر کو انہیں ملکت دیتے ہے مدد و رضا۔ اور اسی بات
سے تیکڑے واسی اٹھا۔ اسی لئے دو دن باندھ بھیت کر لانسرا کی پٹیلیں
کوکر کوکر پٹکے گئیں۔ اور اس کے بیٹھنے کے مانندہ لامپا پر ٹھیک کے سر کی
چالوں کی دو دن بانوں کی تھیں۔ اور اس کے بیٹھنے کے حق سے اس باداوجو دوست کے
پنکھوں کی تیکڑے کی پٹیلیں ایک خوت ناک دلوںی بھری طرف پھنسنی گئی تھا۔
اس کی دو دن کی تیکڑے کی سر کی دوسروں طرف نیزی سے جاتی

یک جانشی سچھ کر دے اکٹھا۔ ورنہ فیضی کی تحریری مدنون ہائی کورٹ میں
کی گئی کے گرد نال ویں اور پھر اس لے تحریری سے کوہٹی میں اکٹھا گئی
کہ جنمیں بے اختیار اس کے ساتھی تحریری مدنون ہائی کورٹ کے باقی
پرسوں میں کی شدیدیوں پر بے بھتے نظر کوہٹی میں گئی
مدنون ہائی کورٹ کو ایک ملکتے اپنے کی درست کیا تو اس کا سرخ زر کوں
کے سرخ زر کے ساتھی ملکی اور نال ویں کی تحریری سے جعل کر کھڑا ہو گی۔
اس نے وضاحتی طور پر کوہٹی مدنون کا بھکار دیا۔ اور پھر وہ تحریری سے اعلان
کیا ہے میں تباہی اس کے ساتھ کے قریب سے گزر کر بھلی دھوادے کا کوئی
والسرخی اس کے ساتھ سے چھوٹی بھروسی ہے جو کہ میں تباہی اس کے ساتھ
اچھا دیتی ہی۔ میک، اب نال ویں کوی خلیلی طور پر مصادر ہو چکا ہے۔ اس
لئے وہ یک لئے اچھا کر اپنے آپ کو کیا گی میک، اس کوئی اٹھ کے
لئے شاید اتنا بھی وقوع کافی نہ۔ اس نے وہ بھی اچھی کوہٹی مدنون کی ایک
اب وہ دھلوں آئنے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ اور اس پاٹھ پر گئے
تھے اپنے کی۔ اس نے تحریری سے اختر کے بھیں پھول پھول کی۔ اور اس نے
اس کے اس جھوٹی سے واکیں لگائی۔ وہ بھی اختر کے لئے
وہیں پھول پھول کیا تھا۔ اس نے دھیان حس ہی اپناء میں جلا دید افسوس
اچھی کر دی جائی تھی۔ اس کے میں جاگی۔ اور پھر اس سے پہنچ کر افسوس
بیٹھا ہوا۔ جیکوئے بھی کی تحریری سے اچھی کو فائز کا جھینکا ہوا
ہے اور اس کا شامیہ۔ میک اختر سے پہنچ کر دھری لوگوں کی افسوس کی طرف کرنا۔
لیکن اس کے ہاتھے بھی کو درجا گاری۔ اور نال ویں کے اختر اپنا
ہاتھ کو اپنے چکا گی۔ ایک تیز و عار غیر پوری وقت سے نال ویں کے ہاتھ

سچھ کر دیتا۔ اور غیر سے پہنچ آئیں ہے کالا لٹھ۔ مسمرے ہائی کورٹ
جذب کیا کوہٹی مدنون کے صفائی سے ہے بھکاریا۔ دفتری کی گئی کیا جل
بھکاری کے یعنی کوہٹی مدنون کے جعلی تھی۔ قلمجگ کی مدد کو فخر
نے بھکاری کی تحریری سے اپنی تھا باری کھانی اس صفائی سے بھکاری کے بھی
گرتے ہوئے نال ویں کے یعنی کوہٹی مدنون کا درودی قوت سے گلے یاد رکھا۔
ایک لئے کھڑے ہوئے ہوئے اس کا درودی قوت سے گلے یاد رکھا۔ اس کا سامن
یعنی تحریری مکری۔ اس کے خلاف کھڑے ہوئے ہوئے اس کے ڈھنی پرستادی کی گیہر
پڑا۔ سچھ کر دی جی۔
لائر بے بھتے سامنی پیٹھ کھڑا ہو گیا۔ نال ویں کے ساتھ میں
بڑھتے ہوئے تھا اس پاٹھ پر جھاٹا اس کا جسم دھیلا پڑا۔
بڑھتے ہو چکا ہوا۔
تمہارا ماست پہاڑ آدمی ہے۔ میک انہیں سچھا اس کے جسیں کاہو دیگ
کچھ جھوکا ہے۔ اس نے فٹھڑے ہاتھے ہوئے کہا۔
وہ صورتے وہ تحریری سے نال ویں کو چھٹا کیے جس کو
مدنون ہائی کورٹ سے اٹھا کر پڑھ پڑھ کیا اور پھر اور اور پھر پھکتے ہیں۔ بھکاری
کھلے والی الماری کا ایک جیٹھ کھلا جاتا۔ اس جیسے نال ویں کی ایک
دھنی کا گیا ہوئے تھا اس۔ اس نے جھیسی سے، تھی اٹھانی افسوس سے
جھنی جھنیتھ سچھ کر دی جائی تھی کی دو ہلکی ٹھنکیں دھنی سے جکڑیں افسوس سے
ہاٹکار کیے اس کے دو ہلکی ٹھنکیں کی پیٹھنے بھکاری دیتھ۔ اور پھر
اٹھانے کے ہاٹکار کے اس نے دھنار کے ساتھ میں جا گئی ایک سماں تھیں کہا۔
مسمرے ہاتھ سے پہنچ کر دھنار کے ساتھ میں جا گئی ایک سماں تھیں کہا۔

یک جانشی سچھ کر دے اکٹھا۔ ورنہ فیضی کی تحریری مدنون ہائی کورٹ میں
کی گئی کے گرد نہیں۔ اور پھر اس لئے تحریری سے کوئی تباہی اور اس کا
کام جنمیجی بے اختیار میں کے ساتھی تحریری مدنون ہائی کورٹ کے باقاعدہ
پرسوں میں کی شدید بیوی پر بے بھائیتی ہائی کورٹ
مدنون ہائی کورٹ کو ایک ملکتے اپنے کی درست کیا تو اس کا سرخ زندگی
کے سرخ زندگی کے سلسلے میں کوئی اضافہ نہیں کی تحریری سے جعل کر کھو جو یہی
ہی نے و خود تحریری طور پر کر دی کا بھائیتی اور پھر وہ تحریری سے اعلان
کر دیجئے تھے اس کے ساتھ کے قریب سے گزر کر بھائیتی وہ دادتے ہو کر اسی
والسرخی اس کے ساتھ سے چھوڑتی ہو اسی پڑھی جو تحریری تھے اس کی
اچھالی دیتی تھی۔ یہیں اب نہیں تھیں اور مختصر رہو چکا تھا۔ اس
لئے وہ یہ کہ اپنے اپنے آپ کو کہا گیا یہیں اس کو کہیں اپنے کے
لئے شاید اتنا بھی وقوع کافی نہ تھا۔ اس نے وہ بھائی تحریری کو کھو جو کیا تھا۔ اور
اب وہ دادلوں آئنے ساتھ کھوئے ہوئے تھے اور اس پر اپنے اپنے
لئے چھوڑ کر۔ اس نے تحریری سے اپنے کے بھائی پر چھوڑ دیا۔ اور اس نے اپنے
اس کے اس جھولی سے واقعیں ہائی۔ وہ بھی اپنے اپنے کے لئے
وہیں پہنچو پہنچا۔ ناگترنے دی جان جس ہی اپناء میں جلا اور افسر
چھوڑ کر دی جانی تھیں اپنے کے بیٹے جاگی۔ اور پھر اس سے پہنچ کر افسر
بیٹھا ہوا۔ بیٹھتے ہوئی کی تحریری سے اپنی کو افسر کا چینکا جو
میرا لوٹا ٹھا کیا۔ میکن افسر سے پہنچ کر دوڑی لوٹا۔ افسر کی طرف کرنا
لیا اور اس کے ٹھاٹھے میکن کو دوڑ جاؤ۔ اور میاں بھائیتی افسر کے اختار اپنا
ہاتھ پکڑتے چکا گیا۔ ایک تیز و عار غیر پوری وقت سے میاں بھائیتی کے ہاتھ

سچھ کر دیا تھا۔ اور غیر پوری وقت سے پہنچ کر دیا۔ افسر کے ہاتھ
درپ کا کارکوٹھا ادا جا پہنچے مددانے سے ہے بھائیتی۔ دنسرے کی گئی کامیاب
بھائیتی اس کے یعنی وہ ناچھکا جاتی تھی۔ میاں بھائیتی کے مددانے سے میاں بھائیتی
نے بھائی کی تحریری سے اپنی تھا باری کھانی افسر کے مددانے سے میاں بھائیتی
کرتے تھے میاں بھائی کے یعنی وہ اس کا سرخ زندگی اور اس کے ساتھ
ایک سلسلے کے تھے جو کوئی اس کا مدد پہنچا گیا۔ اس کا سامن
یعنی تحریری کی تحریری سے اس کے ساتھ اپنے اپنے بھائی کی بھائیتی کی بھائیتی
پڑھتے تھے جو کی تحریری سے اس کا سرخ زندگی اور اس کے ساتھ
لے جائی جائی۔ اس کے ساتھ اس کا جسم دھیلا پڑھا تھا۔
لادر بھائی تھی تھی۔
لادر بھائی تھے اسی پیٹھ کوڑا ہو گیا۔ میاں بھائیتی وہ دادتے کے ساتھ ہی
بیٹھتے تھے اس کے ساتھ اس کا جسم دھیلا پڑھا تھا۔ اس کا جسم دھیلا پڑھا تھا۔
لے جائی جائی۔
لادر بھائی تھے اس کے ساتھ اس کے ساتھ بھائیتی پڑھتے تھے اس کے ساتھ اس کے ساتھ
لے جائی جائی۔
لادر بھائی تھے اس کے ساتھ اس کے ساتھ بھائیتی پڑھتے تھے اس کے ساتھ اس کے ساتھ
لے جائی جائی۔

بندھی بھولی، اسی کی کافی نہ کھوئی شروع کر دی۔ گانجہ پہنچنے شاندیں باہمی گئی
تھی ۲۴۔ پہنچنے والے مدد طبلہ ماہر تھے۔ بسکی آنکھ کا ایک سر اپنے پکڑ کر بیٹھے
ہے لپکنا پڑتے تو اتنی آسانی سے کھوئی جاتی تھے۔ چار پکڑے میرے
لئے پہنچ دی پہنچی جوں متنی کھوئی تھی۔ پہنچ دی کی میں کھکھتے ہی مانگ کر خیر
پر خرم اٹھانا باقاعدہ کی طرف بڑھ دی۔ اس نے کافی سے دھکائے
کہ مدد ازہر کو مدد ازہر باقاعدہ میں داخل ہو گی۔ مددھر اس نے مدد
مدد اگلی صادی پڑھتی کی مدد سے کافی بھول پہنچی ازہر متنی کا نتیخہ کر
دی۔ اس کے باذ دشیرے ہوئے تھے تک اس کے باذ دشیرہ نامی
پر بنادی سے، اسی کا جری پر رانکے چالا جا رہا تھا۔ ایجاد کی ضربہ
رسی آسانی سے کافی نظر نہ اتری تھی تک اس نے پلٹرے سمت مدد ازہر کی افسوس
کا افسوس بدل دی۔ اپنے کو دیکھ دی کے کافی کے آثار بخوبی جھے
لگتے ہیں۔ پلٹر کے ہاتھ اور دینیہ وہ خیری سے پہنچتے۔ اسی متنی پوری
درج دکھنی تھی کرتے باہر کی کے قدموں کی اجاز سنا تھی وہی۔ صورتی
سے جو کھلا اور اسی طرح بندھے ہوئے باقاعدہ سے کھل کی کی کی تھری
سے مدد ازہر کی طرف پڑھتا۔ باقاعدہ کے مدد ازہر سے پر پیچے پیچے
مددھر دوف بھی تھی جوں تھیں۔ پلٹر نے جلدی تھے جری کی مدد سے پھی
بٹھنی شکاری۔ اسی کافی مدد ازہر سے کونز دستے، حکلایا۔ پلٹر نے
مدد ازہر سے کے ساتھ پشت لگا کر اسے باہر کی طرف مبارا۔ جتنی
کے باوجود ایسے خطرے تھے اگر مدد ازہر نہ داد دشیرے نہ لٹکھی کیا کہے۔
پکڑ کر اپنے کی جگہ دو جستھے ہوتے ہاتھوں کی مدد سے دیکھا کیا تھا۔
اوجب بکف اقتد کھل جاتے وہ افسر کا سامنا کرنا پڑتا تھا کیونکہ

اسے صورم خاک اسی باولانسیتے دنیا کے گولی مار دیتے ہے۔ پہنچے تو
مدد ازہر سے کوہ مکھی بچا، کا۔ پھر جو دبایاں لخت خرم بھوگی۔ پلٹر نے
کھکھتے اخخار کیں اور پھر واپس تھرمی سے مدد ازہر سے کھون کھون پکا۔
تھرمی کئی بھوگی، رسی کو اس نے کھکھا رہ پھر زور دندے سے، رگڑا شروع کر دی۔
اوپر بھر بھری، رسی کی اسی اسی کھکھا نہ دندار، مدد ازہر اسے دھکائے
ٹھکھے کھٹکے جسے کھوئی کھوئی کر جاتا۔ مدد ازہر سے دھکائے
ٹھکھے کھٹکے دنیا سے جس سے کھکھا گولی بھوگی کر جاتا۔ مدد ازہر کے ساتھ
ٹھکھے کھٹکے پر پھری اور اخخار کے پر پھر اگئے۔ مدد ازہر بال بال
بال بال۔ دھرمی سے اصل کر ساختیں جس۔ جس۔ جس۔ جس۔ جس۔ جس۔ جس۔ جس۔
اوی فرخ کی پڑھی پر رسی دکھر رہ جاتا تھا کوئی ٹھیک، اس کے پڑھیں
ٹھکھے۔
پلٹر ساینسیں جس جس تھری سے مدد ازہر سے کی طرف جھاگر کسی
ٹھکھے کے جنگ جنگے کی آواز سنائی، رسی۔ پلٹر نے جدھی سے اسے
ڈھکھ کر پلٹر کا جانی بھیجنی اور دندازہ ایک سوھا ٹھکھے سے کھل کر دھرمی ساینسیں
پوچھی۔ پلٹر جب کوئی دوسرے مدنیتہ جو جاتو تو اچھلی کو دھرمی کو مدد ازہر کو اس کے
دھرمی طرف پڑھا کر افسر اس پر جھٹکے کی صورج، جا بوجو دھرمی خود پر
گولی۔ چل کے پلٹر کے دھرمی طرف جو تھے اس نے کھرے کا تیر دی
مدد ازہر کھل دیکھا تھا۔ دبپکر باقاعدہ دم سے باہر آتا۔ افسر بکھا سوہنے
کی طرف دیکھا۔ باہر رہا جو اسی خالی بیچی جو تھی۔ لکھر بکھا تھا تھا
لے کا سکھ لے کئے سوچا اور پھر واپس کھرے ہیں جی۔ افسر کی
کوئی نہ رہا جی کمک، سیجن کے سرپر کھل دیکھتے اس نے جدھی سے
اکھے سیجنوں کو سیلہ، وکیا اوپر ادا، رسی سے اس نے فرستہ پہنچا کیا کہ

کر پہنچ گئی۔ وہ اتنے تسلی ملے زخم پر دعا کیا۔ جس نیز سے خون بھی بکھر ہے اس، دا تھا۔ افسر قبہ طال جا پڑا تھا۔ بعد جس حالت میں پہنچ گئا تھا۔ اس میں یعنی دہ بہرہ پر ملکا تھا۔ اس کی قیمتی خون سے تو پھر ہو چکی تھی۔ اس لئے کھلکھل کے امداد سے کام اندھے بند کیا۔ افسر پارادی سے کہا گیا۔ بہاس بکھل کر کہہ دیا۔ اسے باہر کر دیا تو میں مگریں گیا۔ مخفیتی درجہ بعد میں اسی چل کر بہار کا تو اسی ملے دہ دارے پر ایک بارہ دنگاں ہوئیں اور اٹھ گئی پہ کام کر دے اسے کی طرف بڑا ہوا۔

کہاں ہے۔ — پہنچ گئے ہفت بیچنے جوئے پہچا۔

اچھا قاب قم لے جی گو توں کی طرح مددانہ کھوئے ہے پہنچ کوں
بے چہ چھانشو ٹوکر دیا ہے۔ — باہر سے عمران کی مخصوص آگ اڑانی
ہیں اور پہنچ گئے غولی سانیں پیچھے ہے پہنچ انہ کوں مددانہ کھوں وہ۔

اوہ سے ہمیرے کہیں خوش ہوئے ہے۔ کیا خااب پر کیوں سے لا
ہے لئے۔ — عمران نے سامنے ٹھیک ہے سوئے کوہ پیکتے
ہے چھرت ہجھے اشتریں پوچھا۔ اور پھر اس کی پتھر لفڑوں نے پر مش
لد مومٹے دھان کے دھوپیں کچیاں کر لیں۔ اور اس کے چھوٹے سے سری کی
ٹکڑوں سمعت ہے۔

— افسر ایسا تھا۔ — پہنچ گئے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

لکھ آج ہوں کے ساتھ آیا تھا۔ — عمران نے خٹک پیچے میں
کہ۔ اور ۷ ٹکڑے خانہ بنت ہجھے اخادریں منہ بکاریا۔ وہ عمران کا افسر
کہوں چکر کر اگر افسر کی دیوار اور پیڑی کریے چھائیں۔

اد پھر پہنچ گئے اُسے لفڑی دپرسادی صوت حال بتادی۔

— تھیدن ایسا ہے کہ جلدی پہنچ دین کا سیدھا کوئی گئی ہیں۔ یکوں لودھیں
لپکد ہو سکتا ہے۔ تم نے کمرے کی کلاشی لی ہے۔ — عمران نے اصر
احودہ سمجھے۔ اسے پوچھا۔

— اسکو۔ یعنی کہا تو اس نے خدا کو دعویٰ کی۔ اور وہ تاکہ بھی جو یہ
سخت کام ہے۔ — پہنچ گئے پوچھتے ہوئے پوچھا۔

— ہمید ساخت کے چاٹے کو جدید ساخت کی چاٹی سے بھی کھوایا جائے
ہے۔ نیلی فلن کا لیں تو کوئی کوئی ہنریں تھیں۔ کچھ لکھ جائی کی ایسی خود کا
لکھنچ ہے۔ — عمران نے کہا اور پہنچ گئے اور پھر جو خدا۔ اس
ذوقے پر اس نے سوچا ہیں۔ تھا۔ چنانچہ اس کے سر جا تھے جو تھے کہ اس
یعنی شرم دیا گئی۔ جب کہ عمران تیری سے رنگ جوئے ہوئے کی مدد
پہنچ ہوئے خنزیر کی حرف لاد گیا۔ — اسی خنزیر تھا جس سے دنیا پر پہنچ
کی گئی پر نہ کہ کیا تھا اور جو صوفی پر گستہ ہے اس کے اقتے میں
لکھنے ہیں جا لیا تھا۔

— اورہ عمران صاحب۔ — پہلی بات فن کو جو ہے۔ — اسی نے
پہنچ کی امداد سئی۔ اسی امداد سے ہے پہنچ جو المدی کے پنچھے
جیسا تھا۔ اس کا اچھل کر کھرا ہو گی۔ اس کے اتفاقی ہمید ساخت کو
لکھنے ہیں۔

— اس کا مطلب ہے۔ افسر پہنچ گئے منہ کیا اور دوٹ فنی کا کریڈیکی۔
پہنچنے ہیتاً فن کو کہا کرتے ہوئے چھوڑا اپنہ۔

— اب تو پھر اسی کو جدید ساخت کا تاکہ جدید ساخت کی چاٹی تھکن
چاٹے۔ اس حصہ میں پوچھنے تاکہ پر احتدار کرتا ہے۔ وہ نیا کام سے

بڑا ہے، عران نے مکالیت ہے تھا۔

اپنے بیوی کے بارے ہیں جواب۔ اتفاقی چوتھے بیوی ہے۔

بیوی بیٹے ہے بیٹے اپنے شاید ہم نہیں کہاں کے
بیوی بیٹے ہے بیٹے اپنے اس سون پر بخوبی لٹھات تھا۔ یہ
بیوی بیٹے پانچ کی آنکھیں تیر کا خان جلتے تو پاس گداب کا شان
بڑے۔ عران نے مکارا تھے جو بیان کیا اور اپنے پیٹا جا بھر بھر بھر
کا طرف رجھادیا۔

اوہ ہاں عران صاحب الہی طرح جانشہوں پر گلشن کب کے دود
ملکت کے گرد پہ کامیں لکھا ہے۔ عہدگار نصرت کے چوتھے بیٹے
تو بیٹے صرف تینوں ہی بخوبی تیر کا بیوی بیٹے اپنے بیٹے
بڑا ہے۔ آپ بیٹے سی طبقی کو پختہ ہیں جل جی۔ پھر کچھ اور سچھ
ہے۔ عران نے مکارا تھے جو بیان کیا اور اس بیان کی طرف ملکی
بیوی اس کے پیچے چلا۔

لائسر کو ہوش رکھنے کو وہ بھل کر ملی گی۔ اس کا من اور گدیں
بیٹی خون سے کھڑے ہے تھے۔ اس نے ادم اور حرم کی کھا تو کھو غلیقہ
بیٹھا۔ کبھی پس جاؤ ہے تھا اس نے تھوڑا اکڑا چکا۔ اس کی
لکھیں باہر کوں کے معاذ نے ہم اکیں جو بستھا۔ وہ کچھی کوئی کہا نہیں
بیٹھا۔ باقاعدہ ہی بڑا ہر کوئی کھبڑے کا دعا زادہ پستہ اور سے بندھا۔
وہ بیٹے سے جی مر جنگت، جی تھی وہ مظرا دلستہ ہی اس کے ذریعہ
تین بیویوں میں ایک۔ یہ شاد اس کی زندگی کا پاپ ہو۔ قرقاک وہ ایک
بیٹے بھتے اور جلدی بیٹی آئی سے لڑا کی جن مات کھائی تھا۔

اسے کسی محنت میں نہ کہا جائے۔ اس کی جی محنت میں
دل کے ڈر جاتے ہیں کہا۔ اور پھر وہ کسی بیوی جیسے کی طرح دلناکا
باقاعدہ کے معاذ کے کی طرف جو گدیں اس نے معاذ کے کندھے
وہ کھلے چکنے معاذ اور سے بندھا۔ انسوئے بیویوں کے سے اندازیں

کوں کر دے دے کی خصوصی میر جہاں ایسا تھا اچھے لمحے جسیں تو کی کی جسی
گئی بیٹھی۔ اس پر وہاں سے تیر تھی قدم اپنے آنہ سڑک کا سر کر کے
اس پر کاٹ کی دلت، وہاں جہاں اس کی کوئی جوہری تھی جیب سے دھمل کاں
کراں لئے تاکہ مرنے اسکے دل کو قدرے اٹھنے لیں تھا کہ اوری بھروسے
کی حالت دیکھ کر کوئی جاگ کر دھرمی۔ بیکھر دہاں ہر شخص پہنچنے ہی طالب
گھنٹا، اس نے چندی گھون جس میں پاری کا میں پیش کیا کہ اسی
بی سب سے پہنچے بیکھر مردیں دیکھتے ہوئے دہماں کی حد سے ہجرے
اویز دل پہنچے ہوتے تھے کوئی کوئی دوپہر ۱۹۰۰ء میں دھمکاں کی وجہ
کے ساتھ کے رخ بانٹ لی۔ اس کی تیر نظریں اور اس اور کام جائیدادی
تھیں بیکھر دھول کرتے، اس کوئی بھی نظر نہ دیتا۔ تو اس نے کام دا بس پکی
ڈالنچ گاہ کی طرف دوڑا دی۔

نیبا اس کی حالت دیکھ کر کچھ کاک پڑی۔ اس کو فرنے اسے
ہیگر سے اپنی ڈانی کا حمال بتایا۔
اہم تم اُتے زندہ جوہر کر کیوں لے گئے۔ اس سے ہر صورت میں انہو
کر کے آتا تھا جہاں ہم اس کی کوئی کمک بولتے یہ مدد کر کے اس سے
اصل صورت حال اگواریت۔ خیلے کہا۔

وہ انتہائی حسرت جان آؤی ہے۔ جس نے اس کی لفڑیاں دکھ لائے
وہ درجہ سکھے بیکھر تاہمیں سکتے رہا۔ تھیں جہاں بیکھر کر دیا اگیا
جس، اب بھے اس کی تگرائی کرائی ہو گئی۔ اس طرح ہی اس سے کوئی حوصل
کر سکتے ہیں۔ فہرست کیا۔ اور پھر اس نے تین فیون کا اسی سور
اخیار اور منٹک کے بیڑ کوئی شروع کر دیئے۔ منٹک سبب میں ہی الگا۔

سوانح کو پہنچ کا نہ ہے میں تھوڑا کچھ تھا میں مدد اور جاکب نہیں
میں نے اس کے بیچ میں کام کا سماں۔ دھماز سے جسیں بیکھر کے خدا میں جیسی پہنچ
خانپتی اس نکھلے کوئی کام نہیں تھا۔ دھماز کے بعد سے پہنچ تھا جسے
اے کھنچتے دکھ دہا۔ یہ خیال آتے بھی دیتھی سچ پہنچ
پہنچ سے دیکھ لافت نہ ہوا اپنے اپنے اور نہ لٹا۔ اس نے بھر کر دیا اور
انھیں اعطا دیا اس نے دھماز کے کے جھنڈ کے ساتھی اور کی تال کا کر
ٹیک دیا۔ بھر کر دیا اور کی کوئی سلفت نہ۔ تو کچھ لائق ہمیں دھمری
لافت تھی جسیں بیکھر کر کوئی بیچ ساتھی دی اور دیسی کوی کے کے
کی آوار جگر اس کی بیکھر اس کا دھمکا دھمکا کو جو اپنے کو کی جھنڈ
ہو۔ اسی نے اسے کام سے باہر کر کے تیر نظر نہ ہوں گی اسی نتائی
دی۔ جن میں بھا دھنچا بھی کوئی نہ دھماز کے پاس کھڑا تھا اور
کوئی حکار جس کر دیا گا۔ اسے بھی کی تیر نظر سے سری دی دھماز کے کی
لافت نہ۔ اس پر وہ اس نے کچھ کھول کر دھماز کو کوئا اور اچھل کر کاہر
ہیں کوئی سخن تھی جسے سڑپیں اتنا بارہ باتا۔ لافر کو اس کی دیکھ
پہنچ سی دھنچا دی تھی۔

ولہ ریکھ لئے کے لئے رکا۔ پھر فریزی سے راہداری کے پہنچ
کا کٹ کی لافت نہ ہو گئی۔ جھپڑ، در، سٹسے فائزہ، رکے افالا منیر، بیک
تھیں کچھ جوئے لفڑا دیجئے۔ اس کی حالت اسی تھی کہ اس نے جسیں پہنچ
تھے بھر پا کے کا ارادہ دھمل دیا تھا۔ اور جو شخص میر جہاں اونگی کا حاصل
ہیں کی ایک جھلک اس نے دیکھی تھی۔ وہ اسے ناچھڑتی کھا تھا۔ اس نے
اب وہ اپنی کاریں جھوڈا جلد پہنچ کر اسے دھماز کو کیا پا چاہتا تھا۔ مذکور

بیلے۔ فائرول مہاں ہوں۔ تو سے لگنٹ بھیں
کہا۔
اوہیں سے۔ بیس مر۔ حکم فریضے مر۔ وہ صرف
مرت سے منکت نے مہاں پڑھنے کیا۔
منکت جس کو آدمی کی کاری کیا کاچھتا ہوں کیا تجھے پاس
سر کام کے لئے آئیں جس۔ والسرے پڑھا۔
بالم جواب۔ منکت کے پاس ہوئی نیقم ہے۔ آپ حکم فرمائیں۔
منکت نے کہا۔

بھٹی جھٹکا کی وہ صرف منزل کے کلو غیرہ ایسی ایک فوجیں پڑھو
ہی جاتے۔ مقامی خشکہ کہلاتے ہے۔ والسرے کہا۔
ادھاں بالکل جواب۔ جس اسے فاقی طور پر ہاتھا ہوں۔ خاصا
مودت کی ہے۔ منکت نے کہا۔

ایسا تو کی اسے ادا کر کے سیری راشن کا، کب پہنچا جائے کہا۔
نفسے افساری ارادہ ہے۔ نے کوئے کہا۔ پہنچا جائے کہا۔
کب تھدھدھا یعنی اب اس نے ارادہ ہجل دیا تھا۔ لیلیا کی بات اسے
یہ نہیں کر سکی۔ یہ بھائی بھاکر اس سے کرنی۔ ایسے کاہجودہ پڑھو
کھو رہا ہے۔

اخوکا نے کی مزدودت انہیں ہے۔ وہ فریڈ نس کام کئے والے۔
کے دل کی آفری جستے قوہ خداوند کا، جاتے ہیں۔ منکت نے
کہا۔

ہمیں۔ پھر اس کی اصل شخصیت کو نہیں جانتے۔ وہ بیان کی

یک شہر میں کا آئی ہے۔ وہ شاید ایک کرنے کے لئے خندہ بجھا بے۔
انہیں کہا۔
کیا کہہ، ہے جس اپ۔ ہمیں پاکیتیا یکٹ مرس کا آئی
ہے۔ ہمیں صاحب وہ وہ عام ساختہ ہے۔ منکت نے انتہائی
برت ہجرتے بھی ہی کہا۔
جس درست کہہ، ہا ہوں۔ بہر جال جس نے اس سے کچھ اگوارا ہے۔ والسرے
بھی اسے کس طرح ہاں تک پہنچتے ہو یہ تھدا کام ہے۔ والسرے
کہا۔
سر اگر اسی بات سے تپڑا ہے۔ آپ کی راشن گاہک کی صورت
ہری خنچا پڑھئے۔ جس اسے کی اور اسے پر بھر کر آپ کو کال کروں کہ۔
آپ کے الہمی کو اس سے جو کچھ ماحصل کرتا ہے ماحصل کریں۔ منکت
کہا۔

یہ کہا۔ ایسا ہی جو نہ پہنچے۔ جس اسے ادا کر کے کی خصوصیات
پہنچا دیو یعنی اطلاع کر۔۔۔ والسرے کہا۔ اور سے۔ مسکدیدا۔ تینہ
لکھ کر اس نے راستہ معد کی مدت پڑھ گی۔ اور تھوڑی دی بعد جب وہ اسرا لہ
تھ۔ صرف اسی نے یک اپ جوں کھاتا بلکہ اس کا بابس بھی جو اسما تھا۔
وہ لکھب جس اس کے ساتھ کی سوت مہوجوہ تھ۔ اس نے لئے
بس جوئے۔ کمی کی پڑھائی۔ جو ہوئی۔
تم کس سیکھ مرس کی بات کر جس تھ۔۔۔ بیلیا نے
ایسے پڑھا۔
پاکیتیا یکٹ مرس کی خواہاک یکٹ مرس ہے۔ جس نے

پھر مدرس صدیق اس سے خبردار کیا تھا۔ اس وقت تو جس نے باری کی ہوئی کی پورا داد کی تھی۔ لیکن اب بھلے احساس ہے۔ اپنے کہ اس پس پردہ سکتے ہیں کی تھی۔ فوت ملاک کی سرہ مدرس سے بھی ۱۹۴۵ء کے ہے۔ کوئی سایر کو چون اندازیں اٹھائیں اس کی کوئی کوئی اور جس طرح اُسے بہوت ہیں ڈال کر رہا۔ اس طبق سچا گیا اس کو کی کوئی برا باری شاک دھوکا نہیں۔ لیکن اب پنجھ معلوم ہوا کہ صدیق سرہ مدرس تصریح اس سے واقع ہو گئے بلکہ اپنے نام تھے اُس کی کوئی کوئی دوسری کوئی دوسری حاصل کریں۔ اور اب یقیناً کوئی سایر کو چکر سرہ مدرس کے پہ سرہ ہو گا۔ — افسر نے کفیل تکمیل کیا۔

“اس کا مطلب ہے اب ہمیں ہاؤ ماست سیکرٹ مدرس سے بخواہ ہو گا۔ فیض نے کہا۔

ملں اب اس کے سوا ادا کی چاہے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میرے پاس سیکرٹ مدرس کے متعلق کوئی کلمہ موجود نہیں ہے۔ بس یہ ہے کہ کیا میکر مددتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہیے اس سے کہ حاصل ہو سکے۔ فہرست کہا۔

لیکن میرے خالی اس ملاک کی آپ ہے جو اسے تباہ کے نہیں پہنچاتے ہیں۔ میں نے چند لمحے تاہم مشہد سنتے کے بعد کہہ لیکر مطلب کیا کہتا چاہتی ہو۔ — فہرست نے بڑی طرح چکنے پڑھتے کہا۔

تم پر ایجنت ہو۔ تمہارے اندر فاسن صفا یعنی ہیں۔ قہنے ہمارے

ایسے کام کے لامگام دیئے جیں جو بھروسہ ملکی نظر تھے جس نے بھی جو وکھہ بھی جس کی بیان اکرتا۔ ای قائم صفا یعنی کہ جو کوئہ کہ جسیں جس۔ میکر مددتے گلدتے یہ کوئی اس سے کچھ مدد کے بغیر والی اپنی طبق تھے ادب تم اپنا کام دوسروں کے لذت سے پہنچا کر خاموشی پہنچ جو۔ اگر بھوس نے پہنچ کر سکر سرہ کے متعلق میں بھاگ کر اس کے پیسے جیسے جسے تھا اسے جو وکھہ بھی فیسا پہنچا گیا اس کو کی کوئی برا باری شاک دھوکا نہیں۔ اب پنجھ معلوم ہوا کہ صدیق سرہ مدرس تصریح اس سے واقع ہو گئے بلکہ اپنے نام تھے اُس کی کوئی کوئی دوسری کوئی دوسری حاصل کریں۔ اور اب یقیناً کوئی سایر کو چکر سرہ مدرس کے پہ سرہ ہو گا۔ — افسر نے

اوہ اوہ فیلا۔ دلچسپی تھے وہ مدت کہیے۔ ایسا بھی جو سکنی ہے وہ سکنے لجئے کیا ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے جس نے اسی میں سے کوئی کوئی نہیں تھیں کی تھی۔ تبدیلی بات ہے۔ جسیں خود کی کل پا پہنچے۔ تھیں ہے۔ اخو۔ تم نے افسر کی اکا کو پہنچ گئے۔ تو پھر وہ کوہ المسر کی طرح سیکرٹ مدرسی ہو تھا کہ کوئی کوئی نہیں۔ آج ہمیں فنا ہے اُنہوں نے میکر مددتے ہیں کہا۔ پھر نے ایک بھلکے سے اُنکو کٹھے ہو جاتے ہیں کہا۔ اور پھر وہ کوہ المسر کی طرح اس کی طرف پڑھ گیا۔ جسیں جس احمد اور کاشم کے کی طرف پڑھ گیا۔ جسیں جس احمد کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اس نے کوئی کوئی نہیں کیا۔ اس کی خاصی بھاری تھا کہ اس کے بیرونی میکر بھاگ کر اس کا کہہ بھیت کیس میں اُنہوں نے اور جا گیا۔

لیکن کہاں جاؤ گے۔ فیض نے جو چوتھے پھر سے پھریں کہا۔

تم پر کھوڑا کوئی ہیں کیا کرتا ہوں پہنچ جو سے پاہیں کوئی نہیں ہیں۔ اس نے

پری ملکت کا سہارا یافت پڑا۔ اب کسی بھی پاہنچی ملک کے دریے کو کمی کو فہمی اور
کار ماحصل کی جاسکتی ہے۔ اصحاب حیرت نہ ہیں بلکہ ایک اور پروگرام ایسا
ہے۔ پنجاب اس علی ہمسدانی کو تحریک کرنے والے ہیں اور اسے کامیاب کرنے والے ہیں تھرا
جیا ہیں کہیں کہیں کا بارٹ کو تھاٹی کر دیں گا۔ مدرسے کے کامیاب ہیں جیسا کہ
کہا تو لے کر پہنچنے سے باہر آتی ہے۔ چند چوپانیں صدھر کی طرف بڑھ جاتے
ہیں۔ ورنر نے سب سے پہلے شہریں بخاری رفت اپنے ارضیں جمع کر کرایہ
کی کہ ماحصل کی اور پھر ایک رپاریٹ کے نامیں ایک ایڈیشن کے نامیں اور بعد
جیہے کا فتحیں ایک مناسب کوئی قیمتی ماحصل کیلئے کہیں کہیں بھر جائیدادیں
کوئی نہیں۔ شیخ قویی ہیں موجود تھا۔ جانشی کا فتحیں ایک ایڈیشن کا
درستہ اٹھایا اور پھر جو اسے لے اکتوبری کے پہنچنے کی اس لیٹیشن کا
لیس اکتوبری فیز۔ مسری طرف سے اپنے ٹیکی آزاد نہیں

ہی۔ پنجابی بخاران کے قیفٹ کا بزرگ ہے۔ ۵۰ ہزار کی مشہور شخصت
ہے۔ ورنر نے کہا۔
اس آپریٹر قویاً ہی بخاران کے قیفٹ والے بیکی ہان کا بزرگ تردا ہے۔
تمہارے پس بخاران سلطنت کی طرح مشہور ہے۔
ذکر ہے ان جہاں ہر چہارے سے یعنی قیفٹ کا چھوٹی قیمتی تو ایک کے پس ۲۰
گھریں اس کا دوست ہوں اور بیٹے فنا اس سے ملاحت کرنے کے لیے
اس کا پتہ بھوئے گیم ہو گیتے۔ افسوس کہا۔
بیان۔ ملک، ملک کے قیفٹ خبر وہ کوئی نہ ہے۔

مسری طرف سے اپنے بڑتے کہا۔ وہ خایہ مزدوات سے نیادی تھا اور
کہنے کا طوری تھا۔
مشکر و مشکری۔ افسونے خوش ہے تے ہے کیا۔ پھر
اس سے کہو چل جا کر بخاران کے نہر ڈالنی کئے۔
سیناں بول بنا ہوں۔ دیکھیں ہار گھنی بیجن کے بعد کسی کی
آزاد نہیں دی۔
بخاران صاحب سے خلبے۔ جیرا ہم لہنس ہے۔ جیسا کہ بارٹ
ہوں۔ افسر نے جدی سے کہا۔
تھوہج دلخیں ہیں۔ مسری طرف سے پیٹ بیچیں کہا
گیا۔ اس کے ساتھ ہی مسری کو دیا گیا۔
ورنر جسے تھے اس کو دلخیں پکڑ کر لے رہا۔ جس اس نے پس
نکھڑا۔
آڈیویا۔ اس قیفٹ کو چیک کر لیں۔ غایہ کرنی کا بارٹ ہیں جو۔
دھنیں سے ہانے سے جی کہ معلمات ماحصل ہو سکتی ہیں۔ ورنر نے
کہا اور قیفٹ لے سر خود دیا۔
خوشی دو جو دہ کاریں یعنی کاٹ بندوں کی طرف بڑھتے جاوے
تھے۔ تھاں دلار پر بندے کے انہیں گھٹکی کہی کے ساٹھے ہو کر
گھوڑا تھا۔ بیسی دن کی کہ گھٹکیں کاٹ کے تریجھی تھیں اور خرچی طرح
تھا۔ کہا۔ اس لے ایک کاٹ کاٹ کے بیسی قیفٹ کے ساتھے کی ہوئی
وہی اور جب کہ اس کی کاٹ کی قیفٹ تھا۔ جس بیچنے اس نے کہا۔ سے۔ اس اور
کاہر بگتے۔ دیکھا اور افسر نے بہتر پیچنے۔ کار سے اترنے والے

دہون اور اور تیر قرقم اٹھاتے گھب جیں داخل ہو گئے تھے۔ فرنٹ کے
تکے چاک کا دروازہ مک دی۔

"کیا چاک کا دروازہ مک دی؟" — ساقہ والی سیست پر جنپی
بھائی فریبا نے جو کہ کبھی بھا۔

"جسیں جم عاشی کر رہے ہیں وہ کہ لائیں کہب جیں گے جیں۔ جیں لے
ان درون کو جو چون یا لے۔ ان جی سے ایک ترہ سے جو جو جسیں جنپکے
ساقہ والی ساقہ۔ اسی کا نام جن مہران ہے اور جو ہمارا نظر ہے۔" افسر
نے جو بہبہ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسی کا مطلب ہے میرا نازدہ دامت قایم حکمکی
پڑھنے گے جیں۔" — فریبا نے جو کہا کہا۔

"اُن تھے دامت کہا تھا۔ الہم ملک کے پچھیں مہتے تو یقیناً
ہوں جسیں کہیں تھیں جو یقینی نہ فرنٹ کے پچھیں مہتے کہا۔

"پھر اپنا پیداول مہتے۔" — فریبا نے یقین
ویکھو۔ کیا کہنے گیں؟" — افسر نے کہا۔ اس کی نظریں بے کسر
بھیجیں ہیں۔

خود ای میرا نازدہ دوں باہر آتے، کھانی دیتے۔ اور پھر مرن
مہران کا کہ جی پیچا کر کاٹ کر ان کی طرف آتے تھی جب کہ ناگزیر
ہوئی دوسری طرف پڑھی تھا۔

"اُن بالکل بندے والے کو جس سے بھاگی یا لے۔" — فریبا نے کہا۔

"جسی بیک مریض دیکھو بھی تھی۔ افسر نے کوئی حساب نہ دی۔ جنہیں کوئی بعد
کوئی سکرچ ہبستے ہو کر آئے بندے کی۔"

— فریبا۔ — جو بھر کوں رک چکی تھے اس کی گمراہی کرو۔ جن مہران کے
لئے جا جاؤ۔ — افسر نے تیر پر جیسے کہیں کہا۔ اور پھر جو بھسے تو تو
کیا ایک بھتی لڑکی تھا کی طرف پڑھادی۔ میرا سر طلاق ہوئی
پہنچے اُسی ادھار افسر نے کار آگے بٹھتے ہوئے مہران کی کار کے پیچے
وال دی۔

دوسری طرف کوں پر جو شے کے بھر مہران کی کار ایک بھتی کے سامنے
لیکھ گئی۔ اور مہران اُن کو کیا کیفیتے افسر نے کہی۔ افسر نے کہی کہا۔ ایک
سائیڈ میں نہ کی اور پھر دوہرہ اُن کی مہران کی کچھ بھتی کیفیتیں واپس ہو گئی جب
دوسری سائیڈ میں بھر جاؤ تو اس نے مہران کو ایک فونی پر جو شے کے سامنے
برآمدے چون چار پہاڑ فونی پر قہقاہ ساقہ بنے ہوئے تھے۔ افسر
بھی دوسرے فونی پر کوئی کامدعا نہ کھول کر اندھا داخل ہو۔ اور اس نے یہوں
بیہیں ٹوٹی شروع کر دیں جیسے کے تماشی کر رہا ہے۔ مہران اُس
وقت دیکھو۔ مظاہر کو نہ کہا تھا۔ اُس کی نظریں پھر دوہرہ بھتی جو
پھیں پھر اس نے جد کے نکالے۔ اس کا جو مہلان کو کہا۔ اس کا جو ادا یا
وہ بھتی دوسری نہ کہا دیتے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بھتی کی بجائے
توں توں کی آوازیں سنائیں۔ افسر کے کافی مہران کی طرف کے
بھتی تھے۔ توں توں کی سائیڈ میں پڑے بڑے کاؤں صدھارنے تھے جو
بڑے کے جو بڑے تھے۔ اس نے آکاڑیں صاف نہیں دیتی تھیں۔
— بھتی۔ — مہران جوں مہاں کا اکثر کہا دی۔ — میرا میری کوئی نظر
ہے۔ — مہران کی آواز سنائی دی۔ اور میری بعض کا نام من کر دی افسر کے کھی
کھوئے ہو گئے۔

چاہے سرواد اسے ملے گئی۔ لیکن وہ پیشہ فری میں قماںے
نہیں لے جا سکتے۔ — میران کی آوازنا تین دنی۔ اور پرہد میری طرف
آمد نہ ہے۔ .. میری طرف سے آئنے والی آفتاب ستانی شد سے بھی پتی
اب واپس رہنی پڑی۔ میکا ہب کے خواہ نواہ کی ہاتھ شروع کردی۔ وہ خواہ نواہ
کی کامب باری لکھ کر رہا تھا جب میران پورت کو دید تو وہ خاموش ہو چکا۔ اور
جب میران نہیں مل کر تو وہ بھتے بھتے گھٹا۔

چاہے ہے جیں کہیں بھر میں ایسی لوٹیا جوں۔ سُنکری۔
پند نوں بعد میران نے نہیں کہا اور سری بک جن ملکا کہ میری
ٹھاکریوں سے فائز کو، یعنی یہاں اور جو قستے باہر نکل گیا۔ فائز ایسی ملکوں
میں صورت ملے۔ جب میران برائے ساتھ باہر نکل گیا تو افسوس میں
اسی سری بک جن نالا۔ اسی نے بک سے مکن کی کشیدہ بستی ملکی کو خود
کاں بن جانی تھی۔ اس نے اسے خود بخوبی باہر لے لی۔ فائز نے جلدی میں طے
کیا کہ میں بیب جن نے اسے اس کا حصہ ادا کر دیا۔ اور جب وہ
ایسی کوئی کہ بخچا تو اس نے تھرک کیا کہ کیا کیا کیا۔ اسے پر جلتے ہے کہ کہا میر
نے کہا اس کے بیچھے ڈال دی۔ .. وہ بجے سے میران امام اسیں تھا قاب کر
رہا تھا۔ اور پھر جب میران کی کامیاب تھوڑا تھوڑا تھا کے گیٹھیں مانگیں ہو
گئی تو فرز کا برشناہ آئے تھیں گی۔ اس نے پیک حساس بچوں پر کامیابی
اوپر رکھی اور کوہہ دا پس اسی تھوڑا تھوڑا تھا کی خوف بٹھی گیا۔

دنیوں میلیت گلاؤں کب جیں ہو جو دن تھا۔ اس نے میران نے کاٹا
کہ دن یہ ہوا تھا کہ یہی ملکوں کی ماضی ہو وہ اس سے واپس رکھتے
شکراہ معلوم کر کے۔ اور خود وہ واپس اپنے فلمیت کی طرف پہنچا۔
وہ جو دن کیسیں پڑھا تو میں اسحال ساختا۔ واپس کی اصل بیعت کا ایسی طم نہ تھا۔
وہ بظاہر اس پر کوئی دس بھرم بھی نہیں تھا۔ جو تھا تو اسے کوئی سیکرٹ سروس
کے کوئی نہ کہ دیں آتے۔ اس نے میران اسی تھوڑا بھرپور انشادیں
دیکھی۔ دل سے اس تھا بکرا اس کا خیال تھا کہ یہی لاضر کا پتے گئے گا۔ ..
اپنے بیعت کی تباہی کو آجھے کر کے گا جاتی۔ لیکن میر نہیں کہا۔
میران کو دو اتفاقی بیک دن کے ہامیں کوئی خاص روپی خیال نہیں۔ لے
اپنے معلوم تھا کہ ایسے دن ایک بیماریں معمول تھا ایسیں دیباشت ہوا۔
اپنے خاتمی تھا اسے یہ پانچھرہ ہمارہ بے صاحب ہے۔ لیکن اس کے
بعد ایسا مادہ چرکہ اسیں دریافت نہ ہو گکا۔ اور وہ یہ بھی اس مادے سے

مغلیں اپنے باریا اُتے استھانیں رکھے اگر کسی نہیں اپنے قلمی
بیداریوں کی خود رت پڑتی ہے۔ زندگی میں بروٹ یا چاپ۔
تین ادھر پا ایشیا ایسی بیبا فریان قائم کرنے کی وظیفہ تھیں تھا۔ اس
لئے اس نے اسی ملٹھے میں زادہ بیوی شلی تھی۔ خلیت جلتی ہوئے
مریخ کو بجا کر خالی آیا کہہ۔ سپتال سے معلوم تو کرنے کے سرواد کی
خلافات کاں بادرٹ کے ساتھ ہوتی رہتیں اور اگر جو ہے تو کہا کہ کوئی قیام
تو انہیں مجھے دے۔ چنانچہ اس نے کارکاں پیٹھ کے سامنے رکھ کی اور پھر
اس کے ساتھ سوچنے کا دوڑنے لگا۔ اس سے کوئی فن بدھیں نہیں گی۔ اس
لئے سپتال کے قریب ایک کمرہ کو تو اسے جیلانیا کمرہ کہی۔ بارٹ کو
سپتال سے مدد حاصل کر کر رہے گئے ہیں اور مولیں کے سینے پر جنم پھینڈ لگے ہیں۔
کوئہ فرد نہ اپنائے سس جسیں اس سے ہے۔ کارک بادرٹ کو سرفاہنے
نہیں اس سے بچنے کی دلائی۔ سرفاہنے کو کہا جاتا ہے اس کے متعلق اپنی طرح جانتے
ہے۔ اس پر بارہ باراں میں موچا جو جذبہ کو رجھانا ہمیں سروصت سے متعلق ہے
اس سے سرفاہنے کا اپنا ہو۔ ماہاڑوں کا اختاب کیا ہو گا۔ چنانچہ سرفاہنے
نے فون کی سخن کے بعد پیٹھ پر بھٹکتے کی جاتے رہا وہ سرت، ماہاڑوں
جلتے کو فصل کر کیا۔ جانکر سرفاہنے سے باہت چیز کر کے کارک بادرٹ کے
ستھیں کوئی جی فصل کیا جائے۔

اکٹھاں۔ پھر کاک گھٹھ بوجگا ہے اپناء انتقام کرتے۔
ماہاڑوں پہنچنے سے سرفاہنے تھری ہیں کہا۔ وہ کری بادرٹ کے ساتھ
ہی دھان آجودھتے۔ پکتاں بندھی داں پیچا کھانا۔ اکٹھاں نہیں کی
کہا۔ ادھر پکتاں بندھا کا مدد پیچھے پیچھے کرنے ہے کیک دوسرا۔

سے باداں جس صورت تھے۔ جذبہ کے چھوڑے اوساں کھوں جسیں لیں چکا
تھیں میں سے دھا کا کاپ باد پیر جمل کی نذری ہیں بروٹ یا چاپ۔
کیملا انتظام دو کوئی۔ بیان جنم کے طور پر جذبہ کو صورت تھے۔
کارک بادرٹ کو کہیں رہے کہ کوئہ مuron زہار کے سامنے اس کے مخلفتے اگلوں
کو رہے۔ عمران نے مکان نے جوئے گیا۔
کارک سوت کرو۔ انتیاں ایم مندے۔ اسی نتیجے میں جذبہ
کے خالی سے کارک بادرٹ کو بیان سے تراہاں۔ سون۔ کارک بادرٹ نے
انتیاں سے ناداں بیٹھ کے جمل میں ایک دن کو صیافت کر لیا ہے۔ اور
پور جوب انہوں نے ایک دن کے بارے میں پڑھا کہ خوفزدہ بیوی ناداں
پیٹھ ہے۔ اور انہوں نے دھاں سے اس بادے کو سمجھ لیا۔ اور
اُسے ہاں پا پکڑ گئیں اور کاک بکھر چھپا۔ اور کامیال تھا کہ ایسی
ہیئت میں اس کا دکر کر جائیں گے۔ مکار فک کے حصہ بھی اس کا امام نہیں
ہے۔ پیکیں شاید سرفاہنے ناداں یعنی کوئی اس کا مسلم جو گی۔ چنانچہ اس
لے اپنا کاپ رکھتے ہو گئے کہ انہیں اپنے اکارے کی کارک بادرٹ کی لیکن جذبہ میں
دو ہے۔ اسی کاہل سے پہنچ گئے۔ اب تو ایک دن کارک بادرٹ ناداں
مقرر کو صورت پا کر شیخ کے حواسے کو تاہب ہے ہیں۔ بیان ایشیا کے
لئے انتیاں نئی نئی چور ہے۔ پچاپھی میں سے ہیں سپتال سے ہی
صد و ملکت اور سرفاہنے سے بات کی قوا انہوں نے فردی طور پر
اس بادے کو کھوچتی تھیں جسے کی کوئا اہمیت نہیں کیا۔ وہ کری بادرٹ کے ساتھ
کوئا اہمیت کے طبق اسی کی جو یہ کے حاصل رکھتا۔ اور انہیں نہیں کی
کہ میں دھی کر دیا گی ہے۔ سرفاہنے نے قیز تیر لے چکی کہا۔

لیک ہے۔ دیتے والا جب تباہ ہے اور یعنی وہ ایسی بیانات
ہے اُنہوں کا اخراج ہو سکتا ہے۔ اس بات آپ کا کیا کہل ٹھا۔ اسیں
سے کہہ بھی سمجھئے کہ جسے باہر پڑی خلائے مانچ چ.....
مرانے لئے بھی ہے تو ہے کہا۔

بسیں میں مذاق ہوتے کہ پوری بات سن وہ کلی ماہر ہے نہ یہ
ماہر یہ فناں قسم کے ڈے ہے جو دنہ کو کے استے پار کشیدے کے شامی
جنگی میونسی پھٹپٹا یا گولے۔ اور مزید مانداری کی لڑائی سے وہ کام
کرنے والی دنہ کو کوئی جسیں ہو جاؤ ہے۔ جو کوئی ماہر یہ
ہو تو وہ اپنے بندپوخت ہے یا ہے جو کوئی مانداری کی دقت ان
سے ذریعہ ہے اور وہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ وہی کہتے
ہیں کہ جائے م۔ مزاوائے کی۔

یہیں آگے کرنی والی بات سے پہلے پہنچان صاحب کپتانی سے، پیارہ جو
جانتے تھے۔ مگر ان سے مذکورہ بات سے بے کہا۔

ایسا بھی ہے سکتے۔ جس کے نئے بھی کوئی نئی کوئی کا اعلان تو ایسا
انفعن ممکن ہیں کوئی بھروسہ اس سلسلے کے خند اس قدر ہیں اور یہاں بھتے
ہیں کہ تھامی سے ماد ہیں کھاتے۔ جبکہ کوئی کی جیسی مدد غصی طیلی ہوتی ہے
اس کے باوجود اخنوں نے اس جگہ کے متعلق خستہ بوجہ کو اور کچھ جمل
تی اپنی کی خانی بنہ کرکے کبھی بول جنہ کے حصے ہے جو کچھ کو وہ بے کم
بلجتے ہوں کہا ہو جس کی سال بھی لاکھی انسان یا جاہاڑ کے حصے ہیں
ہے تو تھامی خیس ہوتا اور نیکا جا سکتے۔ جو کچھ بندہ کی ہوت
کی صورت میں اس کا بیٹ چاک کر کے اس کے حصے سے یہ کچھ
حص کیا جاسکتے۔ کوئی ماہر ہے اس کی فضیل ہی اپنے دھیت نے

تین درجہ کہے جسیں۔ سردار ہے کہا۔
تو اس کیا ستر ہے۔ کوئی بہر ٹھیں مثلاً افسوس ہے جیسے اور کپتان مار
بھی تھری ہوتی کیتے۔ مگر ان نے پورا ہوتے بھیں کہ۔
کہہ ٹھیک ہے۔ اس ملے تو تھامہ اس تھار کی جادہ ہے۔ پریشانی میں ہے
کر جو فقر پڑی با رکنی۔ بہر ہوتے عاداً کرنی۔ اور مشکل پیش ہوئے اسیں
خوشنے کا احساس ہوا۔ اس پر انہوں نے بندہ کو بھی کہہ دیا اور چیک کر کے
کیا کہ وہ بڑے سچے سلامت اپنی جگہ پر پورا ہے۔ جب کوئی ماہر یہ
ہو تو اپنے کو حقیقی میں ہو جائے۔ وہ شاید اسی دلتنہ خدا جب افسوس اور
اسی کے ساتھی کرنی۔ اب تک کوئی اگر کے جادے تھے۔ بہر عالی ہر شر کے
پر کرنی۔ بہر ہوتے بندہ ہے پہچاون بندہ نے بتایا کہ وہ اپنی مادیت جگہ
بھروسہ ہیں ہے۔ اس سے نکالی یا لی یا ہے۔ سے داد
کہہ۔

چوچھہ ختم ہوئے۔ نہ بڑا پڑ بچکی ڈیا۔ میرا سطہ ہے نہ، نہ باش
اور نہ بھی انسری جکاب بھروسہ اس ملے کے شہری کا شہر دست کرنا
چھٹے گا۔ کیوں کھو شہری کو فرازی سادگی کا جاتا ہے۔ مگر ان نے خوبی
انسی یہیتے ہوئے کہا۔

نیوں۔ نیوں۔ نہ مدد ہے تھے اپنی ایم ہے۔ میں نہیں مددی
ہاتھ مدد ملکت کے ساتھ قبول ہے کہ۔ مدد ملکت نے قدری ہو
پڑھا کہ ان کی تلاش کا کھم دے دیا ہے۔ اور شاید اخنوں معلوم ہیں کہ
مر سلطان نے اس کی مددی بھری ہے۔ مدد و امداد اس کا دل میں
ہاتھ کر قبھرے کہا۔ کیوں کھو کر انیں ماہر ہٹ کے ساتھ ایک ڈکھا نام د

لیں چاہئے۔

بُس بُنیٰ تو بُگھیں کہم اس مادے کو کی کیون گے جو اسے
پاس لے کر بیمار رہا جیں جیسا اسے استعمال کیا جائے۔ — میران
لے کر۔

خدا اس بات کا چونہ بخوبی شاید عمر نہیں کر سکی اور قائم نہ پڑا اس
مادے کی وجہ پر اس کے بعد بچھتے ہیں اس بخوبی کے نتیجے مادے کی وجہ پر اس مادے
لے کر جیں کہنسنے تا دینے سے کی تھی۔ ہاتھ سانسداروں نے تو اس سے
ڈھانی کامیٹے کے باہم یہ سچا چاہ جب کہ جس نے اس سے تحریک کام
یعنی کے سطح پر بخوبی کی۔ اور جو فکر کہ مادہ منہ ذمیں کا تھا اس نے
سادی بات تھی کہم تو کمی میرنی بخوبی کے مطابق اس مادے کی سہولتی
مقدار سے اس قدر اتنا مصالحی جا سکتی ہے کہم ایسے مادے کے تمام
کار خانے، کوئی لیڈر ویل اور تمام مشنی کو ایک جزا مال کہے جائی
سے چاکٹے ہیں۔ میں بھی کہ اس مادے کے مصالح کرنے کے بعد
میں بھی یہ ایک لئے کے طبقے ہے جسے کہ ایک لئے۔ ایم پڑوں اور قل
مصالح کرنے کی خدمت خدے ہے گی۔ اس مادے کی سہولتی سی خصائص میں
جزاہی صورج سے بھی زیادہ توانا اسی مصالح کی جا سکتی ہے اس اس کے نتیجے
کسی بھی بخوبی کے باہم تو یہ کی خدمت نہیں۔ میں بیمار اور کوئی کام ایک بخوبی
لے جوں، میں ایک اسی طبقے ہے جو کہتے۔ اب فوجوں، میں بچھتے جو کہ ایک دن
ہیں اس بھاتے ہے تو جاہ، اسکا مصالحی سماں کی صرفی طور پر کسی مقدار خشمال
کرنے کی بادی ہے مکتا ہے۔ میرنے کیا اس اس کی بخوبی کی خدمت ہے۔ اگر
مچھوں اور آجھیں میں بچھتے تو جسی مادے کے اندرا اور بند قیافی سے بخوبی ہیں۔

مراد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
”اصھ پرورد اتھی یہ جو اسے لئے انتہائی تھی ہے، اصل اسے
اکو شفعتی پڑتے گا۔ — میران سے بھی باہر ہو اس تو اسی پڑیتے
ہوتے۔“

گھنی کرنی بدھت اب پریتھی جوئے کی خدمت نہیں بس اس
شیخان کے آنکھوں پر کی خدمت تھی۔ اب بیرونی، مکوکت پاگالیں سے
بھی اسی مکروہ کو ختم کرنے کے لئے گا۔ — میراد نے میران کے آنکھوں پر
ہی انتہائی صرفت بھر سبب بھی جس کوئی مادر ہے اس طب جو کہ کہا ہے اب
تک بھکن خاموشی بخیتے ہے۔

میراد بھی اب کہ پیشی نہیں آرہا کہ میں ایک دن بھی دنہیں ہے
یہ کوئی بھی ستم ہے کہ کپتان حملہ نہیں کہتا۔ بہت سے بچھتے ہیں جو اسے
ہو سپاخون ملک بیوی کیا ہے۔ میں کرنی بدھت نہیں میں اگر کہ بھی ہیں کہا۔
پہنچتا ہے اب بچھتے ہیں پہنچتا ہے کہ ایک دن میں دنہا اور کہ کپتان گیوں کا
اس دن صحری بات ہو چکے گی۔ یہ کہ کہ اس طبقے میں ڈھنے کے نکالا جو کہ
کہیں کپتان وہ بھل کو نہیں جھوپ لیا۔ — میران نے کہا۔

کپتان کبھی بھی بھس پھول سکتے۔ میں بتائیوں۔ کپتان نے اسی پرورد جعل
کے وجہ پر اسی طبقے میں کی تھیں جس کوئی کوئی کپتان کے سفر قیصری کے
لئے بھیجا تھا۔ دنیں بھک کوئی قریں پہنچ کر کہ اس نے کوئی بچھتے ہیتے ہے کہ
اکو شفعتی کی کپبان۔ کرنی بدھت نہیں کہا۔
”بیکھو ہے کہ میں اس طبقے میں کے اندرا اور بند قیافی سے بخوبی ہیں۔“
میران سے بچھتے ہوئے کہا۔

کچھل مہر نگاری ہے۔ جس کا اور بھی صنم ہے کہ تین گی تھیں
ہے۔ تیسیں اس قدم پر تھیں کیونکہ جس پر خدا چنان تھیں ہیں۔ اور اب تک سن چکیں
ہیں ہے۔ اس کا علم مرد پتلتانی کو بے پایا اس کے حصے جس نوجہ کے پر
کے اندیزہ پڑھئے۔ کرنی مادر شے کہا۔

اس بے کی ساخت کی ہے۔ میران نے بچا۔

یہ بہ پدر دشمن رخ کا ہے اور صاحبی تھی کی دعوات کو بنا جاؤ اے۔
میں یہی کسی دعوت باتی مداخلی نہیں ہو سکتا۔ اسی میں مقام میں موجود ہے
کہ میں یہاں بیٹھا ہو ٹھاکی ہے۔ کرنی مادر شے بچا دیا۔

لیکھ ہے کہ کوئی مخفی ملک نہیں خدا غفاری کے کتابی سے اہ
بھوت دھپاک ہے۔ میران نے مرتباۓ ہوئے جا دیا۔

نہیں نہ اسیں موجود نہیں ہے۔ جس سے پہنچانے سے وہی فیصل
صلح کی ہے پہنچانے لے ایک بیان پہنچان ماری ہے۔ اسے ڈھنیں
و۔ کرنی مادر شے کہا۔

وہی آپ کا کیا خالی ہے جس کی تہیں داشت چنان سے ہے ایک کوئی
ٹھوکتا ہے وہ اگر اب بیان سے ٹکڑا ڈال پڑے تو پھر اس کی بینہ کے
ایکہیں کو اس کے پیچے بدل کے کیا تھرمت تھی۔ اور بیان پکھ میرا
ایک تھے ایسیں ایسی باتیں جیسی حتم بڑی کہ اک یا کسی دل کی یعنی
پیش کیا ہے اس کو اخواز کے جانے کی جگہ اپنے بیان نہ کر
کہ وہ مادہ میں کئی کہ ستری کرتے۔ میران نے کہا۔

اکی ہے پہاڑ کی کجی کیجی سانچی دی۔ اور اس کے بعد اسی حکوم
ہے ابھی کا جیسی بیٹھی ہے پیچے کریں جو۔ اور اسی میں اسی حکوم

شیں میران کو جیپ سے اچھا اور بھر بے کھائنا ہے اسی چھا پچھا کمرے کی دفات
بلا۔



تمالت کی چار ریا اسی پہنچتی تھی۔ اس نے لانسر لے آئی کر کی۔
امیر پر پائیں بانج سے ہوتا جماد ملارت کی بھی طرف مدد پال کے سوچے
سمتے پائیں کے کوئی بندگیں ہیں اچھتے پر بانجی۔ چوت کے
کنارے پر بانج کو کوئی کارے سے بھی بچے نہ ہوتے راک کروکی کے شپور
اٹگی۔ اس عرض کا سیہہ تقدیر فرماتے کی اکٹھی ہے بے چھاتا۔ میکن
بیٹھ دی کی وجہ سے مدد مرغ فوج بانج کے قریب کم جوا غائب نظر
نے سیہہ کو دفعوں بانج سے ٹھاکری کیے۔ کھلے گئے۔
بعد اس نے اپنے جسم کو بھول کر کے نہ اپنی ندی سے جلوہ بیانو
وہ سر سے کے ہو جاویں یہ بکاری کھاتا جو اسی پیارے بانج کے اپر سے
گز کر تھوڑا نادرت کے سیہہ بانج گی۔ کلبلا یہ کھانے کی وجہ
سے اس کا جنم ٹھاکری بھل کر بھبھنے کی طرف آتا تو وہ میانی کا حملہ
کر پچاڑہ اور وہ سر سے ٹھاکری کے وہ دن بہار تھوڑا نادرت کی کھوکھی
کے شیخہ بھکتے۔ اسی کے ساقی ہی اس نے ایک بار پیرا شیخ تھا بانی
کلعلی اور وہ سب سے بے ٹھکری کے اسی کا جسم شہزادہ کے امداد بھی گی۔ اس کے بعد
مادرت کی چوت پر پیچے ہیں اسے درست گئی۔ پیدا ہی تیرت ایک گھنٹہ
تھی پیچے والسر کی تربیت بھی اسی تھی کہ اس قدم کی پیلا گیں اس کے
کوئی مسوکو نہ تھیں۔ چوت پر پیچے ہی ۱۰۰ اقتداری احتیاط سے بکھرے
بکھرے انماریں جلتے ہو اسی تھوں کافی بینی اور ہر سرچھاں اُر کو ۱۰۰ دہانی
مزون لیں اگے۔ ایک بارہتی ہیں پنچھے گلوں کے دشمنان سے بچے
۱۰۰ ایک دو خصان بکھرے ہیں۔ اس کے کافی ہیں انسانیں کافی بکھرے
کی آواز نہیں ہی۔ اس نے د اسادہ مستھان کھو دی تو اسے یہ کی

کوئی مکانی دیا۔ جسیں سماں پڑا براحت۔ کمرے کے سامنے کافہ داں مکھ
بھا تھا صراحت کی آوازیں، جس کے آرہی پیش کیکہ افزو شامواں سی
وہ اسے کے سماخ پیٹھے بانج کہے تھے۔ کہا تو نہیں بکھریں۔
یکنہ اس کوئی غزوہ بیچی کے اخافا کھو جیا بدلتے تھے۔ بُسی تھے اس کے
کافوں جس کوئی بارہت کی آواز پڑتی مسندہ بُری طعن کا کام کر کر بارہت
کی آوازی کر اسی کوئی بھول پڑوں ابھننے لگا۔ وہ کرنی۔ بارہت کے ٹھکنے
ٹھکنے پڑنے لگا۔ تکون کر کر بارہت کی بیسے ہی اس کے کافی بکھرے
اس کو کوئی جسم کو لخت تھی گی۔ کر کل بارہت ایک سوچان کی بیسے بیت کر
رہا تھا۔ وہ سب سے ایک امداد از سماخی دی۔ بعد اور اور نہ تھے
وہ سبھی گئے آواز اعلیٰ سحران کی ہے۔ وہ اس آدمی کو کھی کر جو بکاری تھا۔
وہ کر کل باہم سے پڑ پھر، باہما کار پھیپ دن حالانکا پر کہاں رکھا گئی۔ خدا اور
پیر بکھرے سخن کے بعد اس پر یوں یہاں اکٹھا تھا جو اکر کر کل بارہت ناک بیٹھ
سے ریکھ دیں پہنچے ہیں جو حصی کر کے کوہ بیان لے آیا تھا۔ اور ۱۰۰ دہانی اس
لے کی ٹھکری، حرارت کے ٹھکری، جو کہ کوئی میرہ جھلکی کی دنیا بھیں
کی جسم بندگی مدت پھیپا ہے۔ میکن اسی توہنہ بناں کہ جید ہیں
ہے۔ ابھی وہ بارہت جیت سی ہی رہا تھا کہ ایک دو جھنکی بھی کمرے
ہیں، اٹھنے ہو رہے اور کھا بیٹھا پڑا دھیان گھٹے۔ کھٹکو نہ تنہیں گھوٹھاں
لئے وہ خودی بندوپر نہیں کھا اس سے جو چھوٹی کا اجتنابی پھر تھے سے بیٹھا
ہیں۔ کھٹکو نہ ہو تو مٹوں میں سے بڑے اور کھنڈ کھنڈ کر کیں دار کر کا تھا
ہی وغزوہ دی تپڑ پر کوکت ہیں آیا۔ اور اس کے ہاتھیں کچھیں کچھیں کو اور اخون
بگل کی سی تیزی سے سے حاہر کر اور جبکہ وہ جھٹی ہو اور بہتر کرتا۔

نہیں کوئی دوں گا۔ بچے جلدی ہے میں فخر نہ جدی سے
جیب سے ایک بڑا فوت لٹکھتے ہوئے نہیں کہا۔
لندن میں کاریکے کا سر کشی کیا تھی، سکھ ہری پور اپنے مانی کشی
و حسین کی طرح لا لگی۔ اس سے تیرزی سے گیر لگایا اور شیخی آئے پڑھا
ہی۔
کوئی ہر جا ہے جناب۔ ڈالنے والے گاؤں آئے بڑھاتے
ہوئے پوچھا
نامہ ہا اس۔ فخر نے جان پوچھ کر ایک مدد و امداد
کا بہت رواہیں بھی فرمایا کہ ہر بے پورت ایک آنی حسرے سے
لیکی تیرز قدمتی سے آئے بڑھتے۔
یعنی ابھی ڈالنے کوئی موقوفی کی کارکی جوں گی کہ فخر نے
اس کے کام تھے وہ باقاعدہ کرنے کے کام اشادہ کیں۔
زم زمہ اور سرکب کا کایا کاث واد بھی ہیں اشادہ۔ یہ ایک
خود کی کام پیدا ہی گئے۔ فخر نے زم بیچ جس کبہ اور دوچھی قریب
نے سر جاتے بھی خلیلی ایک سایہ پر دوک دیتی۔ فخر نے اسے
فوت رواہ اس نے قدمتی ہی قدم کا کاث بھی لے لیا کے جائے کوئی دی۔
جناب ہی نے سطل کرایا کہا ہے۔ ڈالنے کے حکایتے
ہوئے کہا۔
ستگری۔ فخر نے باقی رقم لے کر بے یاندی سے جیب
بیٹھا ہے جو تھے کہا۔ اوپر اور دادا کو گول کر کیجے اچا آیا۔ وہ اس وقت
کھو دیں کہا اور جب تک لیکھی آئے پڑھ کر کیس پر سے مرکز

وہ روشنگر دیکھا تھا۔ وہ بھٹے لے جسی کے حق سے جیج، ملک اور دادا درہام
سے بھی خیز شش پر گا۔ وہ سرپرداز کہتے ہی کسی سانپ کی طرح پڑا۔ اور پھر
انتہائی تیرز قدمتی سے دوچھا ہجاؤہ میں صاحب ڈالنے کو گھٹ پر آیا۔ اس
اس کے بعد وہ ایک بھٹے کے نکوہ کی کشی پر لٹکایا اور سرے
ے ایک بڑا پھر اس کا جسم ٹھلاڑی کا کارکہ ہاں تیرز ہوا الحمد لله رب کی
کھڑکی کے سیٹیڈ مکھ پر بچا ہوا۔ دہلی سے وہ بھٹ پر بچا اور پھر
انہیں بانیوں کے قدر ہے میں اتر کر کہ بھلی دیوار کا اس تیرز قدمتی سے
بچا کیا ہیں ملے وہ بھٹ خواہیں بھاک سے جس کے لئے بھکاری کے کچے
ہوتے ہوں۔ دیوال کے قریب بختی ہی اس نے خدا کا جسم ٹھکایا۔
اوہ پھر باریں لاندا ہوا وہ بھٹ میں اوار کر اس کو کے پیچے گلی میں بچا کیا۔ اسی
لئے اس نے تھوڑا نامہ دی کہ صحت پر بھکی آدمی کا سامان بھوپال کی مکانی
وہ کے خریدنے کا ہوا ہے جو دھیگا۔ یعنی اس پار انگلی ملک کو مرکز کی
درست جانے کی بجائے کوٹھوں کے لفڑی جس ہی آئے بڑھتے ہیں۔ اور
بڑھتے دہ کھام کو کھوک پیچا تو دوسرا تھوڑا نامہ دیتے سے کافی دوچھا
پر بچا ہتا۔ اس کی کوڑو سری سمت ہیں تھی۔ جب کہ وہ اپنی سمت
رس بھا لتا۔ یعنی اس نے کاد کی پروادا۔ مگر اسچ جاک پر سے جی ائے ایک
لیکھی کو لگائی۔ جسی ہی سے ایک صاف راہ کو کرایا دے رہا تھا میں سے حا
لیکھی کی طرف ہلاکا اور پھر اس کو گھر سے پہنچے تیرز اس نے دادا کو کہا
اصا بھل کر اشادہ کیا۔
جناب یہ تھی۔ ... ۔ یعنی ٹھاکریوں نے نکار کر قدرے
ستگری تک پہنچا۔

س کا تعاقب کیا۔ یکجہہ جو ملک پرچ کا اور کمرے میں پلاگاڑہ کھتم
نے بھے پڑے بتایا تھا وہ دنیا، باطنیہ ہے۔ افسوس ہے۔ اس نے اپنے
جی آئی۔ فیلانے میڈیا کے بھائے جو اپ دیا۔
چلو یکسے۔ یہی اب اس کی حزورت نہیں ہے۔ ساری
حورت حال صرف واضح ہو گئی ہے بلکہ جلدی گئی ہے۔ افسوس
نے عکس تھے اب دیا۔

وہ نقصان و میں ہو گا۔ بند بھول جی سکتے ہے آئندہ رہے چاہے
اک جی خشنہ کیوں نہ ہو۔ فرنٹ صرحوتے ہوئے کہا۔
لیکن اب وہ دل بھی اسے عالمی کرنے کے بعد ہم بھی یہ مغلیں کام
انھی کے سکم کے خلاف کرنا۔

اس کی نکونی سے غائبِ دیوبنی میں کے بھائیوں نے مولیٰ کلماں کی تحریر
وہ سریٰ طرف آگئی تھی۔ شوہری وہ صد ایکس خالی ٹکنی سی کے قریب
اٹھ لے گئی۔ فوجیوں سے کمی وجہ سے لیکن فوجیوں میں بھروسہ اُستاد پاچھا کہ
بھائیوں کے دفتر نے ٹیکنی سی بھی کا تھخنا مار رکھ کے مانندے راقی سینا
ہے اس کا نام چیانا۔ یہ ہم وہ میتھے ہی یاد کر لے گئے تھے۔ اور ٹیکنی سی لے گئے بڑھ لے گئی۔
شواہی وہ صد ایکس کے ساتھ اپنے کا بھائیوں کا یاد کیا وہ کہاں نے
ٹیکنی سی مائیں رکھ لی تھی وہاں کہہ سکا کہ نہ جادا جائے۔ یہیں سینا کے
پر اسے ہیں داغیں ہو کر جلد ٹوپی ٹک کہ اس لے دیاں تھے جو ہم نے پہلی
اشتبہات دیکھے اور یہ تین تیز قدر سی طلاق ہے اسرا گیا۔ اس کے بعد
پہلی ٹھاکری ایک گھنک کا ٹھنڈا ٹھنڈا۔

تکونیہ اپنے کام کا پاہا بک جندھا۔ خواہی دیر بعد وہ کام پچھا گی۔ اور پڑاں نئے کار دا بیکا پینی۔ ہائش گھوکی افر ہٹھادی۔ وہ ایک یعنی ملدا مصل کر کچھ تھا۔ ایسا از بسی لے ساری صورت حال تی جل، ہی حقیقی باب کرنی پڑھ کو اوناکر کئے جانے کی صورت نہیں۔ پکد باب مذکوب مصل کرنا تھا بسی ہی ایک دن تھا۔

تھوڑی دیر بعد صدقہ بخی ملائش گاہ پر پچھا گیا۔ فیض اداں ان کے خاتمہ تھے۔

لے جاؤں تھے اپنے آگئے کیا پڑھتے ہے۔ افسر
نے اس سے پوچھا۔
کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ شکر لینے کا سچھے ہیں میخانہ۔ تقریباً
آٹھ تھے جبکہ دیکھ لیکھی جسی میخانہ کیلے۔ اسی سے ہمیں کامیابی ہی

پس پاؤ ش دھاری دا کوٹ اُس کے سخت اخموریں تو مہریں دھائیکے
شوریں ن آ رہا تھا۔ سیریں صلیں اُن کے جب دیکھے بخوبی اُس نے جا اکار
جذون کی جیڈے سچ کرتے دیکھا۔ اُن اُسی لئے اس کے نہیں جسیں جھکا
سایہ۔ اُسی بساں کو اس نے کپٹے کے بامانے ہیں پہنچ دیں بدقسمے
بستیں فلن کرتے، سخت ساختہ مانے غنیمہ تھیں کچھ تھے
کون خاہ۔ سر والوں نے پوچھا۔

سیرجی تھا قت کا خاہ بگاہ۔ اب کہ اُسی نے اسیں زیادہ پہنچی
نہیں لی تھی۔ لیکو ایس جزوں پر قارکر کے سی نے کچھ جوت کے پہنچے
پہنچ دیکھا کیونکہ یہ تھے ہیں۔ جزوں پر ہاتھ اٹھانے والا نہیں ہے
کتنا۔ مگر ان نے ابھائی سنبھال لیتھے میں کہا اور کسی پر جھیل کی۔
اس کے پہنچے پر کب لخت پڑا ہوں گی کی سخت ایک ایسی تھی۔
کیا آپ نے اسے پہچاں دیا ہے۔ کبھی ماہریت نے پوچھا۔
کیا۔ ہے لائفرا۔ ناماں لیڈیہ کا لخت۔ مگر ان نے کہا۔
اور کبھی ماہریت اُس کو ہام سختے ہی کب لخت ایکل کو جھیل کی۔
اوہ۔ تودہ یا جان بھک پیچ گیا۔ کریں ماہریت نے کہا۔

کچھ رائیں نہیں۔ بین ادھات اتدی دا تھی کسی پھر کو تکڑا تاکر کے
پس ساختہ تیادی تھی کر رہے۔ جو اس کے دہانہ را ادا کو اُس کا طالع سستھے
لکھتا۔ مگر ان نے کہا اس کا شکر خرا جوا۔
لیکھدے سر والوں میں اس نے بے کو تلاش کر رہا ہوں۔ آپ
کو ماہریت میں جائے گی۔ اور کبھی ماہریت اس دتر کے یہیں میں جائے
یہاں تو ہر صورت میں محفوظ رہیں گے۔ مگر ان نے تیرنے لیں گے۔

حرا۔ جب کھرے ہیں مغل ہو اُس کی لئے کپٹھان پسندید۔
سے پچھے کرنا اور پھر پڑھوں گی لافت جنگ اغرا۔
پکتائی پکتائی۔ کوئی ماہریت نے لیچ کر کیا۔ اور کچھی سیریں
پڑھتے یہک لخت مک گی۔ مگر ان نے دیکھ کر جذون فرش سے افسر باتا۔
گول اس کے کہنسے ہے پر کی تھی۔ وہ فدا ہی پڑھ۔ گولی کی پوزیشن دیکھے
ہی وہ بھوگیا تھا کگل اپر روشنیاں سے چڑھی گئی ہے۔ اور پھر
وہ ابھائی چیزوں فاری سے سیریں صلیں چڑھتا اور پھر پہنچا۔ اُسی نے
اس نے ایک سایہ کو مخفی درست کی کچھی جیسا کوئی کوئی کلی جن غائب ہو جائے
دیکھا۔ وہ نہ لئے تھا اسکی تھی کوئا رہا۔ اور پورا اپس پیٹھ بیٹھ آیا۔ اس نے
سلیے کو اورن لیس کھو دیکھا تھا کیجی اس کے کچھی جمپر پھوپھو بیاس کو کیکو کر
دیکھ کر چاہا۔ یہ بیاس اُسے کچھی مادیں ملائیں دیا تھا۔ وہ بیاس
بیٹھا تھا بیسے بیاس اُس نے ابھی تھوڑی دو پہنچ دیکھا جو۔ کلکشی دینک

"اوہ کے اب یہ چھڑا ہوں۔" — میرزادہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔
میرزادہ اپنے جس اپنی ماں کی خواہ پر منتقل ہو جاؤں۔
کہنی پڑتی ہے کہا۔
اچھی تحریک کرنی۔ جب بیک یا ایک نعمت ہو جائے یا جب
کہ ایک دن نہل جائے آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے۔
میرزادہ کے کہا۔

جہاں تک میرزا آئیڈی ہے۔ اب دنسر کرنی دہر ٹکری کی کھینچنے
آئے گا۔ اس نے بدقسم جہادی گھنٹوں سیل ہو گئی۔ اس نے اب وہ زخمی
بیٹھا اس نے اپنے چاندی پر چکر لے گا۔ — میرزادہ کے کھل سنان
چورچی اگر کتنی راہبرت یہاں میں قیام ہو رہے ہے۔ جو سکنے ہے
کلامی کی صفت ہیں وہ کتنی پر انعامی فارم کریں۔ — میرزادہ
نے کہا۔

ٹیکھے دیہیں رہیں گے — لند کرنی راہبرت آپ تعلقی
بے ٹکڑیں۔ اب یہاں اجازت کے بغیر جو یا بھی ہیں پڑوں گے کی۔
میرزادہ نے کہا اور کرتل راہبرت نے صرف چاہا۔

میں چاہتا ہوں کہ اب پہنچے فودی طور پر اس نے بے کی خلاشی کی جائے
اس کے بعد فخر سے بھی خست یا جانے گا تو کتنی اگر آپ اجازت دیں
تیریں کھلانے کو ساختے جاؤں۔ تیریں کام فودی طور پر کرنا چاہتا ہوں۔
میرزادہ نے کہا۔

"بکھل بکھل۔" — کرتل راہبرت نے کہا۔ اوہ اس نے کپتاں جندکو

کھکھ دیا کہ میرزادہ کے ساتھ جلتے اور اس کے ٹھکر کی ایسے تھیں کہے
جیسے وہ کرتل اپنی راہبرت کی کرتا ہے۔ جنمدی نے خیز بیخ کو سرطاں دیا۔
میرزادہ اور کوتلیٹ پر پھوپھو کر میرزادہ اپنے میان اندھرا کی نے سائنس
کے کمرے میں پاکر شیل فون کا اسیجاں رائٹریا اور بیک نیروں کے نمبر
ٹالی کر کے فرشتے کر دیتے۔
"بکھل۔" — دوسری طرف سے، اب تک اس کو تھی کہٹو
کی آوان سنائی دی۔

"میرزادہ بول، ناہوں طاہر۔" — سیکھ مردوں کے ساتھ
میرزادہ کو میز دھکل کے اندر اسی میل پر پہنچا۔ میں خود ہی نہیں تو اس
لے ہوں۔ حضور اور کپٹن میخکل سے کہتا کہ وہ اپنے طرفوری کا کمل سنان
پڑھے ہوا رہے جاتی۔ اور باقی تمام میرزادوں کو پڑھی طرح سچل جو نہایت
میر سائنسی بھی خوط خودی کا سیستہ وہ ساقے کے جائیں۔ — میرزادہ
لے سجیدہ بھیجے ہیں کہا۔

"اوہ۔" — کوئی نیا چکر ٹیل پڑا ہے۔ — بیک نیروں نے پوچھا
اے صرف تباہت بکھ کا ہیں علم خدا۔ اس سے زیادہ کا علم ہی نہ تھا۔
میرزادہ نے اسے لفظ طلب پر مارے وہ احتیات بتا دیتے۔ جاکہ
بیرون کو مناسب جایاتہ نہیں کیے۔

"اوہ۔" — ایسی قتوڑی دیر پتھر مرسٹن کا بھی فون آیا تھا۔
اپنے نے آپ کے تمام پیغام دیا ہے کہ آپ اسیں سمجھا جو دل پھی
ہیں یہ سکا، قوم کے نے انتہا نی خانہ مندر ہے گا۔
بیک نیروں نے جواب دیا۔

۔ پہنچ مکاریوں دفاعی تھا اس کے خواہ اس نے میں اس کو بچپن
شے، ہاتھا، میرا خال تھا اگر کوئی پر مشتمل نہیں کو، پورا کر دوں گا۔
۔ لیکن اب مردوار سے تفصیلات مطمئن ہوئے کے بعد اس
ہرے کی تاثری خود کی وجہ گئی ہے اور پھر لاسریتے جزوں پر کاروگ کے
لئے اس حکم بچپن پڑھئے گی، کہ دیا ہے۔۔۔ عراں نے کہا۔

۔ ٹیک بے ریں بھراں کا کہر تاہم۔ آپ کتنی درجیں بھل بچپن
ہائی تھے۔۔۔ میک زید نے پوچھا۔

۔ میں آئے تھے تھوڑا بچا ہوں گا۔ یہ سکتے انسانی پیشہ تھے
سمیت، اسی پیشہ کی تحریر رائیت ڈائے کہ، جلدی لگگو مخزن کا صباب
ہو گیے۔ اسی نے ریں پڑھتا ہوں کہ بھراں پہلی طرح صبح ہوں۔
مران نے کہا۔

۔ ٹیک بے۔ بھراں پیچھے ہائی تھے۔۔۔ میک زید نے کہا۔
۔ وہ عراں نے المیان بھرے انداز میں سر جھستے ہوئے دیکھ دیا۔
۔ انکے بعد اس نے نایک کوئی فون کر کے بھل بچپن کے لئے کہ دیا۔

۔ اُنھرے اب اپنے ذہن میں پاک شیائیں تاک پیشہ کے خاتمی
انوار کی خیرست کو ددبارہ کھٹکاں دیا تھا۔ مادر کو اور دو خلائق کو تو وہ
اس خلوق کو بچاتا۔۔۔ لیکن اب وہ کسی ایسے گروپ سے، البتہ تم کرنا
پڑھاتا تھا جس کو بسا راستے مرے نے افراد ہوئے، حب کو قی
ہم اُن سے کہوں: آیا تو وہ اسکی بھراں نے اس سے یہی سخا تھی
سے حد ماضی کرنے کے متعلق سوچا۔۔۔ اس نے دیکھا اس کو ملائکہ
کے بغرا اسی کے، چند لمحوں بعد اسی کا ایجاد خادوت خالی کے سیکنڈ
یک دل دی مارش سے جو گیا۔۔۔

۔ وہ فرج اول دنا ہوں۔۔۔ لام فرمے کہا۔
۔ ادھر یہ سر۔۔۔ ہم آپ کے سلے ہیں پریشان تھے، دیکھری
کی کال بھی کئی بار آپکی ہے۔ دوسری آپ کے متعلق پوچھ دے سئے تھے۔۔۔ آپ
نے ان سے ایک بار بھی رابطہ تام فہیں کیا۔۔۔ دیکھے تاہوت کی دلائی کے

سر۔ اب ایسے گردپکے نئے کنے، قلت مے بکتے ہیں۔

”وقت فرماں گل نہیں ہے۔ جو سکنے ہے، وہ دل آج یہ کو شش
کرن ہے۔ لارس نے خاپ دیا۔

سند۔ اگر کہ کوئی کوت مل جائے تو یہ بھایا کے کفر تک
سے ایک گردپ مغلوں کا نتیجہ ہے۔ دنیاں پساں لینے کا ایک فرض گردپ
بیش ممکن نہ ہے ایک شیخ پر کام کر دے۔ وہ دنگ لینے کے پڑائی کے لئے
ہیں۔ ان کی تصادم ہیں ہے۔ یہکی وہ کل سے ہٹے یہاں نہیں پہنچ سکتے
وہ کمی کوئی تھی گردپ تو میرا خجال ہے۔ اسی صورت حال یہی کی معماں
گردپ اسکو نہ کہا جائے۔ ہٹا۔ نہ چوں اسے۔

اد کے فیکس ہے۔ تم میں جنڈ کو فراہٹ بکرو۔ اور سخن
وہ رات حاصل ہوتے ہیں اسے خدا سعادت نے پہنچا دیں گا اور مجھ
مکتبے کر سیکھ سرسی اس بارے کے لئے سعادت خانے پر پہنچو رہت
ہیں کہاے — ایسی صدمت میں اس کی خالائقت ہبھائے اے۔ جو گی
حضرت کیا۔

جانب آپ بے فکر ہیں۔ اس کا انعام کر لیا جائے گا۔ میں وہ
ہزار پانچ سو ایکٹھوں حصت حاکم کے سعادت خانے میں پہنچا دیں گا جس
حکم کا براہ راست ہاں آک لیٹھ سے کوئی نفع نہیں ہوگا۔ دل سے
جن کے سختی پیگ ہیں یہ نہ کہ یہ نہ ہو ادا جائے گا۔ اسی صورت میں
اگر سکرپٹ سروس ہاں لوٹے ہوں گے سعادت خانے پر پڑی کی تباہیں
ختم ہیں گے نہیں بلکہ سختی کو ازیں کے سخت اخیں یعنی کے دینے کی

بچتے ہوئے کہا۔
بچم نے صوت حال انہیں جادھی تھی۔۔۔ لاش نے خناہی تکمیل

میرے پاس لاگ ریخت افسوس نہیں تھا۔ اس لئے جن پاس سے
لکھتے ہیں کوئا۔ مسراستش میں نے انتباہی خوبی سے بیان دیک
کر دی۔ کوئی دلیلت اس وقت پاک شہری سیکٹ مردوں کی فتوحی میں ہے
لہور میں ماڈل کے حصول کے لئے ہم کو قیامت کوچان سے ادا کرنے کے
جادہ سخت دہال اس نے بیرونیاں کی اخراجی وجہ برائیں جائیں
جس سے کوئی چنانچہ پچار کھٹکے۔ لہراب اسے خوبی اس چنان کا
پڑھنے لیا۔ چنانچہ اس سیکٹ مردوں اس ماڈل کو کوئی مشکل کرنے
کی پوچھی کرے کی۔ جب کوہاڑا چارے مکا کہے۔ لہراب اسے
لئے اسی تحدیتیق ہے کہ تم اپنے بھروسے کاٹکے افراد کی قربانی دے
کر بھی اسی ماڈل کو مصل کر سکیں۔ تب ہمیں دلہنگوں نہیں ہے۔ اسی لئے یہ
چارہتاہوں کر۔ مالا ہم ماصل کر لیں۔ — «مرنے اسے مفصل بتائے
وچھے کہا۔

وہ نہ اگلی بات ہے تو چراپ علم کریں۔ مدرس
لے آشنا ہے سیدھے ہیں کہا۔

سیرا پر دگام ہے کہم اسی محل کی گوانی کوئی مجھے بھی سکر کر سوچنے سے حاصل کر سے ہم اس سے بنا جائیں گے۔ یہکو تم جانتے ہو کر من اکٹا پڑی سکر کر سوچنے سے نہیں لا سکتے۔ چاپ کر کر کنی اوسا کو، پہ جانیے جو لاٹی بھرا لئیں دیا ہات بھی، لکھا ہو اور وقاردار بھی جو۔۔۔ لفڑی کہا

پڑھتی گئے۔ سکندہ بکر قبیلہ اسرائیل کے کہا۔

گاؤں آج دیا۔ روشنہ نہ کس وقت تک پہنچ جائیں گے
دنر نے مطلب کیا ہے میں ہاں دیتے ہوئے کیا۔
۲۰۰ کل ۲۰۰ پہنچ پہنچ جائیں گے۔ اسرائیل نے جواب
دیا۔

اہ کے جی کی وہ بہر تھیں فتن کے مزید چالاکت دوں
گا۔ اگرچہ بخوبی کی کال آئے تو انہیں تفضل بتادیتا۔ لگایا ہی۔
دنر نے کہا اور سیورہ کہ دیا۔ اب اس کے پہنچے پہلے ایمان کے
آٹا دنیا میں تھے۔
اب ہمیں کل بکش اشناز کر دیتے گا۔ ساقہ دل کیسی
رشی ہوئی نہیں کیا۔

کل بخوبی اس سے پچھلے ہم اس سچیل بکر
ٹھاکرنا پڑیتے تھے کہ جس سچے سخن ہیں جو میں اس سارے کہا
پہنچ قبائلے کے سیکرت صورت میں وہاں فرمی اُنہی کے
اہم کی بھک انتہا ہی کرنے والے جائیں اور وہ آج کی نازلے اُنیں۔
فیصلے کیا۔

تمرے ہیں جو بھی ہے بات ہے۔ اس نے قسم داں پکنگا چاہتا
ہوں۔ اگر ریشمہ نہ کے اُن سے قبیلی سیکرت صورت میں واڑے
ہوئی۔ آج ہم آجلاہی ان سکھ جاؤں گا۔ پھر ہمیں ملک کی چیزے
ہے ہر جا لے جیں یہ سے کھا دا پس اخناہی ہے۔ اُن سرے
ڈے افکار پرستے ہیجے میں کہا اہم اس کے بعد وہ فیصلہ کو جراحت

ہاں شہزادے بہر آگئا۔ ۲۰۰ نوں آسی کوئی کاہری نہ تھے۔ اسرائیل
شہر تک پہنچ پہنچ کی۔ اس نے ایک انتہائی طاقتور نہ دینیں کی خوبی۔
اصدود سر افرادی سماں ان ہی۔ بھروسی نے مغلیخانات کے دفتریں
چکا کیا۔ اپنے اپنے کو شکاری کا سرکار تھے۔ یہ شیخوں جملہ کا تفصیل نہ تھا ہی
وہ من کر دیا۔ اس کے بعد وہ کارروائی نامنجمی کی ملت پر ہم گدیں میون جعلی
ہدا اکرامت کے شاہی ہیں کوئی شر کے ناطے میر عطا یا کار و فسایت
کیٹھے کے بیرون ہیں جو کہ افسر اور خدیا نے کھانا کھلایا۔ اور بھر اسر
نے میون جعلی کے تھے کہ تھیں محدثہ شریوع کر دیا۔ اس نے چلنے سے
بھل کے کہہ سرخ دارہ ڈال دیا۔ اسی جعل سے جنوب کی طرف کو
فاسدے پر دو اونچی پہلوانی کی ٹھیکی۔ اور جعل کے اوندوگر کافی بے نہ
جعلی صفات ٹھائیں تو نہ ملیں کی کثرت نہیں۔

سیر اخوال ہے۔ جیس ان تین سے کی ایک پیاری ہے جو کہ جعل کی
گرانی کرنی چاہتے۔ اگر یہ سیکرت نہ کے آئے تھک سیکرت صورت میں ہیں
اوہ بھی تو بھر رہے سختہ کو اس جھاؤتی کے اطراف ایک پیاری پاہوں گا۔
اور بھر جیسے تھی سیکرت صورت میں ہو، انھاں کر کے کم اس پر
ٹوٹ پڑیں گے۔ اور اگر ان کے پنجھ سے پھٹکی سیکرت صورت میں
ہوں۔ جو تھی تو بھر اس کی نگرانی کرنے تھے اس کے بعد خود بھی ان
کے لئے جائیں گے۔ اُن سرے کہا۔

تیکن ہام سے پاس اٹھا ہی تو ہیں۔ نیلیں کہا۔
کوئی کہا۔ سہرت اور بندہ ہو تو اٹھا ہی میساو جاتا ہے۔ آؤ۔
دنر نے تھتے کہ اپنے کو سکھ جیب میں دلانے ہوتے کہا۔ اور بھر

کوئی کرنی پڑت کا بند بھی میران کے تریب ہی کرو اجھا تھا
وہ بہت سے افراد ہیں جمیں ان کے مقابلہ ٹیکے کریں گے
ذیلی نے تھوڑی سر ہبر سے بچے ریس کیا۔

تمہیں مکوئی بچے جائیں گوں۔ آجھی نے دہماں صلی کو پا تو تم
دہماں جاؤ کاروس سچ جانا ہیں کوئی سچ کوئی کاروں کا کام بھر کر جاؤں
یکل گھریں پہنچ کر کوئی تو حرم اپنی کاروں کے بیدھی رہا۔ تھوڑی کاروں کا
بچہ رین جو صورت دہماں پہنچ جاؤں گے۔ پھر حرم دہماں سے جسی
دری گھر کا مل جائیں گے مارنے کا۔

ٹھکے۔ ق۔ ۲۰۔ دہمی بچے دہماں کی بودھی تسلی سے
تھیں پیک کرنی رہوں۔ فیصلے کیا۔

ہل۔ ۲۔ دہمی خالی کھکھا کا اسی کے صور کی پیک بھل کے
گر کھٹے اگوں پر بڑھے دہمی وہ بچے کے ہو جائی تھے۔ فر
لے کہ اور دوڑی ہیں پیک کے چلے کر کے دہمی خالی کی آٹے کو
ہلایی سمجھے اوتے کا۔

پل اور کے دو پکڑیں سے لٹکے اور جھلکی کی طرف مدد نہیں کی۔
پہنچ اس کا سند ناشر کے ہیں میں خاص نہیں ہے وہ جھلکی میں
ہے جنہاں کے آگے بڑھ گیں۔ اور بھر ایک لہب پکڑ کر کرہے پہنچوں کے
عینی طرف سے جھلکیں داغل ہیں۔ اور بھر ایک لہب پکڑ کر کرہے پہنچوں کے
اعانہ میں کارہ دہماں کا ہو آگے بڑھا گیا۔ جھلکیاں ماننا تھا۔ اس نے
وہ اسر کو کاروں پر فریں تھا میں دشمنی مصروف ہو۔ جسی بھی کچھ کی دہمی پہنچے
ہمہ رہا۔ اس اڑاکنی کا دہمی دہماں آجھا بھول آگے بڑھا جائے تھا۔ اور بھر
کھر کو درجہ دہمی دہماں کے عینی پیک گئی۔ کارہ کو بھر کے جنہیں
تھیں ملک کر دہمی دہماں کے بچے اوتے۔ اور بھر کرتے قسم اخاتے ایک
پہنچ اسی پر بڑھتے تھے۔ پہنچ اسی خاصی اونچی تھی۔ کچھ دہمی دہماں کے
بھر اپر پڑھتے تھے۔ پہنچ اسی پیک دہمی دہماں کی کھلتی تھی۔ سکھ دہمی
تھی کھنڈھی تھے۔ تھوڑی آجھے تھیں پھر مسلی اپر بچے دہمی کے بعد
وہ پہنچ اسی کی بچنی پہنچا۔

”اے دہمی دہمی“ فیصلے اپر بچنی پیک کر کیا۔ اور
وہ فریبی جلدی سے گھریں بھلی ہوئی دوڑی ہیں صور سے لکھا۔
”وہ دہمی دہمی کو دہمی کو دہمی کو تھے۔“

”اوہ۔“ چوک آور دی ایک شیخ میں آگئے ہیں۔ ”اوہ
لے جو شیخ پھیپھی جو نے کہا۔ کوئی بخفاں نے حصل میں بخدا خود کو کو
وہ بخی روئے، بخوں پاٹا۔ بچے سات سچے افراد جھلکے آگوں پر چکتے
اعانہ میں کھلے گئے۔ چار بھاءں کی سچیں بھی کھوئی تھیں اسی پیکن۔ اس
پھر طاقتور دہمی کی مدد سے ناشر نے میران کو بھی پیک کر یہ اور دیگر

جھلک کے گرد رچ سیکرٹ سروس نہ جوہتی۔ میران
پکناں بند کے ساتھ ایک بڑائے پتھر ریٹھا جواہر۔ اس نے بند
سے مخزندگی کو کے اخراجاتی مدد پر اتنا مطمئن کر لیا تھا کہ اس نے بھیں
کے کم سے ۲۵ ۰۰ ۰۰ ۰۰ رہ جھماہا تھا۔ اور اب بند، اور کیپٹن شیکل
خو خودگی کا بابس بنتے چل کی تھے اور نے بند کے سامنے سیکرٹ
سروس کے باقی میران اور ادھر ادھر بڑے بڑے بڑے بڑے
اشادی میں کسی تھم کی صافت سے نہیں کے لئے پوری طرح قیامت تھے۔
توڑا ہی دیر بند عصہ دار کیپٹن شیکل ہاہر آئے۔ دہ خالی
ہاتھی۔

توہین میران حاصل۔ جس نے بہت تلاش کیا ہے۔ یعنی
ڈال کے بھی بھیں ہے۔ صندوچے ماسک جنماتے ہوئے گہما۔
چھا اب بھی فور جانا پڑے گا۔ کیوں کہناں حاصل۔ اپرے برا

سلقوں کے۔ میران نے مکار اتے ہے نے کہتا ہی بند سے کہہ
او بند نے مخموٹی اس اسیں بخیج کرتے ہوئے اجات میں سر
پڑ دیا۔

تو پھر لہ۔ شید جو تی ہارے نصیب میں آجائے۔ میران
نے اس اسک چہرے پر جو ماحترم ہے تب کہہ خو خودگی کا بابس
او پہنچی بلبے ہوئے کھلا۔ ماسک جنماتے کے بعد اس نے ایں جس
پہنچ لکھا۔ جب کہ کہناں بند نے اس کے پیچے ہی جسیں جس
پہنچ لکھا۔ اور پھر وہ دلوں اختابی خیز خندکی سے جھل کی تھے
جس اترتے ہے اسے۔ بند کی تحریکی اور پھر تی کاہی درجتی۔ وہ اس
خو خودگی کا اُر بخے جادہ اختاب ہے وہ ماہر خو خودگی تو خالا تھا کہ اس بند
او زان کر کئے تھے۔ یعنی کہتا ان بند تو واقعی کبھی بھر جاؤ کہ کہناں
گک رہا۔ جسیں فردہ گھری دلختی۔ اس نے میران اوہ کہناں بند سے جس
ہی جہت تباہی کوئی کوئی چافیوں کے بحسب پہنچے۔ بند وہ خاص چنان کی
رفت رہا جو اس نے وہ اپنے چھایا تھا۔ یہ ایک کہنا داری تھی۔
تھی۔ جسیں ٹھلٹ جگہ پرے برے سوراخ تھے۔ کہناں بند نے اسک
ہاتھے سو مارخ کی رفت اٹا دی کیا۔ اور پھر خود تحریک سے دلپس اپر اتھا
چکا گی۔ شایا اس کا ساسن اتنا ہی تھا۔ یہر حال میران کا مقصد صل
بو کھا تھا۔ اس نے میران نے اس کے دلپس جائے کی پیوادہ نہ کی۔
امساں جسے سو مارخ تھیں دلخی ہو گیا۔ سو سو مارخ ایک سر تک دن
تھا۔ میران اسے بڑھاتا ہے۔ اس نے اسک کے دلپس کی یونی ٹھکر کی تاریخ
و حل کر لی تھی۔ اس نے فارکا اندھیعنی حصہ پیش کر دیا تھا۔ آتے

جذور ختم ہو گئی۔ میران نے ادھر ادھر کھایکن عطاں اُسے کسی شبے
کے کوئی اٹاد نظر نہ آئے۔ پہنچنے لے چکنے کے بعد وہ بیسی ہی دنیں
بوقت کے لئے گھوڑا اس کے ہر چنان کی یا کس بوارے سے بھرا رہے
ادھر جلی سی گزگز کا بہت کے ساتھ ہی چنان کاہد حصہ ہوں جو کافی بیسی
کسی نے مارٹنی طور پر اُسے بتایا ہے۔ میران پوچھ کر بٹا۔ اب
ہیاں دروازہ نظر آہی تھی دہان ایک بڑا سو ماخ بنا گیا تھا۔ اور پھر
ڈھاک کر ادھر ادھر پھلے گئے شے میران تیرزی سے اس سو ماخ کے
امداد داخل ہجا تو دوسرے گئے وہ دیگری طرح بوجھ کر ڈال۔ اس
سو ماخ کی دوسری طرف وہ ڈپکیں تو تیر کے ساتھ ریکا کوک دار پھر
کے ساتھ بندھا ہوا پڑا تھا۔ اور اسی لئے میران کی کجو ہیں صاری بات
ہیکی کپشان جنس بیچی پڑی بات میں پچا تھا۔ اس نے والقی قیڑیں
چھپا اتھا ایکن جھبھا ان کھلی یا کسی بچکے نہ لے کی وجہ سے تھروں کی
ایک مارٹنی سی دروازہ نہیں بن گئی تھی۔ جس سے غار کا دریشم ہو گیا تھا
اس نے موجودہ غار میں وہ ڈاپ لٹڑا آہتا۔ میران تیرزی سے
پہنچ کر طرف پڑھا۔ اس پہنچ کر پھر کچھ سے مل جو کہ ادھر جو کسرا
پاٹھ سے پڑھے وہ ڈاپ کو کھست ہوا فائدے دلانے کی طرف بڑھنے کا
کام کر رہا تھا۔ اس پہنچ کے بعد میران اسی اس طرف پڑھنے کا

پورت بھرے بیٹے ہیں کہا۔
”میری ساری طرفت میں سے کوئی احمد نہ ہے گذگٹی ہے۔ یہ
وہ تو پھر بہت بذلے سے۔ میران نے اسکا آثارے جو گئے گوئے
اوہ سیکھ مرد میں کے سب سماں کے گوئے گاٹھے کے گوئے گاٹھے جو گئے
”اس ڈابے ہیں کیا ہے۔ جو یہ نے حیرت سے اس
بوب طرب ناٹپ کے ذمے کو دیکھتے ہوئے پوچھا، جو کسی حصر میں
دھات کا بنا ہوا تھا۔ اس نے اس ہی سے دوستی کی پھریں کی تھیں
ہیں چیزیں۔
”اس میں وہ تھوڑا بند ہے جو تھوڑا لے اتھیں، ابھی کو پہلی دات پڑیں
کر رہے کیونوں تھوڑا۔ میران نے ملکاتے ہوئے تھوڑے تھوڑے سے
ٹھاکب جو کہا۔
”اپ پھر ناق پر آئے۔ تھوڑے نے بنتے ہجھے کہا۔
”چھا چھو اگر تم اسے خاتم کچھ تو میں خود پیش کر دیوں گا کیوں
جو یا کیا خیال ہے۔ میران نے فاظ خودی کا لباس آثارے
ہوئے کہا۔ اور جانیں لے تو منہ نا یا چب کو باقی میرٹھیں پڑھے۔
حصہ اور کچھ تو مشکل ہی خون خودی کا لباس آثارے ہیں حصہ
مع کہنائیں خدا نے تھا کہ دو ہوں اتفاقوں سے اُپ اٹھایا اور اس

مجھوں کی رات دیا اچھی گی۔

امیر اسی سفر پر لکھ کر کمپنی نہ رکی مرفت نہیں۔ پاک ایمنیت کے چھتے بیان آئی تک کسی خیزی سے نہ۔ جسکے لئے ایک نور دار، حکمر جا۔ اور بدین پیغام کریمی کی مرفت دستیں پاک ہیکنیں اس قسمی نئے ذہاب اٹھایا اور پھر کسی سی خیزی سے جھلکنی نہیں گئی۔

امیر فائز یہ فلم سب سے خوش احمد وہ خوش پڑے ایسا۔ عمران فلم پڑھتے گیا۔ احمد سب سے خوش احمد وہ خوش کی طرف وہ پڑے۔ عمران سب سے اگرچا۔ یہیں ایسی دھوڑی ہے کی اور مناسنی وہی۔

اے۔ وہ قایق دستے گیا وہ جیپ دستے گی۔ عمران نے پیچے چکے اگر۔ احمد سب سے خیزی سے اپس پڑے۔

فارس نے بڑی دھاخت سے کام پاگا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ جوں زیادہ درد بخوبی دھاخت سے کام پاگا۔ اس کے علاوہ اس کے پیچے دھلتے والے کوی شفعت دیکھی۔ وہ دل دئے گئے۔ اس نے وہ خوشیں داخل ہوتے ہی اچھے بڑھنے کی بجائے سائیڈ میں معدن شروع کی۔ اور پھر جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہ خوشیں داخل ہوئے وہ اپس پڑت کر پھر کسی حرف نہ پڑپڑا۔ اسی حرف اس نے بھی دھاخت سے انہیں شاری و می دیا۔

جب عمران اس کے ساتھی جیسوں کے بارے پہنچا تو ایک جیپ کی بھلک اپنی دھاخت کے درمیں افراطی۔ عمران اور اس کے ساتھی خیزی سے باقی جیسوں میں سوار ہوئے احمد وہ مرے لئے مجھیں انتہائی

چڑھتا ہے وہ تھی جیسیں اسکے جانے والے جیپ کے تھاں ہیں مل گئیں۔

عمران نے پرندی پھونگ دیکھتے۔ اس کے ذمہ جس بھونگیں ملے ہیں اس قسم افسوس اور ایسی ایسی بنا دیا تھا۔ افسوس کو کچھ دے کر اپنے اٹھا کر اسی ساری سیکھت سوچی کی دل کے لئے کردا ہے اٹھا کر۔ یہ معرفت عمران بھلکی پر میں بیکت سوچی کے مٹھے نہیں دار پھر تھا۔

وہ خوش کے دھیوان بے شکا خاہیوں میں اسی تھے اسکے بڑے پیچے چارہ تھے۔ سب سے اگر عمران کی جیپ تھی۔ یہیں افسوس پیچے کر لے گی تھا۔ اس کا جس نشان پاک انظر کر رہا تھا۔ روں کی تھا یہ نئی کھاتی ہو جائیں اسکا اعلان نہیں کیا ہے۔ عمران کی کھوڑی۔ اسی تھا کہ اگر افسوس جیپ سے کر کیاں خاک ہے گیکے۔ اسی دھیون کے پیارے دوسری بھائی دھاگت کے خلاصت انسانیں وہ خوش کے دھیوان میں دھیوانی دھاگت کے خلاصت سے کام پاگا۔ اس کے علاوہ اس کے اسی درج پہنچتے تھے جس کی دوسری دھیونی دھاگت۔ وہ دل دئے گئے۔ اس نے وہ خوشیں داخل ہوتے ہی اچھے بڑھنے کی بجائے سائیڈ میں معدن شروع کی۔ اور پھر جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہ خوشیں میں داخل ہوئے وہ اپس پڑت کر پھر کسی حرف نہ پڑپڑا۔ اسی حرف اس نے بھی دھاخت سے انہیں شاری و می دیا۔

اور پھر شروع کی جیسے ہی دھاخت جانے کے بعد انہوں نے جیپ کو دھاخت کے ایک بھونگیں کھوئے۔ وہ کھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی جیسوں اسے یہیں اولاد سے بچا کر اس جیپ کے تریب پہنچ لگیں۔ یہیں عمران کی واقع کے میں مطابق جیپ غائب تھی۔ ڈسکریٹ فلٹ کا اور نہ افسوس۔

۔ یہی آئے گے چارہ ہوں۔ تم جھلک جی مل جاؤ۔ جو سکنی ہے وہ ہیں
ڈالنے دیتے کے لئے پولیس کی رفت پسپ کیا ہو۔ ہرگز ان نے
بچا کر کیا۔ اور نہ ہوا پس اپنی بیپ پر بیٹھا اور اسے دیکھ لیکے تے
اگرچہ بڑھا دیا۔



کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اندھہ ایک دوسرے کے ساتھ خانے کی نئی نئی
وہ پیر ہرگز اور اس کے دو ساتھی غوطہ خوری کا بابا ہی اکٹھے ہوئے۔ اس
صورت ہو گئے۔ لافر ہوتے ہیں کھلا۔ خانا۔ اس کے ٹھک کا پیش
تو ہی رہا اس ڈلبے میں ہو جو دخان۔ بیکن ہے بے ایس کھروڑا تھا۔ کیونکہ اس
کے ہیں صرف ایک بیٹا اور دخان۔ جب کہ ہرگز ان کے ساتھیوں کے پاس
مشینی ٹھیکیں نہیں۔ اور پیر ان کی اصطاد بھی نہ رکھتا۔ اسی نے اسی
نے اس جسکو فوج دو دن کا تھوڑیں اٹھتے چھپیں کی طرف ہٹھتے
وہ کہا۔ فخر کرنے والے ایک نادڑا تھی ادا۔ اسی نے اپنی چارہ کی کھلی طبلے
کا فیصلہ کیا۔ درستہ نہ ہے وہ درخت کی اونٹ سے بکل کی کی
نیزی سے نکلا۔ اس نے باشیجی کی کھوئے ہوئے بیٹا اور کاڑی کی دوڑتے
بھوٹے دیا۔ اس نے اٹھا کر بھاٹکنے والا بندگوں کی لکھا کر جسنا ہوا اپنے کی
دفن اٹھا بھی تھا کہ اس نے جھپٹ کر کے بیٹا اٹھا۔ اور پھر اپنی وقت سے
ہوا کامب ایجنٹ میں داخل ہو گیا۔ سب کو اپنے بیٹا بھکے ہیں جس کی وجہ
گی تھا اور شاید اس کی کوئی تجھ ہرگز انہوں نے اس کے ساتھیوں میں کوئی کوئی
تھی اسی نے وہ حرمت سے بہتر نہ ہو گئے۔ یہکے افسوسناکا کہ وہ
پولیس ٹھکیں نہ رکھتا۔ وہ دن جا سکتے ہیں۔ اسی نے کیا ہے اگرچہ
کے وہ اپنے اٹھائے چھلکی کی سی تجزیے سے اکٹھے رکھتے ہو چکے گی۔
اُسی نے اسے پیچے رکھتا۔ جسے بھتی جاتے ہیں کھوئیں کی آہا زیں سخالی نہیں۔ اور
وہ ہرگز اور اس کے ساتھی اسی وقت کے بھتی سے دوڑتے ہوئے
اُسے پڑھتے ہیں۔ اس کے اگرچہ بڑے تھے ہی لامر لیکب پاہر پڑتا
تجزیے سے پہنچتے ہیں۔ اس طرف

لائکنر پیازی سے اُر کر جوے مختاطاً انداز میں جھٹکی سے گستاخ
بجا جھلک کے قریب پہنچا گی۔ جھلک سے نہ اہم کر وہ ایک بیٹھا۔ لیکے
وہ اسے دھرت کی اونٹ میں دیکھ گی۔ اسے جھلک میں جھٹے والی
تم کھسدنی پر اس کے سے دیکھ دیتھ۔ اس دھرت ملکیوں اور بند
جھلک میں غوطہ کا نئے بھتی جاتے ہیں۔ جنہیں بعد جسند قبائل اگلی البت
ہرگز ان ایک بارہ رہ گیا تھا۔ یہکے تھوڑیں درجہ جب وہ بارہ کیا
اُسی پیٹھ پر اٹھ کے ساتھ پہنچا ہو اپاہر رکھ فٹکا ایک چکر کیا
پاکیں ہیں تھا۔ ڈپ کو دیکھتے ہیں ہرگز ان کے سب ساتھی ٹھکنیں بھمل کر دیتے

میں کوئی بھی اچھی بھی نہیں ہے ایک جیپ تک پہنچ گیا۔ اسی
شہر کی بھری سے جیپ کاٹا اٹھایا اور آنکھیں کی تاریں کو جوڑ کر
ڈالنے کا سبب ہے جو دنیا۔ عصر کے لئے جیپ سفارث ہے۔ اور
وہ فرنٹے پر سچائی اداویں جیپ کا کچھ بڑاوا۔ وہ میران اور
اس کے ساتھیوں کے سبتوں بک پہنچے سے پہنچی کافی دعویٰ کی جا
چاہت تھی۔ تباہی کے ساتھ اسی دل سبب پر کوئی ہوا تھا۔ تو ہمیں وہ جعل
کے بعد اس نے اپنے بیٹے اپنے والی میں کیا تو۔ اسی میں ہیں دل
دعاوت پیغام انتہائی تبر رفتاری سے جیپ مٹا دیا تھا۔ یعنی
یعنی بیٹے اپنے والی میں کیا تو۔ اسی میں کیا تو۔ اسی میں کیا تو۔
اسی میں کیا تو۔ اسی میں کیا تو۔ اسی میں کیا تو۔ اسی میں کیا تو۔
اوہ جعل کے چھٹائیں سکا اور اپنے آنکھ کو جیپ سے بچانے کیا
اور جعل کی طرح دلما برواد جیپ پر ٹکلیا۔ اسی نے قرائی
حکم کاٹ کر اپس جیل کی طرف کو ڈال دیا تھا۔ کیونکہ اس
کے خالی کے مطابق وہ نکون ہر قسم کی بھگتی۔ میران افواں کے ساتھ
کا بھی جیل پر اپس جاتے کا خالی نہ اسکے خاتمے میں
یادگاری کو ادا کر جدیدی بھی پہنچ گی۔ اب کوئی دل نہیں
انکھ کو اس طرح پہنچ کی جائے اس نے ایک بیٹی کو کیا۔ اس
نے پہنچی بھری سے اپنے بیٹے کو جیپ کے چنانچہ کر کے گرد بیٹھی۔ اور پھر
اپنے اس طبقہ اپنے بھر کو جیل میں ڈال کر پھر ڈالا۔ اب ایک بار پھر
چنانچہ کوئی بھر کے ساتھی جیل کی تھیں اڑتھی۔ اب وہ خالی اتفاق میں
بھا جنی پہاڑی پر چڑھا گیا۔ اسی نے اسے دوسرے قبیلہ خانی نظر

اُن وہ تباہیوں کے انکار میں اچھی تک دہانہ ہے، حق غیب کو، کچھ
ہی افسر کی دفاتر ترزاہ گئی۔ اور پھر توڑی دیر بند وہ بہا اُسی پر
کھاکا گیا۔
لے کچھ ہیں نے سچا کو چلی جاؤ۔ کیونکہ ہمیں جیپ سے
بچت دیکھتا تھا۔ یعنی بچتے تھے اسکا تم جیپ پس مسلسل فرار ہے تو
کھافت پہنچ کر گئے۔ اس نے ہمیں یہاں دکنی کرم خانہ انہیں فوج
دے کر واپس آجاؤ۔ اور تم نے واپسی میں ہمیں دل دیا۔
پہلے تیر پہنچ میں کہا۔
اُن پر عزراہی تھا۔ اُن جھنی کر۔ وہ اچھی ہوئے جھنک کے گہ
بھیل ہائیں گے۔ اُن سر کے کہا۔ اور پھر وہ دوپھی تیزی سے
پہاڑی کے عقب میں اترے گے۔ تیزی میں دیر بصدھہ دوپھی اپنی کمر
تک پہنچ کے تھے۔ اُن سر کے اپاکٹ اسکا کوئی سیٹھی کے درمیان
بھیک دیا اور خالی قمیش پہنچ کر دوپھی کا دوپھی نہ تھا۔ کامیابی
تھی؛ ای دیر بھر میں اپنے تھے سفر کو پڑھنے کو جو دینکی۔ اسی نے
وہ بڑے لہینا سے کو رچنا شہر کو طرف بڑھا گی۔ جھنک کے صلت
کے دینگ پہنچ کر اس نے میران اور اس کے ساتھیوں کی میں جیل کو بھی
ڈیک کر کے کاٹ کشش کی۔ یعنی اُن اُسے کوئی جیپ نکرنا تھا۔
اُس نے مزید اہمیت کا اسنس دیا۔ اور پھر توڑی دیر بند وہ بیٹی
داش کو پہنچا گئے۔
اب وہ صر پکتے مر جائیں گے یعنی انہیں کو ماصل نہ ہو گا۔
اوہ نہیں دے سکتے انہیں اس کا احمد کا سچنے کریں۔

۔ یکنہ ڈاہمی و میں سے کھانہ بڑے گا۔ فیا نے پہنچتے ہوئے کہا
”اُس کی ٹکرائی کردا۔ اب ہم جب بھی چاریں گے امینا یہ سے مدد
محل سیں گے۔ لیکن ریشمہ چند بھی پیچی جائیں گے چون زیادہ آسانی ہے
جاتے گی۔“ ڈنر نے صراحتے ہوئے کہا۔ اسے دوستی پڑے
مشنی اندازیں چھٹے ہوئے اور دوستی کر رے کی ڈن بڑھ گئے۔
بٹھنے پڑیں جیسا کہ اس کے کھنکتے۔

گوڑاٹھ شہنے کے کہا رہے تھے جو اک پکان جسد کے کامنے
کے اور کہیں تھی۔ اور دوسری ناد کر رہے ایسیں گیا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ سے
پھٹ کر اٹھا اور گولی کے دلگھے اور ناخم نے اسے بیٹے ہو ستر کر دیا
تھا۔ لیکن جب اسے ہوشی ایسا اور اسی لئے آنکھیں گھوٹیں تو اس کے
مند سے بلکل یہ تھی خیج کی آواز لٹکی۔ اُسے ہیں صوری ہو چکا ہے اس
کے ہم سے جانی تھیں تو پر بھل گئی جو کامنے سے پر دعویٰ کی تھی۔ ایسیں
پیش کر دیا تو اب بھی مسلسل تکلیف تھا۔ وہ اٹھ کر کھل دیا تو ہاں
ایک آدمی بھی موجود تھا۔ تھی جو میری پیشیں اور دکاںی آدمی۔ پکانا ہے جس کے
لئے دنہاں اور اندھا پاکھر لاتا ہے جو اچھل کی طرف چڑھ دیتا۔ اس کی تیز تیز اسیں ایک
خوسی بولتی کی تھی۔ میں چاروں طرف تھوڑی تھوڑی پیشیں۔ جھکل کر اسی
چھٹے کی وجہ سے اُسے اسی پیچوں کے خاص کام معاون کر کر ڈری ہو
پڑھرتے خانہ مذکورہ پیشیں بکھر دیکھیں۔ آدم اجاتا تھا جو کہ اس ۷

کہ جا کر کر کر دھا۔ اس نے تھیر پرے الی جسم کے اندرونی بدلائی
بزم دے کر مدرسی طرف شاید نکل گئی۔
اوچہ۔ بول کی جو سرش کے بجھاتے ان پر کو ایک درخت کی حد
کے پاس مل گئی تھا اگر۔ اس نے جدی سے بدقی قوی اساس کی
ناخیں سکھنے والے سیاہی ملے کے قدرے لفڑی کو خداوند چنانچہ
اور اس کے ساتھی جیسے ملے بھی طرف جتنا اس بحث شروع کر دیا گی تو
اس کے قدرے بھی زخم پڑے۔ درد اپنی پوری بحث میں آئی۔
یکھنچے اس اپنے کے اوپر اپنی ساری صورت قفرے نے اتر رہا۔ پھر ابست
آجستہ مدد کی بحث جیں کی آئی گئی اور کتابخانے پرور نشانی پر کوئی بحث
گئے اسے اب عمران پر پڑے۔ اسے خداوند آجھا جسے اسی طرف نجی ہادی
ہیں یہ کوچھیں تھیں۔ یکی اسی لئے اسے پہنی سلی کامیں میں ہے
جیکر اگر جو جو شیخیں اگر کوئی اٹاک جیب کی طرف نہ ملے تو اسی کوئی کو
بے کبت اپنی ہو جائیں گے تھا کہ وہ مدرسی خاکبیں نے کم مادرت کو اوسی ایں
خاکس سے اٹا۔ پہنچنے کی مہلت دی شمعی۔ اور جو سکتے ورنے کے
یونچے بدل کر بہتے اپنیں اس کو اٹھاتے یا اسے بیٹھکی بہت ہی د
لی ہے۔ اس اب اسے اٹسی پرے چاہ خفے نے لے۔ درداب ختم ہو چکا
خاک وغیرہ بیچوں مدارک گی اخدا۔ اس نے بنہ داب چیری سے بھات
ہو چکی سے باہر کی طرف بڑھتے گا۔

خودی دیر صدھہ سداک پر ہو گی۔ بیان ایک چال ساختا۔
بیان نریک انشوں کی وجہ سے ٹھیک نہیں یا کس طبقے کے نے رکن اصل
اکے بندھ جاتی۔

پہنچان اب سوچ دا تھا کہ وہ کسی ترکیب پر چھوڑ کر فہریج پہنچئے کر کر
انہے بڑے اسی سے دیکھتا کہ خیر ہاں سے بہت بڑا چکا اور داد
بڑا لیچتا ہوا بیان کے پہنچنے تھا۔ پہنچنے کے بعد اسی جب وہ جیسیں ہیں
ڈر جوکی کرتے آیا تھا۔ اس طرح توک پر چھوڑ کر ایسا گی خدا۔ چنانچہ
وہ اس بھک اکر مددیشیں جو گینہ جیسا ہے جیسا شہر کی طرف جانے والی روکھ
دکتی تھی۔ بیان ایک موگاہ سادہ بحث تھا۔ جو کوئی لگ خاصاً اپنے ہوتا
ہے۔ اسی نے وہ بحث پر چھوڑ کر اس کی سروک کی طرف پڑھی جو حق شاخ
پڑھی گئی۔ یعنی توک نے اسے داد دو دو کاں نظر تاریخاً تھا۔ بحث کا میں اس
بیس آج اپنی بھیں۔

اوچہ جب ایک کام دھان آکر کی تو درخت کی شاخ پر میخا ہوا
پہنچان بندھ جو چکا پڑا۔ اس نے دوڑا جگ سیٹہ برانس کو بچے
بھے۔ بیکھا۔ ساق والی سیٹہ پر ایک فردان بھٹت جو ٹھیک ہوئی
اوچہ دو دو قوی پڑے مٹھی اندماز ہیں بیٹھے ہیں کہ رہے تھے۔ ایک
ٹھک کے کہنے کا پہنچان بندھ کی آنکھوں ہیں افسر کو دیکھ کر خون اڑا۔
پھر دوسرے کے اس نے پہنچے آپ کو سنبھا۔ اوچہ اس نے
کو کی بحث پر آہستہ سے پھر جگ لگا دی۔ بحث پر سامان رکھنے
چکا ہے جو اخدا۔ پہنچان بندھ لے ٹھنتی کی کہ بچائے جو راست
بھت کہنے کے وہیں بھک پر کھلا دئے جو کہ ایک لئے
لئے سائیٹیں ٹک گیا۔ ہر اچل کو اہمیتی سے بحث پوچھ دیکر
اس طرح اسی کے کوئے کام دھکا کو اندھیٹے ہے جو سر کا نہیں ہے
اکا درست جس آپکی تھی۔ یکی پہنچان بندھ بڑے اہمیتیان سے

اب پھت پر جنگل کے ساتھ دیکھا ہوا جوئی سا قدر سفر کرنا تھا۔
کہا شہر میں داخنی ہے۔ اور ہر ایک کا کوئی جس مخالیق کو کہا کوئی
کہا گئے ہے ملک ہی۔ بعد افسر نے کچھے اور کم مدد و ملتے پر لگا جائیداد کو دیا
شروع کیا۔ اُنکے پیشان جسے اپنی کریمی طرف سے کام سے نئے
اڑ کر بڑھتے ہے دل تما جو اسی نئے گھنی جس تھی۔ سایہ گھنی سے جو تما جو
دوسرا کوٹھی کے جھنپڑت گھنی اور بعمر دیو اور پڑھ کر اندک کو دیتا۔ ۵۵
در اصل ہمیناں کو دینا ہا بہتا تھا کہ کیا واقعی فلسفہ ہاں دیکھنے پڑی ہے
یاد ہتھی خدا پر آیا ہے۔ ملتوی دیر بھد جبکہ اس نے کافی احسان
کی ساتھی ہوتے کو انسانی گھومنی جس ہاتے اور جیختے رکھے یا تو ۵۶
تینی سے واپس ملادار بھرپوری دیوار پہنچنے کو واپس گئی آئی۔ اب
وہ بندہ اور جلد کرنی ہا بہت بحکم پہنچنے پا جاتا تاکہ انہیں یا کروں کی
ہائیٹی ہے کے متعلق بتائے۔ وہ مولیٰ یہ سوکھے کی بکارے
سایہ گھومنی سے دل تما جو آجے بڑھا جا رہا تھا۔ یہوں سے گفتے
ہے وہی وہ پتے اسے جیستے، یکتے یہی کہان بندکی کی
پر ماہ کے بیڑتی بنا کا پڑھا رہا۔

عِرَافٌ جب وہ اپنا ہماری تکمیل پہنچ گی یہی انہر کوں
جہاں سے نظر نہ ہے۔ اس کے دامت بھنے ہوئے تھے۔ اور جھنکے پر
جہری ٹھیک ٹھاری تھی۔ اُترتے اسے اپنا نام دیا تھا اس کی
سمجنی دل آرنا تھا کہ اسے اب سے صحت کیاں فرم بھوگی۔ وہ جنٹے
ٹھکے دک کر بدل جو خروج کھنڈا ہا اور پھر جب موڑ دیا پس جنگل جسے
گھنی۔ ملتوی دیر بھد اسی کے ساتھی ہی جو اور خرا مر جھلکی ہیں۔ یعنی
بھنکتے۔ اس سے تھے۔ ان سب کے پھر میں پر ماہی کا لفڑا کھا
ساد تکر آ رہا تھا۔

بھنکے پورا جنگل جہاں ملادے تھاں صاحب۔ یہی انہر کوں
لکھ رہیں تھے۔ مدد نے کہا۔
”وہ کسی دخت پر چڑھ کر چب گیا ہو گا جتنی کارہ جسیں کر
ڈک کے کنارے کنارے جھوکی کی کھاونت سائیں جسیں جھپ کر کھڑے

بوجنڈ جب وہ بکھر کے آ کر ہم پڑے گے ہیں تو وہ دنما بخیں کہ مسٹر مل کر جوڑ کر رکھے گے۔ اب اس نے بیجن مغلی سی چوڑیں رکھا۔
مردانے نے انہیں جدیات دیں اور وہ سب سر طبقے جوئے مسٹروں
سینت لائٹ سکولیں جسے ملکے کالجی نے بھی سرکار کے دوسرے کلاسی
پر ایک کلاس کی آئیں جسیب رکھی۔ اور جو اس کی انفری جملی ہو جم
کیں مروک پر دیکھ کر دہان دہان تھی۔ یکی تھوڑا کی لفڑی ٹھکر کی
بچاتے۔ مگر پرتوں بھی جوئی تھیں۔ یکی انہیں دہان رکے دھنیت کی
اد کی پڑتے ہیں لاسکے باہر نکلنے کی کوئی بودت دہلی تو عمران
اس نیتے پر پہنچا کر افسوس کی دکھی لیں فہرست کی جائے جس کا میاب
بوجگانے۔ جو کچھ اس نے جسیب میں خصوصی افسوس کے ذمہ
پڑتے تھیں کو کافی کیا اور انہیں اپنی طرف بڑا۔ ہو تو کسی دیرے بعد اس
کے ساتھی صیادوں سے بھیت دہان بچت کے۔

وہ خرچوں کی سے۔ اور اب اسے جملی میں جلدی کرنا ضرور ہے۔
تم سب اس کو کہناں کیتھے کے مختار خلے کو گھر دے۔ اگر وہ فر
ضادت ملے جیسے مل جو تب فرمی بھی کافی کر دیتا۔ اس کے
ضد مخالفت خلے سے لکھے والے ہر شخص کا باقا مدد حقاً قابو
کر کی جائے جو ملکابے کو وہ خود مختار خالیے جائے کیونکہ
کسی کو دیکھیا اس بدلے۔— مردانے نے انہیں جدیات دیں۔

ٹھکبے۔— جو بیانے سرطان تھے جو کہے کہا۔
ٹھکبے۔— قمیرے ساقی آجاؤ۔— مردانے نے دیکھے کہ
وہ بیگرا اس کی جیب میں آگئی۔ باقی جیسوں کے جانے کے بعد مارن

نے بھی پاکیں جیب آگئے بڑھا دی۔
ٹھکبے۔— دوستگی کے پارستے ہیں پاہستہ نہیں۔ اسی میں مارن
لے جسیب آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
وہ کلمہ ناٹبے ہے جس۔— جس نے ایک خاص آدمی کو
ٹھوڑا جھوٹ پہنچا کر دیکھ، جسے اٹھا کرنے کے بھرپور ہے۔ جس پر
جس نے صفا کا سفر میں زیادہ آسمانی سے اس کے پاس پہنچ کر کہا
چنانچہ مارپس اپنے جو غل میں جلا کیا اور دہان اس کے کاہ میوں کا
انکھ کرنے کا۔— یکی دہان کو کافی بھی دی آیا۔ اسی دہان اب کی کافی
آگی اسیں بیان آیکا۔— ٹھکبے قسمیں جنتے ہوئے کہا۔
ٹھکبے۔— تھا دے اخواں تھے سے تو یہی ظاہر ہوئا کہ
وہ بڑی طرح لغزش سے متعلق ہے اور اب آجہان افسوس کی خلاش
بڑھنے کی بوجگی ہے۔ پہنچے اسے پہاڑ سے ہی کیوں نہ ڈھونڈتا
ہے۔— مردانے نے خداوندی کی خوبی و بھیجیں کہا۔
ٹھکبے۔— اس کے کچبے بھیجتے چلتے ہیں۔— ٹھکبے کہا۔
ایں جیسے جیں جامہ جامہ۔ اب اسے ساختے آئیں ٹھے گا۔
مردانے کہا اور تھیز مرد کو فرمادی جو گیا۔ ماران کا دوڑا کیوں کہا گی
ٹھکبے۔— دوڑا ملکت کی خیر تھیں میری
خوبی دید بعد ماران کی آجیں کہاں کب کے سنتے جا کر دک
گی اور ماران ایسی کیسے اتر آیا۔ ٹھکبے جسی اس کے ساتھ تھا۔ اس
وقت کب کے نالہ میں خلے افواہ موجود تھے۔— ماران اور ٹھکبے کہ
پھر قدم اٹھتے سیدھے کاہ ترکیت بدھ گئے۔

لئی مسلسل ہی تھا اس نے وہ اپنے بیویان شرکت کی کوئی تلاش نہیں کی وجہ
دینا سے متعلق افراز کے مدد سے مخصوص میک اپ جس بی آئتا تھا۔ فخر کا
معاذہ باہر سے اب دھرم خدا یادا جادا تھا۔ شاید مذکورہ جو میران کا
قہرہ کا کوئی لگا تھا۔ مذکورہ کھٹکے کی اکشنٹی کر رہا تھا۔

اسی اونکے پیچے کام بے قت دہلان بن کر بارگاہ کی وجہ سے
خاہوش کر رہا۔ میران نے راحت پر بیوی کیا۔

اوہ جالی ہو گا۔ مذکورہ نے چوکا کر کر۔ اور پھر تیر خروص
اٹھا کر دعا نے کی طرف بڑھا گی۔ اس نے جتنی کھوئی قومیں۔ دعا نے
کوئی حکیم ہوا دعا نے اپنے ہو گا۔ اس کا بھروسہ مذکورہ کی شدت سے
سچا پڑا ہوا تھا۔

جاوہر خ ہو گا۔ اپنے آدمی ہیں۔ مذکورہ نے
پیچے ہوئے کہا۔

بہب۔ بس۔ اس نے بھائی پیر کا مامہ بے بیس۔
باکی نے زبردی لکھا تو میران سے میران کی طرف دیکھتے ہوئے گئے۔

آج یہ چاہو۔ درود نہ کوئی مل سکتے تھا۔ جاؤ۔ مذکورہ نے
لے ہو کر طرف دیکھتے ہوئے فیضی بھی جس کا امدادی کائنات
چکتا ہوا۔ بہر چاہی۔ مذکورہ پاپ میڑا۔

بیٹھے میران صاحب اپ بے اپنے آنے کی اخراج کو دیتے
تو میں دعا نے سے آپ کو خادمے آتا۔ مذکورہ نے اپس
مرتکے ہے کہا۔ میران سے اپنی طرح دافت تھا۔ اس نے اس
کا بھر بے صدمہ تھا۔

جنز ہے۔ کوئی نظر نہیں ایک مدھے پتے نوجوان نے
میران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ میران نے سخت اور کھنث بیٹھے
ہیں کہا۔ مذکورہ ہے۔ میران نے سخت اور کھنث بیٹھے
ہیں کہا۔

بس۔ جی ان سوچ دیں۔ نوجوان نے قصد سمجھ لئے
بھائی پیر کی کہا۔

میران کا بھی بیٹھا کرے اختیار اس کے مذکورہ سے بھائی پیر کی
میران کو فیض دیں۔ بھرپور ایجاد تک کی طرف مرتکی تھوڑی دیر بعد
وہ مذکورہ کے فخر کے دعا نے پہنچو گئی۔ در دعا نے پیر کی کسی قدر
بھائی خفتہ کھولا ہوا۔ میران اور بیٹھ کو اپنی طرف آ کر کہہ کر
وہ کہا ہے۔

کیا بات ہے۔ غوث نے سخت بھائی پیر کی بگردید میں
لئے دوسری طرح چونا جوا ایک طرف دلہاری ہیں جاؤ۔ میران کا بھرپور
پیڑا اس کے پیڑے پر بیٹھا۔ میران نے نہ دے دے دو دعا نے کو دلت
رسی اور دعا نہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور میران اچھی کر اندہ
ڈھن ہو گی۔ پیڑگ نے مذکورہ اس کی بیڑی کی بیک اندھا خلی ہو کر
اس نے پیڑی سے دو دعا نہ کر کے پیڑی پر چھاہا ہی۔

مذکورہ نے میران کی ایک لبادنہ تھا۔ یہی اسی لئے مذکورہ کو دم
کر دیا ہے کیونکہ اسی کی ایک لبادنہ تھا اور جو میر کو آئی بھرپور ایک دھماکے
مشتعل ہے کہ اسکے تھلے۔ دھماکے دو دعا نے کھٹک کا کہا کہ اس کا پر
لکھو گتا۔ تین کو میران پر نظر ہے تھیں وہ بھرپور طرح چوک پڑا۔ ٹھیک ہے

جسے اس نہایت تھے چاہیے جس نے اسے رین۔ بالآخر کامب بیٹھا دیا
اس کے بعد افسر نے بھی جانکاری ایک شخص کا پیکر کو ڈھوندی تو اسیں ملے جاتے
ہے اور اس کا تعقیب بھی دیوبندی خود نہ سے ہے اسی کارکے اسی بھائی
دول۔ میں نے عاصی بھرپور۔ لیکن اس سے پہلے کہیں ڈھنگر کے سے
ہیں کام کرنا بھیجا ہے ذاتی وحدت کے سلسلے میں فردی طور پر ایک
مددگار ادا بڑا۔ وہاں سے نادیغ ہم کو جب اسی نے دیوبندی واضر کو فتن
کیا کہ اس سے مسلم کو حمل کر اسی نے اسے ڈھنگر کی طرف سے بے انسی۔
وہ بالآخر گاہ سے کوئی بھاپ نہ ہوا۔ جس پر جسی حیرانی ہو کر خود وہاں
گیا و پہنچا کر وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ بالآخر کامب خالی پڑی تھی جسی کہ
وہ کہ جسی دلائی سے دستے گیا تھا، البتہ اسی لے چکا کیا تھا تو اس سے
اسلواد کر لئی خاسہ تھی۔ اس کے بعد اس کامب والی بھارتی میرا

بھرپور پا سل پیٹھے کا وقت نہیں ہے۔ جس نے تھیں آج تک
اس سے پہنچ کر نہیں کہا کام بھلی سلامتی کے کسی پچھلی حدث نہ ہے
لئے یہاں اب تم راہ خدا کیں جی شامل ہو چکے ہو۔ اسی مدت میں
ہر کاریے آدمیوں کی گذشتی فوٹشی ہوتے ہیں اسی ایک پیچاہیت اسی
بھتی تھی۔ میرا نے کام کھالے دلتے ہیں جی کہا۔
”کی سلامتی کے مسئلے ہیں اسیں ہیں جناب میرا صاحب
تھے تو ابھی ایسے بکھر جسی نہیں ہوا۔ لیکن وہ جو نے ہوتے وہ حدتے کر لیا
ہوں اور اسیں۔“ مٹکتے ہجرت بھرے بھائی میں جا اب دیتے
ہوئے کہا۔

”واضر کیا ہے۔ بھائی اس کا پتہ چاہئے۔ ابھی اور اسی وقت۔
میرا نے بھی بھائی میں کہا اور لانسر کا دام سن کر مٹکتے ہو چکا پڑا۔
”

بہت بے اختیار بھی گئے۔ اس کا خیال تھا کہ کافی جیساں کے کمی ساتھی کی ہو گی۔ اعلیٰ نے شاید لارکو سخن دھلائے ہیں مالک ہوتے چک کریا گا۔ نئی جزوں کی اپنی طرح کام کو کوئی سمجھ نظر نہ آتا۔

یوسف علی انٹاگ اور وہ — علی انٹے سخت بھی ہی کہا۔
بھرث آپ مالا دس بھی جائیں۔ وکیتان بندر الجیلی بھائی بھجایے
او، کوئی صاحبیتے جانیلے کہ اس نے واٹر کی رنالش گاہ درکھلی
ہے۔ وہ آپ کو قرار ادا جانے لے جانا پڑا جتنا ہے اور — ۵۵ صدی

کہتا ہے۔ اسے ادا کیا جائے گا۔ میں آرے ہوں تو ہمارا یہ آنکھیں ہیں۔

میرزا جنگلی کا کوئی انتہا نہیں تھا اسکے بعد میرزا جنگلی کو کہا۔
میرزا جنگلی کے پڑھنے کے لئے سارے پیشے ٹھیک ہیں میرزا جنگلی کو کہا۔
میرزا جنگلی کے پڑھنے کے لئے سارے پیشے ٹھیک ہیں میرزا جنگلی کو کہا۔
میرزا جنگلی کے پڑھنے کے لئے سارے پیشے ٹھیک ہیں میرزا جنگلی کو کہا۔

اپ بے تکریز جا ب۔ میں نے پہاں دینا ہے۔ اپ کو کم از کم ہے کہی تھا یہ دھرمی۔ ملکٹ نے سر ٹالتے ہوئے کہ اور کے۔ عراں نے کہا اور خیری سے دعا فارے کی طرف ملگی۔ جیگر یعنی خاموشی سے اس شے کے جتنا ہوا خیر سے باہر آگی۔

کوئی دیر پڑھنے والوں جیسے تاریخیں نہیں۔
اندر سے صیاراتیت ہوتی رہے۔ وہ کسی پر مکمل عناد نہیں کر سکتا۔
حال نہ تائید کر سکتا۔

کراچی کے فنائیں اپنے سوچتے ہیں جوئے ہجتے ہیں۔
جنی ماں ویسے اس نے میں طرح ویراد اخاذ میں ڈبھ جیٹھے
اور پر عطا تاب جو گیا ہے۔ جنی اس کی صلاحیتوں کا قائمی جو گیا ہوں۔
چونگلے سر طالعے کوئے جوئے ہجواب دیا۔

بڑے مرض سے بچنے کے لئے جیپ کا سناہن کر کے آگے رہا۔
پراس سے پہنے کے مہر ان جیپ کا سناہن کر کے آگے رہا۔
جیپ میں لصہب لا نسخہ پر کال سانی دی اور مہر ان چوک پر لاس
نے جدی سے با قدر حاکم کرنے کا بھی آئی کرونا۔

بجزت کا گل مکار اور دسری طرف
بجزت کی آنٹا سنتی وی۔ اسچ رفت کی آخازیں کر مکار کے

ڈانہ بڑا آن کر کے پکانا خروج کر دیا۔
 یہ سفر جذف اٹھانگ بودا درد چند لمحوں بعد
 ہی اور سری طرف سے جذف کی آواز سنائی دی۔
 جذف پکتان بند شدید رفتی تو انہیں ادد، مہران
 لے چلا۔
 خوش بھر۔ گوئی اس کے کہ تھے گئی تھی جسے اس نے ٹھہر
 کر کوئی سب کی کریم کریں۔ اس کے بعد وہ جعل سے لٹکا تو اس نے
 اور اس کی ساقی خورت کو ایک کارہ اس جستے جوستے دیکھا۔ تو وہ
 اس کی کارہ کی پھٹ پر جھپٹ کر اتنا کی۔ ہاتھ کو ہون گیکے این پھرہ، اس سے
 سبھارنا مامہ اس آئی۔ یہاں اکثر اس تے کرتی پھرٹ کو کھل پورٹ
 دی۔ ڈالکی مارٹھنے لئے کہا کریں خود کی آپسے رابطہ قائم
 کریں۔ چنانچہ یہی نے لٹھیر پر کو سفضل کی اہماس طرح آپ
 سے بہت ہو گئی ادد۔ جذف نے باری کھیل جاتے ہوئے
 کہا۔

تم ایسا کرہ۔ جہاں کو کرتی ماہرث کی خلافت کے لئے وہی چڑھ
 کر پکستان بند کے ساقی را ادا اس سے بھل کر اس جگہ بخوبی جیسی کی
 لفڑی بھی کپتان بند کر کے دہان پہنچ کر بھل کر کھینچ دہان
 پہنچ ہوئی گا۔ جلدی کرہ ادد، مہران نے اسے ہاتھ بیٹے
 بہت کر کر۔
 فیکھ بے سائز ادد، سری طرف سے جذف کے
 کہا اور مہران نے ادد ایک آن کہہ کر دسے کہ دیا۔

تو یہ بات ہے۔ اس نے ہم ایج کھلگئے۔ مہران نے ڈانہ بڑا
 کرن کرتے ہوئے کہا۔
 کیا ہمارا مہران صاحب۔ ٹیک ٹیک لے پا کر کہا۔
 فخر کیا نہ تھا۔ اس کے ساتھ ایک خورت بھی تھی جو خلائق میں
 کہا جائے تو جو جدید تھی۔ اور اس کا کارہ کے ذریعے تھا جیسا۔ اس کے کامل
 کی مدنی تو اور جسی نہیں تھی۔ یہاں کپتان بند میں کام دکھایا
 ہے۔ مہران نے مکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈائیگ نے سر
 ڈال دیا۔

لائف احمد فیصلیہ اپنی نبی، ناسنگاہ کے مشائخ میں پیش شداب سے الحوت امداد جوہر سے تھے۔ ان کے بھروسے پر
گھر سے الہینہ اپنے آنکھوں میں تھے۔
اب کرنی، مادر کوئے جانے کی تحریک، نہیں بھی۔ فیسا
لے ہام پڑتے ہم نے پوچھا۔
”نہیں۔ اب کیا خروج دیتے۔ جو کام اس سے مبنایا تھا، وہ کام
بھوسی پولی۔“ دھرنے گھوٹ بھرتے ہوئے چالا دیا۔
”لائف۔ لوبت تریجہ۔ اس پیکھے ڈھنے میں افسوس کیا۔
لیے ہے پوچھا۔
”مغلی باد ہے۔ اس نے اس سلطنت میں کوئی سوال آئکھہ نہ کرنا۔
فخریہ کی بات سروبلیجی میں کہا اور فیصلہ میں پنکھ رخا ہوشی جو چکی۔
پھر اس سے پہنچے کہ وہ کوئی چاپ درتی۔ کھلی جیل کی تحریر ادا سنتی دی۔

ادودہ مددوں بُری طرح پوچھ پڑتے۔
”بھوسی کون آنکھا ہے۔— لائف ایک بھکتے اتنے
بھی ہے کیا۔
”شہزادی جن جاکر کیجئی ہوں۔— فیسا نے کہا۔ ادودہ نسلے سر
بھوسی۔ ادودہ خیل اگر سے سکل کر تحریر سے جردوں کی پھاٹک کی عافیت دے
گئی، جب کہ اس نے جلدی سے روپا اور لکھا اور پھر وہ ایجادی کے
مانندے ہمچنے ہمارے ہمارے کے لیکاچ ڈھنے ستوں کے لیکھے چھپ
گئے۔ بھوسی سے پھر مات تکرار ہتا۔
لیے ہے کہا اس کے قریب اپنے کو زندگی کرنے والے پوچھا گئے۔
”سیشم۔ چنانچہ نکھل شیل گراندے ہے۔ اپ کی بھت سے
کھوسی اور بھوسی ہیں ایں۔ نامٹ جو گیا ہے اُسے پیکار کر نہیں۔
اپھرے لوبت میں، بھوسی کی ادا سنتی دی۔ ادودہ صرف فیبا بلکہ فخر
کے تھے جوستے اصحاب بھی اُس میں چل گئے۔ فیسا نے مٹا کر کھا تو اس
لے اُسے پھاٹک کمرنے کا اثر رکھ۔ یہیں احتمال کے ہمارے
وہ ستوں کی اڑیں ہی رہی۔ برخا دیا جیکب اس کے واقعی حق۔
فیسا نے جیسے ہی پھاٹک کھوئا۔ ایک جھٹی لے ہوتے ہوئے، مکھ
کوں بھیج کر اولاد کوئی ہوئی۔ پھر فخریہ بھی کسی تحریر سے
بھاوازیدہ حاکی بھی خاک کر اسی لیے جس بھی کی تحریر ادا ایجادی افسوس
لئے پیدا کیا۔ اس کے باقی سے سخت جاگا گئے۔ فخریہ میں طرح اچھا۔
”بھوسی۔ اگر تحریر کی تو گنجوں سے انسان گا۔“ دھرنے
لئے ہمارے کی سماں۔ ایک بھی ہوئی کی تحریر ادا سنتی دی۔ ادودہ